



ارمعان امام ربانی



ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباسی

باہتمام:

محمد ہاشم بشیر

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ارمعان امام ربانی



ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد بیالیوں عباسی

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل سٹڈیز
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

جلد ہشتم

باہتمام
محمد طہنم بشیر نقشبندی

اقا حیر ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

سلسلہ اشاعت ۸

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

✓
297-04

م 54

159408

ارمغان امام ربانی (جلد ہشتم)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شاہد حسین

محمد طہانم بشیر نقشبندی

احمد علی بھٹہ

صفر المظفر ۱۴۳۹ھ / اکتوبر ۲۰۱۷ء

اقا خیر ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

520

نام کتاب

ترتیب و تدوین

پروف ریڈنگ

باہتمام

خطاطی

اشاعت

ناشر

صفحات

ملنے کا پتہ

35-C کمرشل ایریا این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور پاکستان

www.mujadidway.com

ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر

297.4

ارم

لاہور، اقا خیر ربانی پبلیکیشنز، 2017

520 ص

1- تصوف

فہرست

۱	امام احمد رضاك خان بریلویؒ	نعت رسول مقبول ﷺ	1-
۳	علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ	منقبت	2-
۵	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	پیش گفتار	3-
۱۷	جمیل اطہر سرہندی	افتتاحی کلمات	4-
۲۱	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	خطبہ صدارت	5-

مقالات

۲۹	محمد طاہر شرف	عصر حاضر میں مجدد شناسی کی ضرورت و اہمیت	6-
۳۹	ڈاکٹر محمد نوید ازہر	حضرت مجدد کا فکری احیاء	7-
۴۹	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی ذوق	8-
۶۳	پروفیسر محمد اقبال مجددی	خلاصۃ المعارف کی اشاعت	9-
۶۵	محمد ناظم بشیر نقشبندی	مجددی سلسلہ کے چھ مزید قلمی نسخوں کی بازیافت و اشاعت	10-

گوشہ تحقیقاتِ محمد اقبال مجددی

۶۹	مولفہ مولانا عبداللہ لبیب سیالکوٹی بمقدمہ محمد اقبال مجددی	رسالہ وحدت الوجود	11-
۱۰۳	تالیف شاہ غلام علی دہلوی بمقدمہ مختصر محمد اقبال مجددی	کمالات مظہریہ	12-
۲۵۵	تصنیف حافظ غلام محی الدین کنجاہی بمقدمہ مفصل محمد اقبال مجددی	مجمع التواریخ	13-

گوشہ تحقیقاتِ محمد ہمایوں عباس

۳۳۳	مولف حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی بمقدمہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	کحل الجواہر	14-
۳۵۷	مولف حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی مہرتبہ آقایی سعید نقوی ترجمہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	رسالہ صاحبیہ	15-

مکاتیب

۴۳۹	مکاتیب ڈاکٹر محمد مسعود احمد بنام پروفیسر محمد اقبال مجددی	17-
-----	--	-----

روداد

۴۸۹	محمد ناظم بشیر	روداد امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ ۲۶ / نومبر ۲۰۱۶ء بمقام ایوان اقبال لاہور	18-
۴۹۵	محمد ناظم بشیر	سابقہ کانفرنسز میں پڑھے جانے والے مقالات	19-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ
وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ
وَكِبْرِيَّتِكَ وَتَعَالَى
وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ
وَكِبْرِيَّتِكَ وَتَعَالَى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعت رسول مقبول ﷺ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی ﷺ
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

لَا وَ رَبِّ الْعَرْشِ جَسَّ كُو جُو مَلَا اُنْ سَ مَلَا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

سورج لٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی ﷺ

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یارب اک ساعت میں ڈھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی ﷺ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مدارح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

کلام اقبال

(بمخضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار

باقی کلمہ فقر سے تھا ولولہ حق
طُروں نے چڑھایا نشہ خدمتِ سرکار

اے

صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

پیش گفتار

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۳-۱۶۲۴ء) نے جس علمی، فکری و عملی اصلاح کا کام کیا زمانہ کبھی بھی اس کے ثمرات و اثرات سے محروم نہیں رہ سکتا۔ آپ نے ایک ایسے دور میں اصلاح و تجدید کا بیڑہ اٹھایا جب حکومت مسلمانوں کی تھی مگر بادشاہ کا مزاج بگڑ چکا تھا۔ اس بگاڑ نے ہر سو ظلمات بعضہا فوق بعض کا نقشہ پیش کیا ہوا تھا۔ ظلمات کے اس دور میں آپ نے نور شریعت کی قندیل کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی۔ امت میں جب بھی ایسی صورت حال پیش آئی طریق مجدد رہنما اور ہبر ثابت ہوا۔

طریق مجدد کی اس ہمہ گیریت کی وجہ سے ہر دور میں فکر مجدد سے صاحبان قلم و قراطس نے استفادہ کیا اور عوام کو ظلمات سے بچنے کی راہ دکھائی۔ ایسے ہی مخلصین میں صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۴ء / ۲۰۰۹ھ) ہیں جن کا ہر لمحہ اور سوچ کا ہر دھارا فکر مجدد کی ترویج کے لئے گزرا۔ فکر مجدد کی تجدید کے لئے کتب کی اشاعت، سیمینارز کا انعقاد، دروس کا اہتمام اور افراد سازی جیسے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جناب صوفی ناظم بشیر نقشبندی اسی سلسلہ کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ گذشتہ سال امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس ایوان اقبال میں ۲۶ نومبر ۲۰۱۶ کو منعقد ہوئی۔ اس میں درج ذیل مقالہ نگاران شریک ہوئے۔

ڈاکٹر افتخار احمد خان

ڈاکٹر معین نظامی

ڈاکٹر نوید ازہر

ڈاکٹر درمش بلگر ڈاکٹر اکرم ورک پروفیسر اقبال مجددی

ڈاکٹر مجیب احمد ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

علاوہ ازیں پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی اور جسٹس نذیر احمد غازی نے بھی اس موقع پر نہایت علمی و فکری خطابات فرمائے۔ ارمغان کی آٹھویں جلد میں اس کانفرنس کی روداد، مقالات اور اظہار خیالات کے علاوہ درج ذیل اہم تحقیقات بھی شامل ہیں۔

مجددی سلسلہ کے تین قلمی نسخوں کی بازیافت و اشاعت

عصر حاضر میں مجدد شناسی کی ضرورت و اہمیت

رسالہ وحدت الوجود مؤلفہ مولانا عبداللہ

مجمع التواریخ تصنیف حافظ غلام محی الدین کنجاہی

کمالات مظہریہ تالیف شاہ غلام علی دہلوی

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا رسالہ صاحبیہ

حضرت شیخ عبدالاحد وحدت گل کا مختصر رسالہ ”کل الجواہر“

اسی طرح یہ آٹھویں جلد سابقہ جلدوں کی طرح ایک خالصتاً علمی و تحقیقی کام ہے جس سے محققین استفادہ کریں گے۔

حضرت مجدد کے افکار پر کام کروانے کے جس سلسلے کا آغاز حضرت صوفی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا وہ آج بھی جاری ہے۔ مختلف جامعات میں حضرت مجدد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ / سلسلہ نقشبندیہ پر علمی و تحقیقی کام ہوا۔ پاکستان کی جامعات میں

ایم اے / ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر مختلف مقالات لکھے گئے۔ یہاں اختصار کی خاطر

موضوع اور مقالہ نگار کا نام درج کیا جاتا ہے تاکہ محققین اس کام سے استفادہ کر سکیں:

1. (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے میر نعمان بدخشی کے نام مکاتیب: موضوعاتی مطالعہ)

:سیدہ اویس

2. (افغانستان کے مشائخ مجددیہ کی علمی و فکری خدمات: تحقیقی جائزہ): حسن بیگ

3. (مجدد شناسی میں پروفیسر محمد اقبال مجددی کا کردار): محمد طاہر شرف

4. (اصلاح معاشرہ میں صوفیہ کا کردار: سلسلہ نقشبندیہ کا خصوصی مطالعہ): محمد پرویز

5. (برصغیر میں مجددی صوفیہ کی علمی و دینی خدمات: مجدد الف ثانیؒ تا شاہ عبدالغنی

مجددی): رفعت اویس (پی ایچ ڈی)

6. (پاکستان میں فکر مجدد کے شارحین: تعارف و جائزہ): حافظہ آمنہ وسیم

7. (مشائخ نقشبندیہ پنجاب کی علمی و دینی خدمات): محمد عظیم فاروقی

8. (مغلیہ حکمرانوں کی مذہبی پالیسی پر مجددی اثرات کا تحقیقی جائزہ): محمد کامران مسعود

9. (سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور صوفیائے کرام کی دینی و اصلاحی خدمات): مہربان

حسین

10. شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ کشمیری مجددی تقابلی جائزہ): طاہر خان

11. (حضرت مجدد الف ثانی پر اردو مقالات کا توضیحی اشاریہ) (جہان امام ربانی کا

خصوصی مطالعہ): محمد آصف نواز

12. (موجودہ قومی مسائل کا حل مجدد الف ثانی کی تعلیمات کی روشنی میں) (۱)

:محمد عارف ایاز

13. مکتوبات امام ربانی کی شروح کا تقابلی مطالعہ (شرح مکتوبات قدسی آیات، البینات

شرح مکتوبات): محمد ارشد

14. (مکتوبات امام ربانی کے فکری و عملی پہلو: ایک تحقیقی مطالعہ): محمد عظیم
15. (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی خدمات): عظمت اللہ
16. (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی طریقہ کار): صدف محمود
17. (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تجدیدی کارنامہ): محمود منظور طور
18. (تحریک احیاء دین اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: ایک تحقیقی جائزہ): شاہدہ پروین

19. (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی خدمات): نادیہ ایاز
20. حضرت مجدد الف ثانی کا دعوتی منہج و اسلوب: مکتوبات کی روشنی میں): محمد ابو بکر چیمہ
21. (حضرت مجدد الف ثانی کے برصغیر کے تصوف پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ): صاحبزادہ سلطان العارفین

22. (سلوک نقشبندیہ کا مطالعہ: افکار امام ربانی کی روشنی میں): رفعت اویس (ایم فل)

23. Metaphysics of Shaikh Ahmad)

:Ghulam Mohammad Untoo (Sirhandi

یہاں محققین کی رہنمائی کے لئے ان مقالات / مضامین کی ایک فہرست دی جا رہی ہے جو مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوئے۔ یہ غیر مطبوعہ فہرست جناب محمد شاہد حنیف نے مرتب کی ان کے شکر یہ کے ساتھ شامل کی جا رہی ہے۔

ابصار عالم	شیخ احمد سرہندی کے خلاف جہانگیر کے	ترجمان القرآن: جولائی
	عائد کردہ الزامات	1978ء

ابصار عالم	شیخ احمد سرہندی کے خلاف جہانگیر کے عائد کردہ الزامات	ترجمان القرآن: جولائی 1978ء
ابصار عالم	مجدد الف ثانی کی احیائے اسلام کی تحریک	چراغِ راہ: جون 1964ء
ابصار عالم	مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے اسلام	چراغِ راہ: فروری 1970ء
ابوالاعلیٰ مودودی	مجدد الف ثانی	ترجمان القرآن: دسمبر 1940ء
ابوالخیر کشفی، سید	تجلیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانی	السیرہ العالمی: اکتوبر 2005ء
ابوالخیر کشفی، سید	تجلیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانی	(ماخوذ از ششماہی السیرہ العالمی) اکتوبر 2005ء
احسان الہی رانا	مجدد الف ثانی کا عظیم کارنامہ	المعارف: اپریل 1975ء
	شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کے نزدیک عقائد اہلسنت والجماعت	(مترجم: محمود احمد غازی + عبدالرسول) فکر ونظر: اپریل 2004ء

احمد قادری، سید	عورت کا ایمانی عہد نامہ (مجدد الف ثانی کا مکتوب ایک خاتون کے نام)	الحق: اپریل 2004ء
اسحاق، محمد	مجدد الف ثانی اور فیضی و ابوالفضل کے تعلقات و اختلافات پر ایک اجمالی نظر	معارف: اپریل 1986ء
اسرار احمد اسلام	بر عظیم پاک و ہند میں (مجدد الف ثانی، عبدالحق محدث، شاہ ولی اللہ)	حکمت قرآن: فروری 1990ء
شمیم طارق	امام ربانی مجدد الف ثانی اور ٹیپو سلطان	الحق: جولائی 2002ء
شمیم طارق	امام ربانی مجدد الف ثانی اور ٹیپو سلطان	معارف: مارچ 2002ء
صباح الدین عبد الرحمان	مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی پر ایک اہم کتاب	معارف: دسمبر 1980ء
ظفر الاسلام اصلاحی	شیخ احمد سرہندی اور اہل حکومت میں شریعت کی ترویج	فکر و نظر: جنوری 2006ء
عابد صدیق	امت مسلمہ کے لیے مجدد الف ثانی کی دینی خدمات	نقیب ختم نبوت: مارچ 1990ء
عبدالرشید عراقی	مجدد الف ثانی اور ان کی تجدیدی مساعی (6 اقساط)	الاعتصام: اگست 1990ء

عبدالقدیر سلیم	مجدد الف ثانی کا سیاسی ماحول	ترجمان القرآن: نومبر 1998ء
عزیز الرحمان سید	حضرت مجدد الف ثانی اور احیائے سنت	تحقیقات اسلامی: جولائی 2011ء
غلام حیدر ملک	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	صوت الاسلام: جنوری 1993ء
غلام عابد خان	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کی فلسفیانہ بنیادیں	شمس الاسلام: نومبر 1987ء تا 1988ء
غلام مصطفیٰ	حضرت مجدد پر حرف گیری کا جائزہ (3 اقساط)	بینات: جلد 3 شماره 6، تا جلد 4 شماره 2
محمد اسحاق (ڈاکٹر)	شیخ احمد سرہندی اور ان کا مکتب محدثین: تذکرہ مجدد الف ثانی	(مترجم: شاہد حسین رزاقی) معارف: جولائی 1974ء
محمد اسلم	مجدد الف ثانی اور جہانگیر	الولی: فروری 1975ء
محمد اکرم ورک	حضرت مجدد الف ثانی کا دعوتی منہج واسلوب	الشریعہ: مارچ 2009ء
محمد اکرم ورک	میرزا عبدالرحیم کے نام مجدد الف ثانی کے خطوط	الشریعہ: جنوری 2012ء

محمد امین	قاری، مجدد الف ثانی	الحق: جولائی 1966ء
محمد اویس سرور	شیخ احمد سرہندی کی تعلیمات اور ان کے عالمی اثرات	اسلامی: اپریل 2009ء
محمد ریاض محمود + محمد اکرم ورک	فرد کی تربیت میں حضرت مجدد الف ثانی کا منہج: میر محمد نعمان بدخشی کے نام مکتوبات کی روشنی میں	القلم: جون 2014ء
محمد عبدالحق النصاری	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حیات و خدمات	(مترجم: محمد مشتاق تجاروی) تحقیقات اسلامی: جنوری 1999ء
محمد عظیم فاروقی	حضرت مجدد الف ثانی کی دینی و ملی خدمات کا تحقیقی مطالعہ	معارف اسلامی: جنوری 2016ء
محمد علی صدیقی	مجدد الف ثانی: اقبال اور تصوف	قومی زبان: دسمبر 1999ء
محمد ہمایوں عباس شمس	افکار مجدد الف ثانی کے ڈاکٹر محمود احمد غازی پر اثرات	معارف اسلامی: جنوری 2011ء
نجم الاسلام	مجدد الف ثانی کی تحریکِ احیائے دین اور اردو ادب	(تذکرہ/ 2 اقساط) چراغِ راہ: اگست 1963ء

نور احمد شاہتاز	حضرت مجدد الف ثانی کے فقہی افکار و نظریات مکتوبات کی روشنی میں	الثقافة الاسلامیہ: 2004ء
نور احمد شاہتاز	حضرت مجدد الف ثانی کے فقہی افکار و نظریات	فقہ اسلامی: جولائی 2001ء
یوسف سلیم چشتی	تعلیماتِ مجددی (مقتبس از مکتوباتِ مجدد الف ثانی)	ندائے حق: جنوری 1959ء
اسرار احمد (ڈاکٹر)	دعوتِ رجوع الی القرآن اور مجدد الف ثانی	حکمتِ قرآن: فروری 1987ء
اشہد رفیق ندوی	شیخ احمد سرہندی کے تجدیدی کارنامے: علمائے عصرِ جدید کی نظر میں	الحق: اکتوبر 2007ء
اشہد رفیق ندوی	شیخ احمد سرہندی کے تجدیدی کارنامے	تحقیقات اسلامی: اپریل 2005ء
امان اللہ بھٹی + احسان الرحمن غوری	شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کا اصلاحِ تصوف میں کردار	القلم: جون 2010ء
اورنگ زیب اعظمی	مکتوباتِ امام ربانی، اعلا عربی ادب کی مثال (مکتوباتِ مجدد الف ثانی)	معارف: اگست 2008ء

جمال الدین صدیقی	مجدد الف ثانی اور مارکسی مؤرخین-1	برہان، دہلی: مارچ 1980ء
جمال الدین صدیقی	مجدد الف ثانی اور مارکسی مؤرخین-2	برہان، دہلی: اپریل 1980ء
حق نواز اعوان	مجدد الف ثانی کے سندھ پر روحانی اثرات	الولی: جنوری 1999ء
زوار حسین سید	مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی کی ادبی خصوصیات	قومی زبان: مئی 1976ء
زوار حسین مجددی	اتباعِ سنت حضرت مجدد کی نظر میں	بینات: جلد 15 شماره 3
ساجد الرحمان، صاحبزادہ	امام ربانی (مجدد الف ثانی) کی تعلیماتِ تصوف	فکر و نظر: مارچ 1980ء
سعید احمد اکبر آبادی	ابوالحسن زید فاروقی کا مقالہ اور مجدد الف ثانی کی تعلیمات (اداریہ)	برہان، دہلی: اپریل 1975ء

اس فہرست سے بے اندازہ ہوتا ہے کہ حیاتِ مجدد آج بھی مسلمانوں کی علمی و فکری رہنمائی کے لئے منارہ ہدایت ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام اطاعت و اتباع رسول تھا۔ آپ کی فکر کا محور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس جلد کی تیاری، اور فکرِ مجدد کی ترویج و اشاعت میں جو لوگ ہر صلہ کی تمنا سے بے نیاز ہو کر محنت کر رہے ہیں اللہ کریم انہیں فیضانِ مجدد سے بہرہ ور فرمائے۔ درج ذیل

احباب کا خصوصی شکریہ۔

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

جناب عرفان ظفر (چیف ایگزیکٹو اراحم سافٹ)

جناب جمیل اطہر سرہندی

جناب محمود صاحب (ارحم سافٹ)

جناب میاں محمد صادق قصوری

جناب رانا سیف اللہ

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

احسان الحق صدیقی

جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجدی

ڈاکٹر کریم خاں

جناب ڈاکٹر عقیل احمد خان

پروفیسر حافظ عبدالمجید

جناب ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

ڈاکٹر علی اکبر ازہری

جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

ڈاکٹر حبیب قادری

ڈاکٹر افتخار احمد خان

محمد شفیق عاصم

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

خواجہ محبوب الہی

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

حافظ ذوالفقار علی

ڈاکٹر مطلوب رانا

حافظ فخر الزماں

جناب خواجہ عمر فیاض

حسن بیگ

جناب شاہد حسین

محمد عارف کوریجہ

جناب محمد راشد مگھالوی

بشری افضل

جناب رضا الحسن قادری

رفعت اویس

رفعت اویس

ڈاکٹر عمرانہ شہزادی

جناب ناظم بشیر بجا طور پر اس فکر کے امین ہیں جس پر حضرت صوفی رحمۃ اللہ علیہ گامزن رہے۔ اس فکری جانشینی کی وجہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر ہونے والے ان کاموں میں اساسی و بنیادی کردار کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت سمیع العلیم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

۱۴ / محرم الحرام ۱۴۳۹ھ / ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۷ء

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ

جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

سب سے پہلے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ کہ آپ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکالا اور اس بابرکت تقریب میں شریک ہوئے، میں خاص طور پر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب کا ممنون ہوں جو عرصہ دراز سے مجدد الف ثانی سوسائٹی کی سرپرستی کر رہے ہیں اور اس کی تقاریب میں جلوہ افروز ہوتے رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی اس معذوری اور شدید علالت کے باوجود اس تقریب میں شمولیت کر کے ہماری عزت افزائی کی اور اسکی خیر و برکت میں اور زیادہ اضافہ کیا۔

جہاں تک مجدد الف ثانی سوسائٹی کا تعلق ہے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پاکستان میں حضرت امام ربانی کی شخصیت کا تعارف اور آپ کی تعلیمات کو عام کرنے میں شرقپور شریف سے تعلق رکھنے والی عظیم روحانی و عبقری شخصیت حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح آپ کے خلیفہ مجاز حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے شیخ کے پاکیزہ مشن کو پوری جانفشانی اور لگن سے تادم آخر نبھایا، صوفی صاحب جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، وہ ایک تحریک کا نام تھا، ایک ولولے کا نام تھا، ایک نصب العین تھا۔ آپ نے انتہائی نامساعد حالات میں کام کیا اور ساری زندگی قوم کو حضرت امام ربانی کی تعلیمات سے آگاہی میں گزار دی۔

آج جب ہم اس تقریب میں اکٹھے ہیں ہم سپاس گزار ہیں حضرت میاں جمیل احمد شرپوری کے اور حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے اور ان تمام شخصیات کا شکر یہ بھی واجب ہے جو اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس مشن سے جڑے ہوئے اور اسکی اہمیت کا احساس رکھتے ہیں حقیقت تو یہ کہ حضرت امام ربانی کی تعلیمات اور آپ کے فکر و فلسفے کو لوگوں کے دلوں اور اذہان میں راسخ کرنے کی ضرورت جتنی آج ہے شاید پہلے کبھی نہیں تھی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے برصغیر میں دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور یہ واضح کر دیا کہ ہندو اور مسلم میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔ اسی فکر و فلسفہ سے شاعر مشرق متاثر ہوئے اور اس خطے کے لوگوں کو تعلیمات حضرت مجدد الف ثانی کی روشنی میں بیدار کرتے ہوئے فلسفہ خودی پیش کیا۔

آج جب ہندوستان کی حکومت پاکستان کی طرف آنے والے آبی ذخائر سے ہمیں محروم کرنے کی سازشیں کر رہی ہے تو اسی ہندو ذہنیت سے آگاہی صدیوں پہلے ہی کر دی گئی تھی، اسی لیے حضرت امام ربانی کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت وقت کی بہت بڑی ضرورت بن چکی ہے۔ ہندو کے ذہن میں نفرت اور تعصب کا جو بیج صدیوں پہلے سے موجود ہے وہ آج تن آور درخت بن چکا ہے۔ ان حالات میں ہمیں نہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے بلکہ اس سبق کو تازہ کرنا ہے جو سبق اتباع سنت کا ہے اور اتباع شریعت کا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے ہم ایسی مجالس میں شریک ہوں نہ صرف شریک ہوں بلکہ ایک نیا عزم، نیا حوصلہ اور نئی ہمت لے کر کے نکلیں اور حضرت

امام ربانی کے پیغام کو ہر سو پھیلا دیں اس پیغام کو جس قدر وسعت حاصل ہوگی اسی قدر پاکستان کو استحکام اور مضبوطی حاصل ہوگی۔

بدقسمتی سے مغرب، کفار اور مشرکین اس خطے کو زندہ سلامت نہیں دیکھنا چاہتے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جس ذات باری نے یہ معجزہ رونما کیا ہے اور ہمیں یہ پاک سرزمین عطا کی ہے وہ اس کی حفاظت بھی کرے گا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ دنیاوی ضروریات اور مصروفیات سے وقت نکال کر اپنے خلافت کے منصب کو مد نظر رکھتے ہوئے بھر پور کردار ادا کریں اور جو دین حضرت امام ربانی اور دیگر بزرگوں کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اس دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنا وقت بھی دیں اور اپنا سرمایہ بھی دیں اور اس کو زندہ تحریک بنا دیں۔ (شکر یہ)

صدارتی خطبہ

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

حضرت مجدد الف ثانیؒ برصغیر کے صوفیا میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، سب صوفیا کے ہم معترف ہیں، سب صوفیا کی عظمت و جلال کے ہم قائل ہیں، غیر مسلموں کو مسلمان کرنے فریضہ انجام دیا ہے۔ مجدد الف ثانی کا کارنامہ مختلف ہے، انہوں نے اسلام کے دائرے میں آنے کا اعلان کرنے والوں کی تصحیح کی ہے۔ آپ کے مخاطب غیر مسلم نہیں تھے، مسلمان تھے۔ آپ نے خود بھی لکھا کہ میں بغاوت نہیں کر رہا ہوں کیونکہ مسلمان حکومت ہے، حکومت کے مسلمان ہونے کا اعتراف بھی کر رہے تھے، جب جہانگیر کے خلاف مہابت خان نے بغاوت کر دی اور وہ کامیاب ہونے والا تھا تو شدت سے اسے منع کر دیا کہ اس کی اصلاح کی ضرورت ہے بغاوت کی ضرورت نہیں۔

آپ کا یہ طریقہ تھا کہ امت کو راہ راست پر لایا جائے اور حکمرانوں کو راہ راست دکھائی جائے۔ جہاں تک ختم نبوت کی بات ہے تو ختم نبوت کے جراثیم اکبر کے دور میں لوگوں کے اندر پیدا ہو گئے تھے۔ جب شیخ فرید حج کے لیے گئے تو اکبر نے خط لکھا کہ اپنے کعبہ کو چھوڑ کر پتھر کے کعبہ کی طرف کیوں جا رہے ہو۔ یہ حالات تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان حالات میں تحریر کیا، آپ کی تحریرات کسی ادیب سے کم نہ تھیں۔ آج کی خانقاہیں علم سے خالی ہو گئیں ہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ تعلیم کے بغیر شخصیت کی صحیح تعمیر نہیں ہوتی۔

میں نے جب داتا علی ہجویری کی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب کا مطالعہ کیا

تو میں نے غور کیا کہ اس کتاب کا پہلا باب ہی کتاب العلم ہے۔ یعنی کہ تصوف کی ابتداء ہی علم سے کر رہے ہیں۔ آج اس چیز کی بہت کمی آگئی ہے۔

آپ دیکھیں حضرت مجدد الف ثانی بہت بڑی شخصیت ہیں لیکن حضرت امام ابوحنیفہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ یہاں تک لکھ گئے کہ مجھے شخصی طور پر امام شافعیؒ سے بڑی محبت ہے، کئی چیزیں مجھے ان کی پسند آئیں لیکن کیا کروں کہ امام ابوحنیفہ سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمندر ہیں اور یہ سب نالے ہیں۔

آپ کے دور میں صوفیاء اپنے اپنے مقامات کی جنگ لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ مقام صحابیت اور مقام نبوت سے آگے جانے کے دعوے ہو رہے ہیں۔

حضرت امام ربانی لکھتے ہیں کہ صحابی کا مقام کتنے سے کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو بڑے سے بڑا ولی بھی ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ انہوں نے چہرہ رسول کو دیکھا ہے۔ آپ نے لکھا کہ ولی خواہ او ایس قرنیؓ کیوں نہ ہو۔

یہ جو تصور دیا ہے مجدد الف ثانیؒ نے کہ ایمان نام ہے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا، ایمان نام ہے اس وجود کے گرد طواف کرنے کا، یہی اقبال بھی کہہ گئے:

بمصطفیٰ برسماں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نہ رسا، تمام بو لہبیت

اقبال کی فکر پر حضرت امام ربانی کی تعلیمات کا بہت گہرا اثر نظر آتا ہے، اسی

لیے کہتے ہیں:

۱۵۹۶۵۸

تین سو سال سے ہیں ہند کے مے خانے بند

اب تیرا فیض عام ہو اے ساقی

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھتے ہوئے صاحب قرآن کی طرف

نظر بھی رکھنا چاہیے، کیوں کہ قرآن کہتا ہے اسے پڑھتے ہوئے کوئی بہک بھی سکتا ہے اور

کوئی سنبھل بھی سکتا ہے۔ سنبھلتا وہی ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور نظر گنبد خضرا پہ رکھتا ہے،

حتیٰ کہ شیخ سعدی کا شعر بھی نقل کیا

محمد عربی کا بروی ہر دوسراست

کے کہ خاک درش نیست خاک بر اوست

صحابہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہے، کہتے ہیں کہ ادب

کی وجہ سے ہم اپنی نظریں جھکا کر رکھتے تھے، لیکن جب کبھی بھی آپ کے چہرہ پر نظر

پڑتی تو آپ کا چہرہ قرآن کے ورق کی طرح نظر آتا۔

صحابہ کو قرآن بھی سرکارِ دو عالم کے چہرہ مبارک پہ نظر آتا تھا، ہم تو اوراق پر

پڑھتے ہیں۔

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی ریاضت کر لی جائے، چلے

کر لیے جائے تو سمجھتے ہیں کہ ہم تصوف کے امام ہیں۔ مجدد صاحب کا نقطہ نظر اس سے

مختلف ہے، وہ لکھتے ہیں کہ سنت کی اتنا جس قدر تم میں زیادہ ہوگی اتنے ہی بڑے صوفی

تم بنو گے۔ آپ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جناب عید الفطر کے لیے آتے تھے تو کچھ

کھا کر آتے تھے، فرماتے ہیں کہ آج بھی کوئی محض اس نیت سے گھر سے کھا کر آئے خواہ

ایک لقمہ ہی ہو فرمایا اس کو اتنا ثواب ملے گا کہ کئی راتیں تہجد بھی گزار کر بھی اتنا ثواب نہیں ملے گا۔ کیوں کہ ثواب میرے رسول ﷺ کی سنت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روحانی نسبت رکھتے ہیں، نسب کے حساب سے آپ کا شجرہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ دونوں شخصیات کی عظمتیں آپ کے مبارک وجود میں نظر آتی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ کو کوئی وجود انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں ہے۔

صوفی کا کام چلے کر وانا نہیں ہے، صوفی کام عقیدوں کی صفائی (صیانت عقیدہ) ہے، تربیت اعمال ہے۔ اعمال کو منضبط کرے، عقیدتوں کو صاف کرے، یہی صوفی کا کام ہوتا ہے اور وہ کام انہوں نے کر کے دکھایا۔

جہانگیر کے آگے سب سر جھکاتے تھے، شاہ جہان نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جہانگیر کے آگے نہ جھکیں، تھوڑا سا سر جھکالیں، آپ نے نہیں جھکایا۔ جہانگیر نے پوچھا سر کیوں نہیں جھکایا، آپ کو خوف نہیں آتا فرمایا خوف آیا تھا لیکن ساتھ ہی اس ذات کا خوف آگیا جو کائنات کا رب ہے۔ تیرے خوف کے آگے اس کا خوف کھڑا ہو گیا تھا، میں نے اس کے خوف پر عمل کیا تھا تیرے خوف پر عمل نہیں کیا۔

واضح ذہن تھا، خالص تھا، ذہن سنت پر چل رہا تھا۔ فرماتے ہیں جب قیامت کے روز اللہ رب العزت کے سامنے جاؤ گے تو سوال ہوگا کہ شریعت پہ عمل کیا تھا کہ نہیں کیا تھا۔ بڑی واضح بات ہے کہ نجات شریعت پر چلنے میں ہے۔ آج بھی ہمارا ذوق بہک رہا

ہے۔ دعوے تو بہت ہو رہے ہیں۔ مسندیں علم سے خالی ہو رہی ہیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافے کی دعائیں نکلتے تھے اور یہ بھی دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ اس علم سے بچا جو نفع نہ دے۔

مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرو، شریعت کامل ہے اس پر عمل میں ہماری نجات ہے۔

آج پاکستان کا وجود میں آنا ان کے کارناموں میں سے ہے، اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو مجدد الف ثانیؒ کی فکر کے ساتھ جڑ جاؤ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات پڑھیے گا، کوشش کیجئے گا۔ میں نے اہل علم سے کہا ہے اسے موضوعاتی ترتیب دے دیجئے گا تاکہ طالب علموں کے لیے پڑھنا آسان ہو جائے۔ سب سے بڑی ہدایت کی بنیاد جو برصغیر میں پیدا کی ہے وہ مکتوبات نے کی ہے، اللہ تعالیٰ اسے پڑھنے کی توفیق دے، فکر مجدد پر قائم رہنے کی توفیق دے۔



شیخ الاسلام عارف حکمت، مدینہ منورہ

تصویر بشکریہ صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا

مقالات

عصر حاضر میں مجدد شناسی کی ضرورت و اہمیت

محمد طاہر شرف

اصطلاح ”مجدد شناسی“ کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ تعلیمات حضرت مجدد کو ہر اعتبار اور پہلو سے سمجھا جائے۔ عمیق اور گہرے مطالعے کے بعد نتائج اخذ کیے جائیں اور پھر عصر حاضر کے تقاضوں کا مشاہدہ کیا جائے اور پھر ان مشاہداتی تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے کے بعد عملی جدوجہد کو بروئے کار لایا جائے۔

شیخ مجدد الف ثانی جیسا کہ آپ کے لقب سے ظاہر ہے کہ آپ دوسرے ہزار سال کے لیے مجدد ہیں تو اس اعتبار سے یہ دعویٰ قطعی طور پر بجا ہے کہ ”عصر حاضر“ آپ کی مجددیت کے تابع ہے اگرچہ آپ کے بعد ہر صدی میں مجدد مائتہ آتے رہے ہیں لیکن سب مجدد مائتہ آپ ہی کی تعلیمات اور افکار کی ترویج و اشاعت میں مشغول رہے۔

عصر حاضر میں آپ کی مجددیت کو تسلیم کر لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ دور میں امت کا پستی و زوال سے نکلنا اور طریق مستقیم پر گامزن ہونا اسی صورت پر ممکن ہے کہ حضرت شیخ کی تعلیمات و افکار کو سمجھا جائے، اسے عام کیا جائے اور اس پر عمل پیرا ہو کر کامرانی کے سفر کا آغاز کیا جائے یہی ”عصر حاضر میں مجدد شناسی کی ضرورت و اہمیت“ کا بنیادی نکتہ ہے۔

مجددی تعلیمات کی ضرورت اور عصر حاضر

حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے جتنا بھی کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے قابل صد تحسین ہے لیکن عصر حاضر میں ان تعلیمات کی وسیع اشاعت اور امت

کے قلوب و اذہان کو اس کی طرف مائل کرنا ایک ایسا پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اسلامی تاریخ صوفیہ کے تذکروں اور کارناموں سے بھری پڑی ہے، تصوف کے موضوع پر معرکہ الآرا کتب موجود ہیں، کرامات کا وسیع ذخیرہ بھی ہے، تزکیہ نفس کی خاطر طویل مجاہدوں کا ذکر بھی ہے غرض کہ تقویٰ و طہارت، عرفان و معرفت سبھی کچھ موجود ہے لیکن اصلاح معاشرہ میں کوئی نمایاں کامیابیاں نظر نہیں آتیں، شیخ مجدد کا یہی وصف امتیاز ہے کہ آپ نے زبوں حالی کا شکار امت کو پھر سے بیدار کیا۔ مجددی تعلیمات درحقیقت وہی اسلامی تعلیمات ہیں جن کا منبع و مرکز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عظیمہ ہے اور جسے پانے والے بغیر کسی مجاہدہ اور چلہ کشی کے پوری دنیا کے راہنماء بن گئے اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اپنا سب کچھ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا کیوں کہ اس بارگاہ عظیمہ کو وہ اپنے ایمان و ایقان کا مرکز اول تصور کرتے تھے۔ جب تک امت اپنے اس مرکزی نکتہ فکر سے جڑی رہی کامیابیاں ان کے قدموں پر نچھاور ہوتی رہیں اور اسلامی تشخص نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کی روشنی پوری دنیا میں پھیلتی رہی، قیصر و کسریٰ کی عظمتیں ان خاک نشینوں کے سامنے جھک گئیں، دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت ان کا راستہ روک سکی اور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا فلسفہ ان کے پیغام کے پھیلنے میں رکاوٹ بن سکا۔ اہل دنیا ان کو دیکھتے تو راستے کا تعین کر لیتے اور یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکتے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو الہامی علوم کے وارث اور تلمیذ ان نبوت ہیں مگر یہ تمام تراکرام و اعزاز اس وقت تک موجود رہا جب تک امت نے اپنے مرکز کے ساتھ رابطہ استوار قائم رکھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہل اسلام اپنے مرکزی نکتہ فکر سے دور

ہوتے گئے تو آہستہ آہستہ مختلف اقسام کی قباحتیں اسلامی معاشرت میں داخل ہونے لگیں جو کہ ایک ہزار سال گزرنے کے بعد نشوونما پا کر تن آور درخت کی صورت اختیار کر گئیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو اس منصبِ جلیلہ پر فائز کیا تو آپ نے پھر سے پوری امت کو اسی مرکزی نکتہ پر جمع کرنے کی جدوجہد اس تسلسل سے کی کہ وہ نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔

عصر حاضر میں دو باتوں کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

اول: یہ کہ دیکھا جائے کہ حضرت شیخ نے اصلاحِ امت کے لیے امت کی کشتی کا رخ کس طرف موڑا اور اس کے لیے کیا طریق کار اختیار کیا۔ جہاں تک رخ موڑنے کی بات ہے تو آپ نے تمام تر باطل نظریات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فبیح اعمال کے مقابل سنتِ رسول ﷺ کو پیش کیا۔ مسائل میں آئمہ مجتہدین کی تقلید کو راہِ نجات قرار دیا اور متصوفین کے لیے سنتِ رسول ﷺ، اعمال صحابہ و تابعین کو بطور نمونہ پیش کیا۔ دوسری بات طریق کار کی ہے تو اس میں آپ کا بنیادی فلسفہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مصلحت نام کی کسی چیز کو قبول نہیں کیا کیوں کہ مصلحت جواز پیدا کرتی ہے۔ بقول اقبال:

پختہ ہوتی ہے اگر ہو مصلحت اندیش عقل

عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی (۱)

تبلیغ کے طریق میں آپ نے اس دور کے تقاضوں کو اختیار کیا

مزید یہ کہ آپ نے راسخ العقیدہ اور مخلص القلوب لوگوں کی ایک مضبوط جماعت تیار کی جنہوں نے آپ کی زندگی میں اور مابعد بھی آپ کی شروع کردہ تحریک کو جاری رکھا۔

مندرجہ بالا سطور میں جو معروضات پیش کی گئی ہیں ان کو مجدد شناسی کا ایک اجمالی خاکہ کہا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں مجددی تعلیمات و افکار سے اہل علم اور عوام کو بہرہ مند کرنے کے لیے ایک مجدد شناس جماعت کی ضرورت ہے کیوں کہ مجدد شناس ہوئے بغیر افکار مجدد کی صحیح ترویج کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ مجدد شناسی کی وضاحت اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ ایسے قابل اور محنتی افراد جو فکر مجدد میں ڈوب چکے ہوں اور آپ کی تعلیمات کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھتے ہوں وہ جب گفتگو کریں یا کچھ لکھیں تو سامع یا قاری پر حضرت شیخ کی شخصیت کے کم و بیش تمام پہلو عیاں ہو جائیں۔

دوئم: اہم ترین سوال یہ ہے کہ آپ کے دور میں موجود خرابیوں اور عصر حاضر میں پیدا ہونے والی قباحتوں کے مابین تقابل کیا جائے تو کونسی قدر مشترک ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اشتراک تو تقریباً سبھی خرابیوں میں ہے لیکن ایک قدر مشترک ایسی ہے جو باقی ماندہ کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے وہ ہے ہمارا بحیثیت امت ”اسلامی تشخص“ کا کھو بیٹھنا وہ حضرت شیخ کے دور میں بھی ناپید تھا اور آج بھی ہے۔ حضرت شیخ مجدد کے جملہ کارناموں کو اگر ایک جملے میں بیان کرنا مقصود ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی تحریک احیائے دین کے ذریعے امت مسلمہ کے اسلامی تشخص کو بحال کیا جسے آپ کے خلفاء و متعلقین نے بعد میں بھی جاری رکھا۔

عصر حاضر میں امت مسلمہ کے احوال پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو علی وجہ البصیرت یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آج بھی امت اپنے تشخص سے محروم ہو

کر مقام وسط سے بہت دور اندھیروں میں ٹاٹا ٹوٹیاں مار رہی ہے۔

اگرچہ حضرت مجدد کے دور میں اس کے اسباب اور تھے مگر عصر حاضر میں اس کے اسباب اور ہیں جن میں سب سے بڑا سبب عصر حاضر کا میڈیا کی نظام ہے۔ اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو مجدد شناس حضرات موجود ہیں انہیں سرمایہ غنیمت سمجھتے ہوئے ان کی راہنمائی میں مجددی تعلیمات و افکار کو امت کے اہل علم پر پیش کیا جائے تاکہ وہ ان تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکیں۔ دیگر یہ کہ تمام تر ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے، واعظین، خطباء، مبلغین کی سہ روزہ، پانچ روزہ یا ہفت روزہ ورکشاپس منعقد کی جائیں۔ خانقاہوں اور مدارس خصوصاً جو نقشبندی سلسلہ سے متعلق ہیں وہاں پر مکتوبات امام ربانی کے دروس کا اہتمام منظم طریقہ سے کیا جائے۔

متصوفین عصر حاضر آئینہ فکر مجدد میں

شیخ مجدد الف ثانی کے دور اور عصر حاضر کی دوسری بڑی قدر مشترک آپ کے دور کے صوفیہ خام اور آج کے صوفیہ عام ہیں۔ استثنائی تو بہر حال ہر دور میں اور ہر جگہ موجود رہتا ہے لیکن بات اس عموم کی ہوتی ہے جو ہر طرف پھیلا ہوا ہو۔

ہمارے ہاں تصوف کے نام پر بہت سارے طبقے موجود ہیں جن میں اول طبقہ حقیقی صوفیہ کا ہے جو صحیح منہج پر دینی و روحانی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ یہ طبقہ قابل تکریم و تعظیم ہے۔

طبقہ ثانی ان لوگوں پر مشتمل ہے جو عظیم المرتبت خانقاہوں کے متولی تو ہیں مگر اسلاف کی میراث گنوا کر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ان کا کام صرف تعویز و دم تک

محدود اور عقیدت مندوں سے نذرانہ جات وصول کرنے میں لا محدود ہے۔ یہی وہ طبقہ ہے جو انتہائی اصلاح طلب ہے اور اس طبقہ کی اصلاح وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اس طبقہ کی صورت حال کو اس تمثیل سے سمجھا جاسکتا ہے کہ مئے نوشوں کی تو لمبی لمبی قطاریں لگی ہوں جب کہ مئے خانہ اچڑا ہوا ہو اور ساقی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو چکا ہو۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن (۱)

یہی وہ طبقہ ہے جو عقیدت مندوں کے انبوہ کثیر کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جسے مجددی انداز فکر کے تریاق کی اشد ضرورت ہے۔ اس لیے کہ طبقہ مذکورہ کا درست روش اختیار کر لینا معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ اور اب طبقہ ثالث کا ذکر کرتے ہیں تو یہ وہ طبقہ ہے جو ان نام نہاد متصوفین پر مشتمل ہے جو خود بھی جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور عوام کا ایک مخصوص طبقہ ان کے زیر اثر ہے جو اعلانیہ شرعی احکامات اور اسلام کے نظام عبادات سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات بات کلمات کفر تک جا پہنچتی ہے۔

یہ لوگ نہ تو صوفی ہیں اور نہ ہی ان کا تصوف سے کوئی تعلق ہے لیکن چونکہ ہمارے معاشرے میں ان کو صوفی تو کیا غوث، قطب کے القابات سے نوازا جاتا ہے لہذا ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اس طبقہ کی صورت یہ ہے کہ مبہم، ذومعنی اور لایعنی قسم کی

گفتگو سے دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسروں کو بے عملی کی تعلیم دیتے ہیں۔ علوم و فنون سے کوئی واسطہ نہیں مگر رہبر شریعت کہلاتے ہیں، تارک فرض و سنت ہیں مگر پیر طریقت کہلاتے ہیں، مؤکلات اور جنات کی تسخیر کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ جہلا ان کی شیطانی گفتگو کو روحانی القا سمجھتے ہیں اور ان کی شعبدہ بازیوں کو کرامات کا درجہ دیتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) یہ طبقہ معاشرے میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ مجددی تعلیمات کی فکری تلوار سے اس ناسور کو جڑ سے کاٹ پھینکا جائے تاکہ معاشرے کو اس سے فکری امان حاصل ہو سکے۔

مغرب زدہ طبقہ اور تعلیمات امام ربانی

حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے دور اور عصر حاضر کی ایک اور قدر مشترک یہ ہے کہ اس دور میں اسلامی معاشرے پر اکبر اور اس کے درباری علماء سوء کی طرف سے الحادی فکر کی یلغار کی گئی جس کے نتیجے میں خدا اور رام، مسجد اور مندر کو یکساں حیثیت دی جانے لگی گویا کہ لوگوں کے ذہنوں سے حق اور باطل میں فرق کا تصور کمزور ہونے لگا جس سے اسلام کے روشن تصور کے داغدار ہونے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی تمام تر تبلیغی قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے علماء مصلحین اور اپنے متعلقین کو یہ بات باور کرائی کہ حق اور باطل دو الگ اور مختلف چیزوں کے نام ہیں جو کہ کبھی بھی آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور حق باطل کے ساتھ مل کر کبھی حق نہیں رہ سکتا اور آپ نے اس مسئلہ پر بڑی شرح و بسط کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اس مسئلہ میں آپ کا فلسفہ یہ ہے کہ جس قدر حق اور باطل کا ادراک زیادہ ہوگا اسی قدر نیکی اور بدی میں تمیز زیادہ ہوگی اسی

طرح اگر حق و باطل میں امتیاز کا ادراک نہ ہو یا کم ہو تو پھر حلال و حرام اور خیر و شر کا امتیاز بھی قائم نہیں رہتا۔ عصر حاضر میں ہمارے مغرب زدہ طبقے کی صورت حال بھی کچھ ایسی ہے کہ وہ فلسفہ مغرب کے زیر اثر اسلامی شعائر پر تنقید کرنے سے بھی نہیں رکتے حالانکہ انہیں اتنی سی بات بھی سمجھ نہیں آتی کہ جس غیر اسلامی تہذیب کے وہ دلدادہ ہیں اسکے اندر تو ادراک کی یہ قوت بھی نہیں کہ وہ بکری جیسے ایک صاف ستھرے جانور اور کتے اور سور جیسے غلیظ اور گندے جانور میں فرق ملحوظ رکھ سکیں وہ تو ان سب کو برابر سمجھ کر کھا جاتے ہیں یہ محض اس لیے ہے کہ ان کے اندر حق کی روشنی نہیں ہے بلکہ باطل کی تاریکی ہے جس کی وجہ سے وہ یہ فرق ملحوظ نہیں رکھ سکتے تو وہ اقوام جو حق کے نور سے بہرہ مند نہیں۔ ہم اسلامی تہذیب کے حاملین کے لیے نمونہ یا آئیڈیل کیسے ہو سکتی ہیں۔ ہمارے لیے تو نمونہ اور آئیڈیل صرف اور صرف حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی ہے یہی وہ تصور ہے جسے اکبری دور میں دھندلا کرنے کی سازش کی گئی اور اسی تصور کو امت میں پوری طرح اجاگر کرنے کے لیے حضرت مجدد الف ثانی نے رسالہ ”اثبات النبوة“ تحریر کیا اور پوری امت بالخصوص بر عظیم میں رہنے والے الحادی فکر سے متاثر مسلمانوں کا رخ اپنے مرکز کی طرف موڑ دیا۔

آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم و دانش اور صاحبان قلم و قرطاس حضرت مجدد کی دی ہوئی اس فکر کو آگے بڑھائیں تاکہ اپنے مغرب زدہ طبقہ کی سوچ میں تبدیلی پیدا کر کے اپنی اصل کی طرف لایا جاسکے۔

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور سنت سے عشق و محبت کا درس دے کر امت کی ناؤ ڈوبنے سے بچائی آج بھی مصلحین امت کی یہ

ذمہ داری ہے کہ امت کی ہچکولے لکھاتی ہوئی اس کشتی کو ڈوبنے سے بچائیں اور یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جاسکتی ہے کہ اگر حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی روشنی میں آپ کے طرز عمل کے نقوش پر قدم آگے بڑھائے جائیں تو مذکورہ امور میں کامیابی سہل اور ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت مجددِ کافکری احیاء

ڈاکٹر محمد نوید ازہر

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے والد گرامی، حضرت شیخ عبدالاحدؒ ایک رات نماز تہجد ادا کرنے کے بعد مراقبہ میں مشغول تھے۔ آپ نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ ساری کائنات اندھیر کے غلاف میں لپیٹی ہوئی ہے۔ اس اندھیرے میں بندر، ریچھ اور سور شرارتوں میں مصروف ہیں۔ اچانک ان کے سینے سے ایک نور برآمد ہوا۔ اس نور میں سے ایک بجلی کوندی اور اس نے ان تمام خونخوار درندوں کو جلا کر رکھ کر دیا۔ پھر اس روشنی میں ایک تخت نمودار ہوا، جس پر ایک نورانی صورت کے بزرگ جلوہ گر تھے۔ ہزار ہا فرشتے اور اولیائے کرام ان کے سامنے دست بستہ حاضر تھے۔ انھوں نے وقت کے ملحدوں، زندیقوں اور ظالموں کو لا کر ان کے سامنے بھیڑ، بکریوں کی طرح ذبح کر دیا۔ ایک طرف سے قرآن مجید کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھی گئی: قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (۱) آپ نے اس مشاہدہ کا ذکر اپنے مرشد شیخ کمال کیتھلی سے کیا، تو انھوں نے فرمایا: "یہ آپ کی اولاد میں سے ایک بزرگ ہیں، جن کا فیض پوری دنیا میں عام ہو جائے گا"۔ (۲) بہت سی بشارات میں سے ایک یہ بشارت نما خواب تھا، جو حضرت مجدد کے والد گرامی نے دیکھا۔

ایک مشاہدہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو ہوا۔ آپ سیرالی اللہ کے سفر میں کابل سے دہلی آنا چاہتے تھے۔ استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ کسی درخت کی شاخ پر ایک

طوطا بیٹھا ہوا ہے۔ دل میں خیال آیا کہ اگر یہ میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو میرا سفر مبارک ہوگا۔ اس خیال کے گذرتے ہی وہ طوطا اڑا اور آپ کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس طوطے نے شکر اپنی چونچ کے ذریعے آپ کے منہ میں ڈالی اور آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: "طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ وہاں آپ سے کوئی ایسی ہستی فیض یاب ہوگی، جس سے خود آپ کو بھی فائدہ پہنچے گا"۔ (۳)

وہ ہستی حضرت مجدد تھے۔ حضرت مجدد کے زمانے میں دین بیزاری اور الحاد کو حکومتی سطح پر فروغ دیا جا رہا تھا۔ دین اسلام کی اصل تعلیمات معقولات کے اثر سے دب کر رہ گئی تھیں۔ حضرت مجدد نے اپنے علم و عمل کی قوت کے ساتھ وقت کے فرعونوں اور اسلام دشمنوں کو ڈٹ کر مقابلہ کیا اور علامہ محمد اقبال کے ان اشعار کی تعبیر بن گئے:

کیوں زیاں کار بنوں، سود فراموش رہوں
فکرِ فردا نہ کروں، محو غمِ دوش رہوں

نالے بلبیل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جرات آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خاتمِ بدہن ہے مجھ کو

حضرت مجدد نے اَحیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چار جہات پر خصوصی توجہ دی۔ وہ چار جہات: علم، تصوف، حکومت اور فقہی امور تھیں۔ آپ کو پہلا محاذیہ درپیش تھا کہ علمائے دین، علمائے سوء بن کر عوام کو گمراہ کر رہے تھے۔ آپ نے ان کی اصلاح کی، انھیں آخرت کی جواب دہی کا احساس دلایا اور شریعت کی بالادستی کو قائم کیا۔

دوسرا محاذیہ تھا کی جعلی صوفیہ تصوف کا لُبادہ اوڑھ کر اپنے ذاتی تصورات اور نظریات کو تصوف ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اتحاد اور حلول کو وحدۃ الوجود قرار دے کر گمراہی کو فروغ دے رہے تھے۔ آپ نے تصوف کی تجدید کی، قرآن و سنت سے اس کا ٹوٹا ہوا رشتہ بحال کرتے ہوئے شریعت، طریقت اور حقیقت کے اصلی مفہوم کو زندہ کیا۔

تیسرا محاذیہ تھا کہ وقت کے حکمران بظاہر مسلمان تھے، لیکن اسلام سے ان کا برائے نام تعلق تھا۔ وہ اسلام کے طرزِ حکمرانی سے منحرف ہو کر ہوا و ہوس کے غلام بنے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر و تحریر اور لاکھوں مریدین کے ذریعے انھیں ان کے فرائض منصبی سے آگاہ کیا۔ نیز ان کے ظلم و جبر کے باوجود اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اکبر کی موت کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا، جو اپنے دوسرے بھائیوں کی نسبت اسلام کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتا تھا۔ حضرت مجدد کی مسلسل کوششوں سے وہ اسلام کی طرف راغب ہوا، اس نے ملک میں نفاذِ اسلام کا وعدہ بھی کیا، جو کئی وجوہات کی بنا پر، فوری طور پر پورا نہ ہو سکا، تاہم الحاد کی کمر ٹوٹ گئی۔ چوتھا محاذیہ تھا کہ اہل علم، جو سیکولر خیالات کے مالک ہو چکے تھے، معقولات کو

اپنا رہنما بنا کر، فقہی مویشگافیوں میں الجھے ہوئے تھے۔ آپ نے فقہ پر قرآن و سنت کی فضیلت اور فوقیت کو ثابت کرتے ہوئے انھیں منقولات کی طرف متوجہ کیا اور اپنے متعلقین کے اخلاق و کردار میں صحابہ کرام کے تقویٰ و طہارت کی مثالیں زندہ کیں۔

اس دینی اور اخلاقی گراوٹ کی سب سے بڑی ذمہ دار مسندِ اقتدار تھی، جس کا مطمح نظر محض مقبولیتِ عام اور شہرتِ دوام حاصل کرنا تھا۔ آپ نے اسی سے ٹکر لی اور اپنی لکار کی ترشی سے اس کا نشہ ہرن کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسی ہی شخصیت کے قدِ دل آویز پر لفظِ مجدد کی قباموزوں ہوتی ہے، جو کسی ملحد و متکبر اور دین بیزار حکمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائے کہ اے خس و خاشاک کا اثاثہ لے کر بادِ تند و تیز کی زد میں بیٹھے ہوئے انسان! تو نے تسخیرِ ممالک اور زمینی فتوحات کی بنیاد پر حکومت اور سلطنت حاصل کی ہے، جبکہ میں نے اقلیمِ دل کو فتح کر کے اپنی عظمت کا پرچم لہرایا ہے۔ اب آنے والا وقت اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ ہم دونوں میں سے کس کا چراغ جلتا ہے۔

حُسن کیا چیز ہے وقت کے سامنے

تو قیامت سہی ، تا قیامت نہیں

جب وقت کی آندھیاں چلتی ہیں، تو خس و خاشاک کو اڑا کر لے جاتی

ہیں۔ ٹمٹماتے ہوئے چراغ ان آندھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب وقت کی آندھیاں

چلتی ہیں، تو Give and Take سے حاصل کیے ہوئے اقتدار اور کھوکھلے کردار

پر آویزاں کیے ہوئے وقار کو قصہ ماضی بنا دیتی ہیں۔ جب وقت کی آندھیاں چلتی ہیں، تو

قصرِ شاہی کی عمارت کو یوں مسمار کر دیتی ہیں کہ آنے والی صدیاں اس کے بلبے کو استوار

نہیں کر سکتیں۔ جب وقت کا سیلاب آتا ہے، تو عظمتوں کے تو دے بہا کر لے جاتا ہے، کمزور بنیادیں کھو ڈالتا ہے اور کچی عمارتوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔۔۔ پھر اگر کوئی زندہ رہتا ہے تو وہ، جس نے نارِ نمرود میں یقین کے پھول کھلائے ہوں، یارِ گیزارِ کر بلا کو اپنے خون سے سینچا ہو۔

آں قصر کہ بر چرخِ ہی زد پہلو

بر درگہ او شہاں نہادندے زو

دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ ای

بنشستہ ہی گفست کہ کو کو کو؟

"وہ قصر شاہی، جس کی منڈیریں آسمان سے باتیں کرتی تھیں۔

جس کی دہلیز پر شاہانِ وقت اپنے رخسار مہلتے تھے۔ ہم نے دیکھا

کہ (آج) اس قصرِ شاہی کی ایک محراب پر ایک فاختہ بیٹھی ہوئی

ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے: وہ (اقتدار کے نشے میں بد

مست، قصرِ شاہی کے مالک) کہاں چلے گئے، وہ لوگ کہاں

چلے گئے؟"

جب سارا ہندوستان خاموش تھا، اللہ نے مجددِ الفِ ثانی کو نطق عطا کیا۔ جب

کسی صاحبِ علم کو یارائے گفتگو نہ تھا، اللہ نے مجددِ الفِ ثانی کو اذنِ کلام سے نوازا۔

جب کسی روشن ضمیر کے بازوئے ہمت کشادہ نہ ہوئے تو مجددِ الفِ ثانی کے تصرف نے

کام کیا۔ جب کسی فقیر کی سلطنتِ فقر میں غیرت کی بجلیاں نہ تڑپیں، تو مجددِ الفِ ثانی کی غیرتِ ایمانی قصرِ شاہی پر برقِ سوزاں بن کر برسی اور فخرِ شاہی کو خاک میں ملا دیا۔ ہندوستان کی خاموش فضا میں تحریک اور تموج پیدا کرنے کے لیے مجددِ الفِ ثانی کھڑے ہوئے اور بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

حُسن کیا چیز ہے وقت کے سامنے
تو قیامت سہی، تا قیامت نہیں

حضرت مجددِ کافکری کے لازوال کردار نے ثابت کیا کہ بادشاہ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ حکومت بنتی ہے، مٹ جاتی ہے۔ اہل ہوس کا کمال دیکھتے ہی دیکھتے زوال میں بدل جاتا ہے، لیکن فقیر کی کٹیا کا چراغ جلتا رہتا ہے۔



اس دور کے درباری عالم الحادی فکر کے مبلغ تھے۔ ربانی علماء ظالم اور جابر حکمرانوں کے شر سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنی عاقبت کی فکر میں مصروف تھے۔ اکبر کے صرف ایک درباری عالم فیضی کا تعارف اس کے معاصر مؤرخ ملا عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں یوں پیش کیا ہے:

"ملک الشعراء فیضی مختلف فنون شعر گوئی، عروض و قافیہ، تاریخ،

لغت، طب اور انشاء میں بے مثل شخص گذرا ہے۔۔۔ فیضی بڑا

جدت پسند، ہزل گو، متکبر، مغرور تھا۔ نفاق، خباثت، ریاکاری،

حب جاہ تو کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔" (۴)

اکبر شروع میں بہت مذہبی آدمی تھا، لیکن ایسے ہی بازاری عالموں کی مسلکی

آویزش اور بحث و تمحیص نے اسے مذہب سے بیزار کر دیا۔ حضرت مجدد نے عوام اور علماء دونوں کو خود پسندی ترک کر کے خدا پسندی اختیار کرنے کی تعلیم دی اور دلوں کی کائنات کو آباد کر دیا۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (۵) کی نصیحت کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور انھیں ذکرِ الہی کی لذت و حلاوت سے آشنا کیا۔ جب لوگوں کے فکر و نظر میں یہ انقلاب برپا ہو گیا، تو انھیں نیت کی درستی اور اخلاص فی العمل کی نعمت میسر آ گئی۔ یہ حضرت مجدد کا سب سے بڑا کارنامہ تھا کہ جب شرابِ ناب کے پرمٹ عام کیے جا رہے تھے، آپ نے شرابِ معرفت کے جام ارزاں کر دیے۔ لوگوں کو کائناتِ قلبی کی سیر و سیاحت پر آمادہ کیا اور انھیں وَفِي انْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصِرُوْنَ (۶) کے معانی سے بہرہ یاب کر دیا۔ علامہ محمد اقبال نے حضرت مجدد کی اسی تعلیم کو شاعرانہ پیرائے میں یوں بیان کیا ہے:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا، مکرو فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے، تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن، جاتا ہے دھن

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات

تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ تن تیرا نہ من

حضرت مجدد علمائے سوء کی مذمت کرتے ہوئے ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ و بیکار بیٹھا

ہے۔ اس نے اس (بیکاری) کا سبب پوچھا۔ اس (ابلیس) نے

جواب دیا کہ اس وقت کے علماء (سوء) میرا کام کر رہے ہیں اور

بہکانے و گمراہ کرنے میں وہ کافی ہیں"۔ (۷)

حضرت مجدد نے اتباع شریعت اور اتباع سنت پر بہت زور دیا ہے۔ آپ

کے مکتوبات اس بات پر گواہ ہیں۔ آپ کے نزدیک شریعت کے تین اجزا ہیں۔ علم، عمل

اور اخلاص۔ ان کا حصول اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ یہی رضا دنیا و آخرت کی تمام

سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ احوال اور کیفیات جو صوفیہ کو اس راستے میں حاصل ہوتی

ہیں، اصل مقصود نہیں ہیں، بلکہ وہم و خیالات ہیں، جن سے بچوں کا دل بہلایا جاتا ہے۔

حضرت مجدد نے اتباع شریعت کو تصوف کی حقیقت قرار دیا ہے۔ اچھے خوابوں کا آنا،

کشف کا حاصل ہو جانا، کرامات کا صادر ہونا، رنگ و نور کا مشاہدہ کرنا، تصوف کا مقصود ہر

گز نہیں۔ تصوف سراسر رضا الہی اور اتباع شریعت کا نام ہے۔ آپ کے مطابق

اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ جو شخص اتباع شریعت کا خیال نہیں رکھتا، اس

کے تمام خوارق عادات، استدراج اور شعبدہ بازی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے

نزدیک ایسا شخص چاہے ہوا میں پرواز کرے، چاہے پانی پر چلے، یا آگ کھا کر دکھا

دے، یہ سب کچھ ہوائے نفس کی تسکین کا سامان ہے۔ ہوا میں تو کھیاں اور چھس بھی پرواز کر لیتے ہیں، پانی پر تو کچھوے، مگر مچھ اور مینڈک بھی تیر لیتے ہیں۔ آگ میں تو کیڑے لکوڑے بھی زندہ رہ لیتے ہیں۔ ایک کیڑا ایسا ہے، جو آگ میں ہی زندہ رہتا ہے، آگ ہی اس کی خوراک ہے۔ بندہ مومن کا امتحان صرف اتباعِ شریعت سے ہوتا ہے، کیونکہ یہی سب سے مشکل امر ہے۔ (۸)

آپ نے خود اپنے عمل سے، معمولی سے معمولی معاملات میں بھی، شریعت کی پیروی کی ترغیب دلائی۔ ایک مرتبہ ایک خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ پر لونگیں پڑی ہیں، چند لونگیں لے آؤ۔ وہ گیا اور چھ لونگیں لے آیا۔ آپ نے اس امر کے خلاف شریعت ہونے پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ اس آدابِ طریقت سے ناواقف شخص کو چاہیے تھا کہ پانچ لاتا یا سات"۔ (۹)

عصرِ حاضر میں الحادی قوتیں اسی مادی فکر اور انھی کمزور دلائل کے ساتھ دوبارہ اہل اسلام کے دل و دماغ پر قبضہ جمانے کی کوشش کر رہی ہیں، جو اکبری عہد میں ان کی متاع تھے۔ ان حالات میں حضرت مجدد کی تعلیمات کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس الحادی فکر کی بیخ کنی کرنے میں برصغیر کا کوئی بھی مسلم رہنما ان سے زیادہ کامیاب نہیں ہو سکا۔

گذرے ہیں ترے بعد بھی کچھ لوگ ادھر سے

لیکن تری خوشبو نہ گئی راہ گذر سے



حوالہ جات

۱۔ الاسراء ۱۷: ۸۱، ترجمہ:

"فرمادیجئے سچا دین آگیا اور باطل دین مٹ گیا۔ بے شک جھوٹے دین کی قسمت میں ٹٹنا ہی لکھا ہوا تھا۔"

۲۔ ابوالفیض محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیہ، منزل نقشبندیہ لاہور، جلد اول، رکن اول، اردو ترجمہ، ص: ۴۴

۳۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی، زبدۃ المقامات، نولکشور لاہور، فصل سوم، اردو ترجمہ، ص: ۱۳۵

۴۔ ملا عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، ترجمہ: محمود احمد فاروقی، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ص: ۷۲۹

۵۔ الانعام ۶: ۹۱، ترجمہ:

"فرمادیجئے اللہ، پھر انھیں چھوڑ دیجئے (بے ہودگی میں کھینے کے لیے)۔"

۶۔ الذاریات ۵۱: ۲۱، ترجمہ:

"اور خود تمہاری ذات میں دلائل ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے۔"

۷۔ مکتوب ۱/۵۳۔

علمائے سوء کی مذمت کے حوالے سے مکتوبات ۱/۳۳، ۱/۴۷، ۱/۵۳، ۱/۱۹۴ زیادہ اہم ہیں۔

۸۔ مفہوم مکتوبات۔ اتباع شریعت کے موضوع پر مکتوبات ۱/۳۶، ۱/۴۰، ۱/۵۹ زیادہ اہم ہیں۔

۹۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی، زبدۃ المقامات، محولہ بالا، فصل ششم، ۱۹۴



حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فقہی ذوق اور اس کے اثرات

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس سٹمس

فقہ حیات انسانی کے ہر گوشے۔ پیدائش سے موت اور مابعد موت۔ رہبری و رہنمائی کرتی ہے۔ صوفیہ بھی فکر انسانی کی تطہیر کے لیے اپنے لیل و نہار صرف کرتے ہیں۔ اس لیے صوفیہ کا فقہی ذوق ہمیشہ مضبوط علمی بنیادوں پر استوار رہا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب و رسائل کا مطالعہ کریں تو یہ ذوق بدرجہ کمال نظر آتا ہے۔ یہی نہیں اس کے اثرات مابعد مجددی حضرات پر بھی نظر آتے ہیں۔ حضرت امام ربانی کی کتب و رسائل میں قرآن و حدیث کے بعد درج ذیل فقہی مصادر کے حوالہ جات ملتے ہیں۔ مبسوط، حاشیہ شرح وقایہ، سراجیہ، فتاویٰ غیاثیہ، خلاصہ فتاویٰ شافیہ، فتاویٰ غرائب، جامع الرموز، زاہدی، مضممرات، ولوالحی، ترغیب الصلوٰۃ، فتح القدر فتاویٰ ابراہیم شاہی، قنیہ، کبیری، اسی طرح علماء اسلام میں درج ذیل فقہاء کے اسماء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام محمد، ابو یوسف، امام شافعی، ابن عبدالبر، ابواللیث، جیسے فقہاء کے حوالہ سے اقوال و تحقیقات نقل کی ہیں۔

مکتوبات اور آپ کی دیگر تالیفات فقہ کے موضوع پر مستقل تالیفات نہیں ہیں، مگر ان میں موضوعات فقہ کی ابحاث بقدر ضرورت نقل ضرور کی گئی ہیں۔ فقہی اصول و قواعد، کتب فقہ و اصول فقہ اور فقہاء کے اقوال کا تذکرہ اس حقیقت کا مظہر ہے کہ علوم فقہ کی باریکیاں بھی آپ سے پنہاں نہ تھیں۔ آپ مسائل کے حل کے لیے نقلی و عقلی دلائل کے علاوہ کشف سے بھی اس کی تائید حاصل کرتے ہیں۔ علم فقہ کی اہمیت کا اندازہ مکتوبات

کے درج ذیل اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے:

(۱) ”سرود و غنا کی حرمت میں آیات و احادیث اور روایات فقہیہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اس کے باوجود اگر کوئی مفسوخ حدیث یا روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں بھی سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور نہ ہی رقص و پا کو بی کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ امام ہمام نسیاء الدین شامی کے رسالہ مللتنقط میں مذکور ہے۔“

ان جملوں میں تو آپ نے استدلال و استنباط مسائل کا اسلوب و طریق واضح کیا اسی مکتوب کے اگلے جملے علم فقہ کی آپ کے نزدیک عظمت کے آئینہ دار ہیں۔:

”اور صوفیہ کا عمل حلت و حرمت میں سند نہیں ہے۔ کیا ان کے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں یہاں تو امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلی، اور ابو الحسن نوری کا عمل۔ 1۔“

(۲) شیخ احمد نامی آدمی مسلمان ہوا تو اس کے لیے عبدالکریم سنائی کو بایں الفاظ

ہدایت نامہ جاری کیا:

”مشائخ الیہ (شیخ احمد) نو مسلم ہے اس لیے اس کو عقائد کلامیہ جو فارسی کتابوں میں مذکور ہیں سکھائیں اور احکام فقہیہ کی بھی تعلیم دیں تاکہ فرض، واجب، سنت، مستحب، حلال، حرام، مکروہ و مشتبہ کو پہچان لے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ گلستان و بوستان کا پڑھنا بے کاری میں داخل ہے۔“ 1۔

ان اقتباسات سے حضرت امام ربانی کی علم فقہ سے دلچسپی ظاہر ہوتی ہے، کہ مسائل فقہ کو کشف کی روشنی میں دیکھنے کی مثال درج ذیل ہیں: ”ہم فقہی مسائل پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں شافعی اور حنفی میں اکثر مواقع پر اختلاف نظر آتا ہے۔ ظاہری طور پر لوگ محسوس کرتے ہیں کہ شافعی مسلک آسان اور درست ہے مگر ہم بغور باطنی معاملات پر نظر ڈالتے ہیں تو حنفی مسلک کی تائید کرنا پڑتی ہے۔“ 2۔

اس کے باوجود کشف کے بارے میں آپ کی رائے یہ ہے: ”و انما نماید کہ کشف و وقائع کہ سرموئے مخالفت بکتاب و سنت داشته باشند اعتبار نکند بلکه مستغفر باشند“ اور یہ بھی بتادے کہ وہ کشف اور واقعے جو قرآن و حدیث کے بال برابر بھی مخالف ہو اعتبار نہ کرے بلکہ ان سے استغفار کرنا چاہیے۔“ 3۔

مکتوبات اور دیگر تالیفات امام ربانی میں امام ابو حنیفہ کے فضائل اور فقہ حنفی کی ترویج کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے آپ اپنا ایک کشف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

1۔ دفتر اول مکتوب ۲۷۸ 2۔ مبداء و معاد 3۔ مبداء و معاد، منھا ۱۰

”بلا تکلف و تعصب کہا جاسکتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت

کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے

تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں“۔ 1۔

امام اعظم کے طریق استنباط اور آپ پر ہونے والے اعتراضات کے حوالے

سے لکھتے ہیں: ”عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے پیش پیش

ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو

اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم

الصلوات والتسلیمات کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں“۔ 2۔

امام اعظم سے اس بے مثال عقیدت و محبت کے باوجود اعتدال و توازن کی

روش ملاحظہ ہو: ”مذہب حنفی کے اس التزام کے باوجود مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی

محبت ہے اور میں ان کو بزرگ جانتا ہوں اس لیے بعض اعمالِ نافلہ میں ان کے مذہب کی

تقلید کرتا ہوں لیکن کیا کروں کہ دوسرے فقہا کمال علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام

ابوحنیفہ کے مقابلے میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں“۔ 3۔

امام ربانی کے اس فقہی ذوق 4۔ کے اثرات مابعد مجددی حضرات کے مکاتیب

1۔ مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب ۵۵ 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ (راقم کی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی افکار پر

تفصیلی مواضع کیا گیا ہے۔ اس میں کتب امام ربانی سے فقہی مسائل کے تذکرہ کے علاوہ مباحث اصول فقہ، تقلید اور

فروعی مسائل میں حضرت مجدد کے اسلوب کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پروگریسو بکس نے ۲۰۱۶ء میں شائع کی)

پر بھی نظر آتے ہیں، ان حضرات نے نہایت علمی استدلالی اسلوب سے فقہی معاملات و مسائل پر قلم اٹھایا کہا جاسکتا ہے یہ حضرت امام ربانی کے فقہی ذوق کی میراث ہے جو حضرات مجددیہ میں تقسیم ہوئی۔ حضرت خواجہ سعید کے مکاتیب پر نظر ڈالیں تو مکتوب ۹۷ جو ۵۶ صفحات کو محیط ہے عربی اور فارسی کے امتزاج کا حامل یہ مکتوب امام المسلمین امام ابوحنیفہ کے فضائل اور آپ کی فقہی بصیرت کا مظہر ہے، مکتوبات معصومیہ میں ہدایہ، شرح الوقایہ، فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ غیاثیہ سے مختلف مسائل نقل کئے گئے ہیں۔ مکتوبات معصومیہ کے درج ذیل مسائل بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

(۱) نماز میں خشوع و خضوع:

سالک نماز کے دوران کس چیز کی طرف متوجہ ہو یعنی محض ذات کی طرف جو کہ حقیقی مسجود و معبود ہے، یا قرآن کی طرف جو کہ مدارِ نماز ہے یا کعبہ کی طرف جو کہ مسجود الیہ ہے، یا خشوع و خضوع اور تعدیل ارکان کی طرف کہ جن کا اسے حکم دیا گیا ہے یا ان سب امور کی طرف ایک ساتھ مشغول ہونا چاہیے، اس بارے میں شیخ عبدالاحد کے نام ایک خط میں آپ نے ان الفاظ میں وضاحت فرمائی۔ ”نمازی کے لیے جو کچھ ضروری ہے اور جن امور کا اس کو حکم دیا گیا ہے، وہ نماز کے ارکان، قومہ، جلسہ میں طمانینت، خشوع و خضوع کی طرف متوجہ ہونا ہے۔“ ”قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ“¹ (تحقیق وہ مؤمن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں

1۔ مومنون: ۲۳: ۱، ۲

خشوع و خضوع کرنے والے ہیں)۔ نماز میں خشوع مثلاً قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ لگا دینا وغیرہ اور نیز قرآن پاک کی قراءت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور اگر اس آدمی کا تعلق اہل حقیقت سے ہے تو اس کے معانی و اسرار میں غور و فکر کرنا ہے ورنہ اس قدر سمجھے کہ یہ حق جل و علیٰ کا کلام ہے اور ذات محض کی طرف متوجہ ہونا، نماز کے مامورات میں سے نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں؛ ان امور کی طرف متوجہ ہونا، عین ذات کی طرف متوجہ ہونا ہے کیونکہ ذات محض اسماء و صفات کا لحاظ کئے بغیر توجہ، مراقبہ، تصور اور تعقل سے بالاتر ہے۔ رہا وہ عارف جو کہ ذات محض سے واصل ہے اور کھلے انداز میں وصل کے ساتھ امتیاز حاصل کر چکا ہے، اس کا معاملہ جدا ہے۔ 1۔

(۲) فرض کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا

پانچوں وقت نماز کی ادائیگی کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا اور اس عمل کو اپنے اوپر لازم کر لینا آپ کے نزدیک بدعت ہے۔ ملا سجاول کے نام ایک مکتوب میں اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: ”میرے مخدوم! اس طرح سے لزوم کے ساتھ پڑھنا، ہمارے بزرگوں کا عمل نہیں ہے، کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں یہ چیز نہیں دیکھی گئی۔ خزائن الروایات میں، خلاصہ سے نقل کر کے لکھا گیا ہے:-

”قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ لِأَجْلِ اللَّهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ بَدْعَةٌ“

ترجمہ: فرض نمازوں کے بعد مہمات کے حل کی خاطر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔“

1۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۹۹ 2۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷

(۳) نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرنا

آپ علیہ الرحمہ نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرنے کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:- ”مصافحہ فی نفسہا مسنون اور اچھا عمل ہے اور اس کا وقت متعین کرنا بدعت ہے۔ پس یہ عمل (نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرنا) وجہ حسن بھی رکھتا ہے اور وجہ فتح بھی۔ ایک لحاظ سے اچھا ہے۔ اگر اس کا معاملہ زیادہ سے زیادہ مباح ہونے تک ہی پہنچ جائے جیسا کہ بعض نے کہا ہے تو بھی غنیمت ہے۔ خزانۃ الروایات میں ہے کہ شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الاذکار“ میں کہا ہے: کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے، لیکن یہ جو لوگوں نے صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی عادت بنالی ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے اور لوگوں کا بعض مواقع میں اس کی پابندی کرنا اور ان میں سے بعض مواقع میں حد سے تجاوز کرنے والا ہونا، یہ بعض حالات اس کو اس مصافحہ سے خارج نہیں کرتے جو شرع میں وارد ہوا ہے“۔ 1۔

(۴) قضا نماز:

ایک مکتوب میں آپ سے دریافت کیا گیا کہ ”جس مریض کی بیماری کے کچھ دنوں کی فرض نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کو بعد میں ادا کرنا چاہے، لیکن وہ اپنی قضاء نمازوں کی تعداد نہیں جانتا، نیز اگر وہ تہجد و اشراق کے اوقات میں ان دونوں نمازوں

1۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷

کے بدلے میں اور سنن مؤکدہ کے علاوہ جو نوافل، بعض اوقات میں پڑھنے مروی ہیں، ان کے بدلے میں ان قضا نمازوں کو پڑھتا رہے اور اپنی تمام عمر اسی طرح کرتا رہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بیماری کے دن ایک سال تک نہیں پہنچے تو اس صورت میں کیا، اس کو ثواب عظیم حاصل ہوگا، جو ان نوافل نمازوں کے پڑھنے کے بارے میں وارد ہوا ہے یا نہیں حاصل ہوگا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:- ”پس ظاہر قول یہ ہے کہ قضا نمازیں پوری ہونے کے بعد کی نمازوں میں یہ ثواب حاصل ہوگا۔ اس لیے اب یہ نمازیں نفل میں تبدیل ہو جائیں گی اور نوافل مؤقتہ میں تعین نیت شرط نہیں ہے۔ پس وہ نمازیں نوافل مؤقتہ کی جگہ واقع ہوں گی۔“¹

(۵) ایصالِ ثواب:

میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے تیسرے، چوتھے یا دسویں روز کھانا کھلانا اور تیسرے روز پھول دینے کے جواز و عدم جواز کے بارے آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:-

”کسی رسم اور ریاء کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا کھلانا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا، بہت اچھی بات اور بڑی عبادت ہے، لیکن وقت معین کرنے کی کوئی قابل اعتماد اصل ظاہر نہیں ہوتی اور تیسرے روز مردوں کو پھول دینا بدعت ہے۔ ہاں عورتوں میں سوگ کو دور کرنے کے لیے کوئی خوشبو لگانا روایتوں میں آیا ہے،

1۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۶۳

کیونکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی رشتہ داروں میں سے کسی ایک کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ پس تیسرے روز خوشبو لگائیں تاکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی عورتیں سوگ ختم کر دیں“¹۔

(۶) زندگی میں قبر تیار کروانے کا حکم:

اگر کوئی شخص اپنی زندگی ہی میں قبر تیار کروالیتا ہے اور چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اسے اسی جگہ دفن کیا جائے تو اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں، اس مسئلہ کے بارے حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے ایک مکتوب میں بڑی وضاحت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور علماء کا اختلاف نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔ ”یہ عمل رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم، خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں ہوا ہے۔ ہاں بعض سلف مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں قبر تیار کروائی اور علماء کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کراہت کے قائل ہیں اور بعض بلا کراہت جواز کے اور بعض حضرات تو مستحب ہونے کے بھی قائل ہوئے ہیں“²۔

(۷) بیعت کی حیثیت:

آپؐ کے نزدیک بیعت سے باطنی و روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہ

1۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۱ 2۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۵۱

بدعت نہیں ہے۔ قرآن و سنت سے ثابت ہے، اگرچہ الفاظ بدلتے چلے آئے ہیں لیکن الفاظ کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اپنے ایک ارادتمند کو بیعت کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد معصومؒ لکھتے ہیں: ”میرے مخدوم! حق جل و علیٰ کی طلب کرنا اور راستہ جاننے اور بتانے والا پیر پکڑنا اور اس سے عقیدت رکھنا شرعی احکام میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“ (اور اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف وسیلہ تلاش کرو)۔

اور باطنی افادہ و استفادہ کا طریقہ، جس کا نتیجہ پیری و مریدی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک جاری ہے۔ کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جس کو مشائخ نے اختراع کیا ہو۔ ان کا سلسلہ آنسور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے پہنچتا ہے اور باقی تمام سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے پہنچتے ہیں تو یہ بدعت کس طرح ہوں گے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پیری و مریدی کے الفاظ نئے ہیں اور الفاظ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر یہ الفاظ درمیان میں نہ ہوں، تب بھی معنوی رابطہ اور باطنی فیض کا جاری ہونا اپنی جگہ پر برحق ہے۔“¹

(۸) گداگری کا حکم

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے پوچھا گیا کہ ”یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص ایک رات کی خوراک نہ رکھتا ہو۔ اس کو مانگنا حلال ہے۔ آیا یہ حکم رخصت کے طور پر ہے اور

1۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۰۶

عزیمت اس کے ماسوا ہے یا ایسا نہیں ہے؟“ اس کا جواب دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:- ”یہ حکم رخصت کے طور پر ہے اور عزیمت مانگنے کے ترک میں ہے۔“ (مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۳۷) اسلام کن صورتوں میں مانگنے کی اجازت دیتا ہے اور کن صورتوں میں منع کرتا ہے، اس کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:- ”حتی الامکان سوال کی طرف اقدام نہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ شدید ضرورت کے وقت سوال کرنا مباح ہے۔ مردار اور خنزیر کا گوشت کھانے کی طرح کہ اضطرار کی حالت میں مباح ہے۔ احياء العلوم میں ہے:- ”البتہ جس سوال کی طرف کوئی مضطر ہوتا ہے تو وہ بھوکے شخص کا اپنی جان پر موت یا مرض لاحق ہونے کے وقت سوال کرنا ہے۔ برہنہ اور کھلے ہوئے بدن والے کے لیے جبکہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو، جس سے وہ بدن کو ڈھانپ سکے، سوال کرنا اس وقت مباح ہے جبکہ باقی شرطیں بھی پائی جائیں یعنی مسئول میں اس کے مباح ہونے کی شرط اور مسئول منہ میں اس کے دل سے راضی ہونے کی شرط پائی جائے۔ پس بے شک کسب پر قدرت رکھنے والا شخص جبکہ نکماؤ کا بل ہے تو اس کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے، لیکن جبکہ اس کے اوقات طلب علم میں مصروف ہوں تو سوال جائز ہے۔“ ا۔

(۹) وظائف کے لیے اجازت:

عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ فرائض و سنن کے علاوہ کسی عمل میں کسی

بزرگ کی اجازت کے بغیر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:- ”جونیک اعمال آنسور علیہ السلام سے منقول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہے ہیں اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصیت نہیں رکھتے ہیں، ان کو آخرت کے ثواب کی نیت سے بجالانے میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل ہی اجازت ہے اور امت کے لیے سند ہے۔ ہاں! بعض اعمال، اذکار، ادعیہ (ماثورہ کے علاوہ) اور رقیات (منتر و تعویذات) حاجات براری اور حل مشکلات کے لیے ہیں کہ ان کی تاثیر استاد و مرشد کی اجازت پر موقوف ہے“۔ 1۔

(۱۰) شرعی پابندی نہ کرنے والے کے ہاں کھانا:

بدعتی، رشوت خور اور مختلف قسم کے فسق و فجور اور گناہ کا کام علی الاعلان کرنے والے شخص کے گھر جانا اور کھانا کھانے نیز عشر وصول کرنے والے کے ہاں کھانا کھانے کے بارے تقویٰ و فتویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:-
'اس میں شک نہیں ہے کہ اس قسم کے کھانے اور ایسے شخص کے گھر جانے سے بچنا اولیٰ و انسب ہے، بلکہ طریقت کے طالبوں کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ لازم ہے۔ "إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَّةً"
(مگر یہ کہ تم ان سے پوری طرح بچتے رہو)۔

ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں یا کسی ضرورت مند کے

۱۔ (مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۳۶)

کام کے لیے ہو۔ رہی لقمہ کے بارے میں شرعی اباحت! تو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ لقمہ حرام ذریعے سے ہے تو اس کا کھانا حرام اور اگر معلوم ہو کہ حلال ذریعے سے ہے تو حلال ہے اور اگر کچھ معلوم نہ ہو تو وہ لقمہ مشتبہ ہے اور اس کا کھانا جائز اور ترک کرنا اولیٰ ہے۔ 1۔

ان اقتباسات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خواجہ معصوم کے ہاں فقہی معاملات میں اسلوب کیا ہے، یہ اسلوب حضرت مجدد سے ان کی اولاد میں منتقل ہوا۔ باسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ ذوق مجددی کس طرح اگلی نسل میں منتقل ہوا ہے۔ حضرت مجددؒ کے ذوق فقہی کو اس مکتوب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جہاں آپ عدم رفع سبابہ پر دلائل دیتے ہیں اور بعد ازاں شارحین حدیث نے اپنی شروح میں حضرت مجدد کے اس مکتوب کو موضوع بحث بنایا۔

حضرت مجدد کا فقہی ذوق عصر حاضر کی خانقاہوں کے نام ایک پیغام ہے کہ صوفی آزاد روش و آزاد خیال نہیں ہوتا وہ کسی نہ کسی امام کی تقلید کو اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتا ہے مگر اس کی فقہی بصیرت اس درجہ کی ہوتی ہے کہ نئے پیش آمدہ مسائل کو اجتہادی بصیرت سے سلجھاتا ہے اور عام فقہی معاملات میں عامۃ الناس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خانقاہ صرف لطائف کو جاری کرنے کا فریضہ انجام نہیں دیتی تہذیب سازی، تہذیب گری اور انتقال مظاہر تہذیب معاشرہ میں اصل مقام خانقاہ ہی ہے یہاں فکری تطہیر، طہارت اعمال اور تشکیلی کردار کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔

خلاصۃ المعارف کی اشاعت

پروفیسر محمد اقبال مجددی

امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس ۲۰۱۶ء کے انعقاد کے موقع پر جہاں بہت سے علمی اقدامات کئے گئے وہاں چار سو سالہ ایک نہایت نادر الوجود مخطوطہ خلاصۃ المعارف کی اشاعت بھی ہے، کتاب فارسی زبان میں ہے اور اس کے مؤلف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے سب سے مقبول خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء) ہیں، اس کا یہ مخطوطہ جس کا عکس اس وقت شائع شدہ حالت میں آپ کے سامنے ہے مجھے ۱۹۷۴ء کو حاصل ہوا تھا، اس وقت سے اب تک (یعنی تقریباً نصف صدی) اس کی اشاعت کی تمنا تھی جو رب کریم نے اپنے فضل و کرم سے اب پوری ہوئی ہے، کانفرنس حاضر کی تقریبات کے سلسلہ میں کانفرنس کے مہتمم جناب محمد ناظم بشیر میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے انہیں اس کا اصل اور بیش بہا نسخہ دکھایا کہ عرصہ دراز سے اس کی اشاعت کی آرزو ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اسے اس کانفرنس کے موقع پر ہی شائع کر دوں گا، جسے سن کر میں بہت ہی مسرور ہوا اور شکرانہ کے طور پر نوافل ادا کئے کہ ہمارے بزرگوں کی یہ یادگار طبع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی۔

خلاصۃ المعارف میں اس کے بزرگ مولف نے اکابر نقشبندی مشائخ کے رسائل کی بنیاد پر اس سلسلہ کی تعلیمات یکجا کر دی ہیں اور اپنے روحانی تجربات کی بنیاد پر کچھ اضافات بھی کئے ہیں، اس مخطوطہ کی دو جلدیں ہیں اور پہلی جلد کے دوسرے باب

کی تیسری فصل میں مولف نے وہ معارف بھی شامل کیے ہیں جو ان پر ان کے مرشد کے وصال کے بعد منکشف ہوئے تھے۔

اس کتاب کی جلد دوم میں عمومی مسائل کے علاوہ وہ مسائل کلامیہ و عرفانیہ بھی ہیں جن کا حل مولف کو الہامی طور پر نصیب ہوا تھا۔

خلاصۃ المعارف کی تالیف کا آغاز مولف نے اپنے سفر حج ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵ء کے دوران کیا اور تین سال صرف کر کے اسے ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء کو مکمل کر لیا۔

ہم نے اس کے اُس متن کا عکس شائع کیا ہے جو کتاب کے مرتب اور مولف کے خلیفہ شیخ امین بدخشی کی نگرانی میں کتابت ہوا اور خود شیخ بدخشی نے اس پر جا بجا بیش قیمت حواشی لکھے۔

اس کی جلد دوم کے آخر میں بطور ضمیمہ دو نہایت نادر الوجود رسائل کے عکس بھی شامل کئے گئے ہیں جو خود مولف شیخ محمد امین بدخشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں یعنی المفاضلہ بین الانسان و الکعبہ اور کرامات آدمیہ، ان رسالوں اور خلاصۃ المعارف پر شیخ بدخشی کی مواہیر کئی مقامات پر ثبت ہیں۔

امید ہے کہ صوفیہ اور محققین ان سے بھرپور استفادہ کریں گے، ہم نے اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر حضرت مولف کی اولاد میں سے ایک بزرگ زادہ سید حلیم الدین بنوری صاحب (مقیم ضلع، سوات) کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور وہ اس کتاب کے افتتاح کی اس تقریب میں ہمارے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

مجددی سلسلہ کے چھ مزید قلمی نسخوں کی بازیافت و اشاعت

ہم گذشتہ سال امام ربانی کانفرنس کے موقع پر ایک نہایت اہم اور قدیم مخطوطہ خلاصۃ المعارف کی عکسی اشاعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی، اب تین مزید خطی نسخوں کی اشاعت عمل میں آئی ہے، جو آپ کے سامنے ہے، یعنی:

(۱) بہجة النظر فی براءة الابرار (در دفاع حضرت مجدد الف ثانی)

تالیف مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، اہل سندھ نے اسے مفقود قرار دے دیا تھا لیکن رب کریم کی رحمت سے پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اس نادر الوجود اور اہم کتاب کا قلمی نسخہ ڈھونڈ نکالا اور اسے اشاعت کے لیے ہمارے حوالے کر دیا، جو ان کے مفصل مقدمہ کے ساتھ اب شائع ہو گیا ہے۔

(۲) فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری

یہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مدنی کے خلیفہ اعظم حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے جو آپ کے خلیفہ شیخ رحیم بخش اجمیری ہر صوری نے جمع کیا تھا، یہی بزرگ ۱۸۵۷ء میں حضرات مجددیہ کی دہلی سے ہجرت کے بعد خانقاہ مظہری، دہلی کی خدمت کے لیے حضرت حاجی صاحب کی طرف سے مامور ہوئے تھے۔

یہ نادر الوجود قلمی نسخہ جس کا بظاہر کوئی دوسرا مخطوطہ موجود نہیں ہے کی عکسی اشاعت عمل میں لائی گئی ہے، اس میں بھی پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ایک مفصل مقدمہ مرتب کر کے اسے گنج گمنامی سے نکالا ہے۔

(۳) رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی

یہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کے نادر رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس میں بھی بیشتر رسائل ایسے ہیں جن کے قلمی نسخے اب نہیں ملتے، اس مجموعہ پر بھی ہماری درخواست پر پروفیسر محمد اقبال مجددی نے علالت کے باوجود مفصل مقدمہ لکھا ہے، جس کے لئے ہمارا ادارہ ان کا شکر گزار ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت کامل کے لئے دعا جو ہے۔

حضرات ان تین نادر الوجود مخطوطات کی قابل فخر عکسی اشاعت کے علاوہ کانفرنس حاضر کے موقع پر پیش کی جانے والی امغانِ امام ربانی (جلد ہشتم) میں تین اور بہت ہی نایاب قلمی نسخوں کا عکس بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ نوادر بھی محفوظ ہو کر اہل علم تک پہنچ جائیں۔

ان میں سے رسالہ وحدت الوجود تالیف مولانا عبداللہ لیب سیالکوٹی بھی ہے جو انہوں نے اورنگزیب عالمگیر کے ایما پر لکھا تھا، دوسرا نسخہ مجمع التوارخ کا ہے جو مصنف کے والد مولانا محمد صالح کنجاہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

تیسرا بیش بہا قلمی نسخہ کمالات مظہریہ ہے جو مقامات مظہری کا ذیل ہے، ان تینوں مخطوطات پر پروفیسر محمد اقبال مجددی نے نہایت ذی قیمت مقدمات بھی لکھے ہیں، جس کے لیے ہمارا ادارہ ان کی خدمت میں دوبارہ تشکر ممنون عرض کرتا ہے۔

یہ چھ بیش بہا قلمی نسخے پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کے ذخیرہ میں محفوظ ہیں جو اب پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کی زینت ہیں، ہم لائبریری کے عملہ کے تعاون کے لیے بھی ان کے مشکور ہیں۔

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

گوشہ تحقیقات
محمد اقبال مجددی

بازیافت یک مخطوطہ مفقودہ

رسالہ در وحدت الوجود

عکس مبنی بر نسخہ خطی منحصر بفرد

تالیف

مولانا عبداللہ لبیب سیالکوٹی (ف ۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۳ء)

ابن علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء)

بامراورنگ زیب عالمگیر تالیف شد

بمقدمہ

محمد اقبال مجددی

مقدمہ

مولانا عبداللہ سیالکوٹی

مولانا عبداللہ بن علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی گیارہویں صدی ہجری سترہویں صدی عیسوی کے اکابر علماء میں سے تھے۔

مولانا عبداللہ کے والد گرامی علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء) عہد اکبر، جہانگیر و شاہ جہان کے اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے، علامہ کے تین فرزندوں کے نام ملتے ہیں لیکن ان میں سے قابل ترین فرد مولانا عبداللہ ہی تھے۔

مولانا عبداللہ کی ولادت سیالکوٹ میں ہوئی اپنے والد بزرگوار سے علوم عقلیہ کی تحصیل کے بعد مولانا شیخ نورالحق مشرقی (ف ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۳ء) بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۲ء) کی خدمت میں حدیث پڑھی اور سند فراغت حاصل کی۔ ۲۔ مولانا عبداللہ اپنے والد کے حین حیات ہی علمی دنیا میں شہرت حاصل کر چکے تھے، ان کے معاصر مورخ محمد صالح کنبونی نے کیا شاندار الفاظ میں مولانا کی علمیت کا تذکرہ کیا ہے:

در جمیع امور بہمہ وجوہ بارت واستحقاق جانشین آں جناب عرفان

م آب مجموعہ کمالات انسانی حقائق ومعارف آگاہ مولانا عبداللہ

۱۔ علامہ عبدالحکیم کے تین فرزند تھے ملا رحمت اللہ، ملا عبداللہ لبیب اور ملا رحمن قلی (شرافت،

شریف احمد نوشاھی: شریف التواریخ / ۳۱۷)

۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵ / ۲۵۳

خلف الصدق آنحضرت (علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی) است کہ جامع
 جمیع علوم است و صاحب مکارم اخلاق و کرامت اغراق و محاسن شمائل و
 محامد خصایل، امید کہ ایزد تعالیٰ آں مظہر فیض ایزدی و مورد عنایات
 سرمدی را مسند آرای انجمن فضائل بسی مال دارد۔ ا۔

گویا مولانا عبداللہ سیالکوٹ میں ہی اپنے والد کے جانشین اور اسی مدرسہ میں
 تاحیات درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کی علمیت اور درس میں
 انہماک کی شہرت سارے ہندوستان کے علاوہ عالم اسلام تک پہنچ چکی تھی، آپ کے
 تلامذہ کی تعداد اپنے والد کے شاگردوں کی طرح بہت زیادہ تھی۔

مولانا عبداللہ سیالکوٹی کا سیالکوٹ میں رجب ۲، ۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۳ء کو
 انتقال ہوا ۳، مولانا کے چار فرزند تھے، جنہیں آپ کی وفات کے بعد اورنگ زیب
 نے وظائف دیئے ۴۔ آپ کی ایک صاحبزادی کے فرزند محمد فضل اللہ تھے جنہوں نے
 مولانا کی تالیف تفسیر سورہ فاتحہ پر حواشی لکھے تھے۔ ۵۔

مولانا عبداللہ کا لقب ”لبیب“ تھا جو ان کے تبحر علمی کے باعث ان کے
 والد کے حین حیات ہی مشہور ہو گیا تھا، مولانا کے والد نے اپنے اس فرزند عزیز کے

۱۔ محمد صالح کنبو: عمل صالح (شاہ جہان نامہ) ۳/۲۹۵

۲۔ نزہتہ الخواطر ۵/۳۰۴

۳۔ مستعد خان، محمد ساقی: تاثر عالمگیری ۲۲۸، صاحب نزہتہ الخواطر نے وفات کا مہیہ
 رجب اور سنہ ۱۰۹۳ھ مآثر عالمگیری کے حوالہ سے دیا ہے لیکن مآثر میں مولانا کا سنہ
 انتقال ۱۰۹۴ھ درج ہے، گویا مؤلف نزہتہ کو سہواً ہوا ہے۔

۴۔ مآثر عالمگیری ۲۲۹

۵۔ رک تالیفات مولانا عبداللہ

لیے کئی کتابیں تالیف کیں تو ان کے آغاز میں اپنے اس قابل فخر بیٹے کا لقب لبیب لکھا ہے۔ اے

مولانا عبداللہ سیالکوٹی اور اورنگ زیب عالمگیر

مولانا عبداللہ نے مغل سلاطین میں سے جہانگیر، شاہ جہان اور اورنگ زیب عالمگیر کا زمانہ پایا، یقیناً ان کے ساتھ آپ کے تعلقات اچھے رہے ہوں گے لیکن ہمیں دو اول الذکر سلاطین کے ساتھ آپ کے تعلقات کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہیں البتہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) کے ساتھ آپ کے بہت ہی خوشگوار اور عقیدت مندانہ مراسم تھے، جس کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۰۸۶ھ/ ۱۶۷۵ء کو جب اورنگ زیب عالمگیر حسن ابدال میں تھا تو اُسے آپ کی علمیت اور دیگر اوصاف کا علم ہوا، اس نے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تو مولانا بادشاہ کے لشکر کے لاہور پہنچنے سے چند روز پہلے لاہور آگئے، جہاں مولانا کی بادشاہ کے ساتھ چند مرتبہ ملاقات ہوئی، وہ آپ سے مل کر بہت ہی خوش اور متاثر ہوا، جب آپ لاہور سے اپنے مستقر سیالکوٹ کے لیے روانہ ہونے لگے تو اس نے آپ کو دو سواشر فیاں اور ایک مادہ ہاتھی دے کر بڑے "اعزاز اور احترام تمام" کے ساتھ رخصت کیا۔ ۲

ہمارا قیاس یہی ہے کہ بادشاہ نے آپ کو وحدت الوجود پر رسالہ لکھنے کی یہیں لاہور میں فرمائش کی ہوگی، گویا یہ رسالہ حدود ۱۰۸۶ھ/ ۱۶۷۵ء کو تالیف ہوا ہوگا۔ ۳

۱۔ ملاحظہ ہو عکس مخطوطہ در آخر مقالہ حاضر

۲۔ مآثر عالمگیری ۱۳۹

۳۔ رک تالیفات مولانا

اورنگ زیب کے ساتھ آپ کی دیگر ملاقاتیں اجمیر میں ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۳ء کو ہوئیں جب کہ بادشاہ خود اجمیر میں تھا اور مولانا بھی کسی کام سے وہاں گئے ہوئے تھے، بادشاہ نے جو اس قسم کے کامل افراد کی تلاش میں رہتا تھا، آپ کو منصب صدارت کی پیش کش کی، اس سلسلہ میں اس نے اپنے دستِ خاص سے فرمان تحریر کیا اور اپنے مقرب خاص نجتا اور خان (ف ۱۰۹۶ء / ۱۶۸۵ء) کے ذریعہ جو بادشاہ اور علماء و فقراء کے مابین تعلقات استوار کرنے پر مامور تھا کو حکم دیا کہ تم بھی اس قسم کا ایک مکتوب مولانا کی خدمت میں لکھو، تو اس امر کے تحت اس نے یہ اقدام کیا جس کے جواب میں مولانا نے کہا کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے، میرا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت ہے نہ کہ شہرت حاصل کرنے کا، آپ کے الفاظ ہیں:

”زمان فراق است، نہ آوان تحصیل شہرت در آفاق“

بادشاہ کو آپ کے یہ الفاظ بہت پسند آئے۔

آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار مبارک کی زیارت کے بعد اورنگ زیب سے کئی بار ملے، چند روز اس کے ساتھ رہے اور وہ برابر آپ کی صحبت سے حظ حاصل کرتا رہا، اسی سال جب آپ اجمیر سے واپس سیالکوٹ گئے تو آپ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۔

جب اورنگ زیب نے آپ کے وصال کی خبر سنی تو آپ کے چاروں فرزندوں اور اہلیہ کے لیے خلعت تعزیت اور ان کے وظائف میں اضافہ کر دیا۔ ۲۔

۱۔ مآثر عالمگیری ۲۲۸-۲۹

۲۔ ایضاً ۲۲۸

بختاورخان نے خود لکھا ہے: یک سال و چند ماہ پیش از آنکہ مر قبلہ بیماری ملک بقا گردد..... مولف مجموعہ (مرآة العالم) مطابق حکم کرامت شیم بنا بر بطنی کہ ب آں جامع کمالات داشت، پیام صدارت رساند، بر زبان صدق بیانش گذشت کہ الحال کہ سنین عمر بستین رسیده، وقت ترک نوکری ست، نہ اختیار نوکری.....

ومولانا (عبداللہ سیالکوٹی) بعد از چند روز باعزاز تمام رخصت انصراف یافته، بوطن رسید، شب جمعہ سنہ بیست و ششم از جلوس معلیٰ مطابق سنہ ہزار و نود و چہار ہجری ب آزار لقوہ رخت بدارالامن عاقبت کشید، وموضع مدد معاش کہ بعد از والد ب آں بقیۃ السلف بحال ماندہ بود دریں وقت ہر فرزندانش بحال ماند۔ اے

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) اورنگ زیب عالمگیر نے جب صدارت کا عہدہ پیش کیا تو مولانا عبداللہ کی عمر ساٹھ سال ہو چکی تھی، مآثر عالمگیری کی تصریح کے مطابق آپ اجمیر میں بادشاہ سے مل کر واپس سیالکوٹ چلے گئے اور اسی سال ۱۰۹۴ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا گویا وفات کے وقت ان کی عمر ۶۱ سال تھی جس سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کی ولادت حدود ۱۰۳۲ھ / ۱۶۲۳ء کو ہوئی۔ ۲۔

(۲) آپ کا وصال مرض لقوہ میں ہوا۔

۱۔ بختاورخان: مرآة العالم ۲/ ۴۵۵

۲۔ یعنی ۱۰۹۴-۱۰۳۳=۶۱ھ

مورخین کا خراج عقیدت

محمد ساقی مستعد خان نے لکھا ہے:

قدوة الافاضل مولوی عبداللہ سیالکوٹی

پسر ملا عبدالحکیم مرحوم کہ فقر را بافضل ہمنشین

دارد و مکارم اخلاق را با محامد آداب قرین... اے آن

سر آمد عقلا را بکمال فضل طرف فقر غالب بود و عقل

معاش با عقل معاد جمع داشت ۲

بخٹا ورخان کا قول ہے:

باقتنای علوم و تحقیق د قائق ممتاز بود و بحفظ کلام

مجید و قلت اختلاط بار باب دول و رغبت طبع بانزواء

و گوشہ نشینی بروالد ماجد خود مزیت داشت... ۳

غیر مسلم مورخ سجان رائے بٹالوی نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

مقتدای اہل اللہ رہنمای خلق اللہ مولوی عبداللہ خلف

ذوئمی آن مغفور (علامہ عبدالحکیم) ...

۱۔ م آثر عالمگیری ۱۳۸-۱۳۹

۲۔ ایضاً ۲۲۹

۳۔ بخٹا ورخان: مراۃ العالم ۲/۳۵۵، فرحۃ الناظرین ۱۰۴

فضائل معنوی رابا علوم صوری ہمدوش و درویشی رابا

فضیلت ہم آغوش گردانیدہ از افزونی حسن اخلاق و
رہنمائی طبقات خلایق این بزرگ را ”امام وقت“

گفتندی اے

میلان بہ تصوف

مولانا عبداللہ سیالکوٹی کا رجحان تصوف کی طرف بھی تھا، موصوف علوم عقلیہ و نقلیہ کے عالم اجل تو تھے ہی لیکن اپنے والد گرامی علامہ عبدالحکیم کی طرح وہ بھی صوفیہ کرام سے برابر فیض یاب ہوتے رہے، کتب تاریخ اور تذکروں میں ان کے اس میلان کا ذکر تو ملتا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کن سے بیعت ارادت رکھتے تھے۔

عین ممکن ہے کہ اپنے استاد حدیث مولانا شیخ نورالحق مشرقی بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے بیعت ہوں، یا خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء) خادم خاص حضرت خواجہ باقی باللہ کے عقیدت مند ہوں کیوں کہ تذکروں میں یہ روایت ملتی ہے کہ شیخ محدث کو جب جہانگیر نے کشمیر طلب کیا تو آپ اور خواجہ حسام الدین احمد براستہ سیالکوٹ کشمیر جانے کے لیے اس لیے نکلے تھے کہ شیخ محدث سے علامہ عبدالحکیم کی ملاقات ہو جائے ۲۔ تاہم اس وقت تک ہمیں مولانا عبداللہ کے کسی شیخ طریقت کے نام کا علم نہیں ہے۔

۱۔ سجان رائے بٹالوی: خلاصۃ التواریخ / ۷۳

۲۔ خواجہ کلاں: زاد المعاد ۳ / ۱۵۸-۱۶۰، ۴ / ۸۹-۹۰

تالیفات

درس و تدریس مولانا عبداللہ سیالکوٹی کا دائمی شغل تھا، آپ کی تالیفات بھی زیادہ تر درسی نوعیت کی ہیں: یقیناً آپ کی تالیفات کی تعداد زیادہ ہوگی لیکن ہمیں اب تک آپ کی حسب ذیل عربی کتابوں کا علم ہو سکا ہے:

(۱) تفسیر سورۃ الفاتحہ

اس تفسیر کے دو خطی نسخے نیشنل لائبریری، اسلام آباد، پاکستان کے ذخیرہ مفتی فضل عظیم بھیروی میں موجود ہیں۔ ۱۔ اس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں بھی محفوظ ہے۔ ۲۔ اس تفسیر پر مولانا عبداللہ کے خواہر زادے محمد فضل اللہ نے ۱۷۰۲ء کو حواشی لکھے تھے جس کا قلمی نسخہ انڈیا آف لائبریری، لندن میں ہے۔ ۳۔

(۲) التصريح بغوامض التلويح

یہ اصول فقہ کے موضوع پر ہے، یہ آغاز سے مقدمات اربعہ تک کی توضیحات پر مشتمل ہے۔ ۴۔ یہ کتاب ۱۲۷۹ھ کو ہندوستان میں طبع ہوئی تھی۔ ۵۔

۱۔ احمد خان: فہرست المخطوطات فی پاکستان ۳۱۰/۸-۳۱۱/۵، ۱۳۱/۵

۲۔ Arshi, I.A: Cat of Arabic MSS, in Raza library vol.1 p.288

۳۔ علاء الدین خان: عبد اورنگ زیب میں علماء کی خدمات ص ۲۲۲

۴۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۲۵۴/۵

۵۔ احمد خان: معجم المطبوعات العربیہ فی شبہ القارہ ۳۶۸

(۳) حاشیہ علی التلویح

علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب پر حواشی ہیں، یہ بھی ہندوستان میں ۱۲۷۹ھ کو طبع ہوئی تھی۔ ۱۔

(۴) زاد اللیب فی سفر الحیب

اس کا قلمی نسخہ پشتواکادمی، پشاور میں ہے۔ ۲۔

(۵) حاشیہ علی الہدایۃ

ہدایہ پر آپ کے حواشی بہت مقبول ہوئے۔ ۳۔

(۶) دیباچہ شرح و ترجمہ غنیۃ الطالبین

اپنے والد گرامی کی اس شرح و ترجمہ فارسی پر مولانا عبداللہ نے ایک ابتدائی لکھا تھا، جو اس کے مطبوعہ ایڈیشن کے آغاز میں شامل ہے۔

(۷) رسالہ در وحدت الوجود (فارسی نثر)

مولانا عبداللہ سیالکوٹی نے وحدت الوجود پر یہ رسالہ اورنگ عالمگیر کے اس سوال کے جواب میں لکھا جو اس نے عند الملاقات آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار نے آپ پر مسئلہ وحدت الوجود کس طرح واضح کیا تھا؟، خود اس طرح وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ ایضاً: ۳۶۸

۲۔ احمد خان: فہرس المخطوطات العربیہ فی پاکستان ص ۵۳۵

۳۔ صباح الدین عبدالرحمن: بزم تیموریہ ۳۳/۳

چون در خاطر قدسی مناظر خلیفۃ اللہ فی ال آفاق، مالک ال ریاستین
 بالاستحقاق، السالک ال کامل..... امیر المؤمنین انسان کامل بیدار دل
 آگاہ باطن روشن ضمیر ابوالمنظف محی الدین محمد اورنگ زیب بادشاہ
 عالمگیر مرکز شد کہ مہین دانشور و بہن بینش گستر از علوم ظاہریہ و باطنیہ
 باخبر عارف عالم علوم اولین و آخرین والد فقیر عبدالحکیم بن شیخ شمس
 الدین در دانش مسئلہ توحید مختار صوفیہ وجودیہ دریا کشای رحیق تحقیق
 پیش کہ مستغرق لہ بحر عمیق اند مسلم است ازیں نکتہ خفیہ بہیہ در خلوت
 فیض جلوۃ استفسار فرمودند، ایں در یوزہ کہ محرمان نہانخانہ جمع انجمن
 فرق حسب مساعدت وقت بجواب اجمالی اکتفا کرد و سزاوار آں
 دید آں در مکنون را بہ تحقیق خبر رشتہ کشف نتواں سفت از صدف
 تواری بتحریر تمثیل نزدیک بفہم بر آرد و از نظر حقیقت گزین معرفت
 اثر بگذراند، بنا بر آں نکتہ چند بے ربط و پیوند در بیان یعنی کہ گفتن
 آں ناگفتن و ناگفتن آں گفتن است، مرقوم گردید.....

اس رسالہ میں آپ نے اس کی تالیف کے محرک اورنگ زیب عالمگیر کے لیے
 ”خلیفۃ اللہ فی ال آفاق، انسان کامل“ جیسے القاب لکھ کر اُسے حامی دین متین قرار دیا ہے۔
 رسالہ وحدت الوجود کا پہلا معاصر حوالہ امام الدین ریاضی کے تذکرہ
 باغستان میں ملتا ہے، جس کے مؤلف نے یہ رسالہ حاصل کر کے اس کا مطالعہ بھی کیا تھا،
 لکھتے ہیں۔

آوردہ اند کہ بادشاہ بدیشاں گفت کہ والد شما مسئلہ وحدۃ الوجود چہ طور

تلقین شما کرده اند؟ آفرای خواہیم از زبان شما شنویم کہ گویا از مولوی مرحوم (علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی) شنیدہ باشیم ایشان خود در آں وقت بجواب اجمالی کہ مقتضای وقت بود اکتفا کردند و گفتند کہ چون اس سخن شرح طلب است، اگر امر شود بزودی رسالہ موجزے در حل اس امر شگرف تحریر نموده بسمع مبارک رساند، فرمود بہتر، چنانچہ اخوند در اندک فرصتے رسالہ بسیار خوب در حل مسئلہ وحدۃ الوجود تصنیف کردہ بعرض رسانیدند و فقیر ایشان را ہم در آں ایام دریافتہ آں رسالہ حاصل نموده بمطالعہ در آورده اے

صاحب نزہتہ الخواطر (۲۵۴/۵) نے اس رسالہ کا ذکر جس طرح کیا ہے اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ ان کی نظر سے گذرا ہے۔
اس نادر الوجود رسالہ کا قلمی نسخہ پاکستان کے مشہور مخطوطہ شناس جناب خلیل الرحمن داودی (ص ۲۰۰۲ء) کے پاس تھا جو ایک مجموعہ رسائل تصوف میں مجلد تھا، مرحوم کے حین حیات ان کی اجازت سے اس کی عکسی نقل کروالی گئی تھی جو اس وقت پیش خدمت ہے چونکہ ہمیں اب تک اس رسالہ کی کسی اور خطی نسخہ کے وجود کا علم نہیں ہے اس لیے اس کا سردست عکس ہی شائع کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں کسی کو اس کا کوئی اور نسخہ ہم دست ہو تو وہ اس سے تقابل کر کے اس کا متن مرتب کر سکے۔

۱ امام الدین ریاضی: تذکرہ باغستان، قلمی بحوالہ شبیر احمد خان غوری: اسلامی ہندستان کی علمی خودداری (الدرۃ الثمینہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی) مقالہ مشمولہ معارف، ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۲۱۵

م آخذ مقدمہ

- ۱۔ آزاد، غلام علی بلگرامی: م آثر الکرام مرتبہ محمد عبدہ، لاہور ۱۹۷۱ء
- ۲۔ احمد خان: فہرس المخطوطات العربیہ فی پاکستان، ریاض ۲۰۱۳ء
- ۳۔ ایضاً: معجم المطبوعات العربیہ فی شبہ القارة الهندیة الباکستانیة، ریاض ۲۰۰۰ء
- ۴۔ بختاور خان: مرآة العالم مرتبہ ساجدہ علوی، لاہور ۱۹۷۹ء
- ۵۔ خواجہ کلاں، عبید اللہ: زاد المعاد (احوال خواجہ حسام الدین احمد) تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، گوجرانوالہ ۲۰۱۳ء
- ۶۔ رحمن علی: تذکرہ علمائے ہند ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۶۱ء
- ۷۔ سجان رائے بٹالوی: خلاصۃ التوارخ مرتبہ ظفر حسن، دہلی ۱۹۱۸ء
- ۸۔ شبیر احمد خان غوری: اسلامی ہند کی علمی خودداری (الدرۃ الثمینہ) مقالہ مشمولہ معارف، ستمبر ۱۹۶۷ء
- ۹۔ شرافت، شریف احمد نوشاہی: شریف التوارخ، گجرات ۱۹۸۳ء
- ۱۰۔ صباح الدین عبدالرحمن: بزم تیموریہ، اعظم گڑھ، دار لمصنفین ۱۸۸۱ء
- ۱۱۔ عبدالحی حسنی: نزہتہ الخواطر، حیدرآباد، دکن ۱۹۵۵ء
- ۱۲۔ غلام الدین خان: عہد اورنگ زیب میں علماء کی خدمات، دہلی ۲۰۱۳ء
- ۱۳۔ فوق، محمد الدین: سوانحات عمر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، لاہور ۱۹۲۴ء
- ۱۴۔ محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۷۲ء
- ۱۵۔ محمد زبیر مجددی: آفتاب پنجاب (سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی) سیالکوٹ ۲۰۱۳ء
- ۱۶۔ مستعد خان، محمد ساقی: م آثر عالمگیری، کلکتہ ۱۸۷۱ء

۱۷۔ محمد صالح کنبو: عمل صالح (شاہ جہان نامہ) مرتبہ غلام یزدانی و وحید قریشی، لاہور،

۱۹۷۲ء

18- Arshi, I.A Cat. Arabic Mss. in Raza Library,
Rampur, 1963

مخلص

لاہور

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔ بی سبزہ زار، لاہور

۱۶/ اگست ۲۰۱۷ء

رَبِّ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ وَبِحَمْدِكَ
 هَذَا نَسَبٌ يَجُوزُ مِنْ أُمَّ الْعَزِيزَةِ الْعَلِيمِ سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ فِي الْوُجُودِ
 إِلَّا هُوَ وَمَا لَدَيْهِ الْغُيُوبُ وَالشَّاهِدُ وَالْبَاطِنُ الْأَبَدِيُّ الْأَبَدِيُّ
 عَنِ الرَّفِيعِ الْأَعْلَى عَلَيْهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَاسْتَدْرَجَ كَانَتْ أُمَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ
 شَيْءٌ وَقَالُوا هُوَ الْأَنَّ كَمَا كَانَ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا فِي حُجْرٍ بِطَرَفِهَا
 مِثْلُ خَلِيفَةِ اللَّهِ فِي الْأَفَاقِ عَالِمُ الْبَرِيَّةِ تَبِينُ بِالْأَسْمَاءِ قَدْ رُكِبَ
 إِلَيْكَ بِدَائِرَةِ السَّمْعِ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِأَنَّ كَيْدَ سَيِّدِ رُؤُوسِ الْكَلْبِ
 بِأَطْنِ رُؤُوسِ شَمِيرِ الْجَوَامِطِ مَعْجِزِ الدِّينِ مُحَمَّدٍ وَبَنَاتِهِ زَيْنَبُ وَشَا
 عَالِمُ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ كَيْدِ
 وَبِأَطْنِ شَمِيرِ عَارِفِ عَالِمِ سَلَامِ نُوَيْسِ وَابْنِ وَابْنِ وَابْنِ وَابْنِ وَابْنِ وَابْنِ

رَبِّ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
 عَنِ الرَّفِيعِ الْأَعْلَى

۴۶۰

سُبْحَانَكَ

۱۵۶

شیخ شمس الدین درویش سید توحید مختار صوفیه وجودیه دریا
 کشف راجح تحقیق بشر که مستشرقان این کبر عبق را به مسلم است
 از این نکته خفیه بهیه در خدمت فریض جلوه استفسار فرمودند این
 در یوزده کر محقر مان بنامی نه جمع و انجمن فزوق حسب عدت وقت
 بحساب اجمالی اکتفا کرد و مندر لوایر آن دیده آن در مکتون را به
 تحقیق خبر رفته کشف عنوان سفت از صدف تواریخ بحر
 تمسب نزدیک نفهم بر ارد و در نظر حقیقت کمزین معرفت
 اثر بگذرد بنا بر آن مکه چند در ربط و پیوند در بیان بعضی کائنات
 آن ناکلفین و ناکلفین آن کائنات است مرقوم کردید تصویر این
 سخن بطور شرح کامل شیخ محمد الدین این عزیز رئیس طایفه صوفیه صدف
 است که اسما و صفات و اجسی عین قدرت و عین بیدید
 وقد قالوا ان الله هو المرسل و تعدد و تواتر است مکرر حضرت
 که از اربعین و وحدت می باشد و حقیقت شد به میدرند بار
 نحو تقصیر که از اربعین ثانی واحد است گویند و صفات بر حکمت
 می بندارند و همین صورت معتاد مفصله را در حضرت استم و در اصطلاح
 اعیان ثابته میگویند و حصول آنها سبب فیض آمدن است و به حکام
 از آنها از اثر وجود و خارجی ندارد و بلکه در خارج غیبه از احدیه

از آنکه وجه امکان فریاد است از آنکه مدعیان این است که تولى بر ما بود
صفت است بر وزارت و هر آنکه در جواب منافع امکان و منافع لوازم
مستلزم منافع مزود است پس اثبات هر دو در لازم بر وزارت
واحد است مستلزم منافع نفسی با نفس خویش میسر است که نبوت مرتبه
از جهت مغایرت است پس امکان غیر لازم و وضع این است امکان
بر پیدا کردن محقق و واقف طریقی لغو واضح و منافع منافع و احوال
ملازم غیر بر این بدفع همیشه نمیتواند شد تمیز این جمع سخن با رفا
مرتبه تکلیف و تفاوت حکام از وجوب امکان که از احوال دیگر و
وقت دیگر می باید و بر کس و در حال و هر وقت نظر بر این میاید
بر کفنی حاکم است بر کسندان عشق و هر چه شناسد که نداشتند حاکم و
سندان با جتن تا آنکه حقیقت جامع چندتای انواع و اوصاف
از شخص نیست نه غیر این و احکام و آثارش و خواص این غیر حاکم
است و طلب منافع یکی از دیگر است فاحش است و اصرار است
و حفظ مرتبه هر کدام در احکام و آثار لازم نمیشد و یکی از شخص در این
غنی و غنی و کبر و طول و قصر در استوار و تجزیه و تقییر و دیگر خدایان
متکثر و مختلف ظاهر شود و حکم صورت هر آنکه مخالف دیگر و حکم آن صورت
خارجی غیر حکم آن صورت متخلفه در آن صورت بر وحدت خود با و با این

تجدید

۶

خدایات و در بر آنکه مینگرید رویت با صورت تحقیق شنید
 هر چه که مینگریم تو نمودار بودی را می نامند و در رخ تو چه بسیار بوده
 نمیشد و یک مذهب بعضی است که است که کلام صفت شریف حقیقت
 در از آن هیچ نوع از انواع خود از خبر و امر و نبی و دستگیر نام و نیز
 متصفیات و انواع اعتباریه بحسب تعلقات بهم رسیده و صفت
 واحد حقیقتی در نوع و بدان انواع موجود و هر نوع حکم مخالف
 و منافذ نوعی بر متعدد و صفت قدیم و انواع همه حادث و کلام
 بر هر کدام محمول و نوع کلام از آنها کفر رسید شریقت این قول را
 تصحیح کرده نیز در تمثیل انالشیب المواجه و حساب و انبار
 بحر و از نذقال الشیخ مویدا الدین اجنیدیه شیخ البحر بحر و ما کان
 فی القدم ان الحوادث المواجه و انبارها در الحوادث کمال کمال
 عن شکل فیما فی استارها موجه است که بحر است در است حمله مرد
 جاب بود که هر چه آب و حساب باشند و در حقیقت جاب
 آب بود پس ازین روئے است اشیاء که راست چون است
 هر آب بود و نیز شیخ مذکور در شرح فصول الحکم که شیخ
 مشرب التحقیق اللغوی القتی ان لا یجدوا لدر روح عن ماده و حمله
 انعمونه بحسب لالیق فی الوجود عن اما و کلام انک الضمیر المردوم

که برت عالم در هر کس جا کرده در سه صیغه بود هر سه تا سبب علیان
 شواست که در غیر حاشیه باشد یا خفته بر حاشیه آن ممکنه ان ظاهر شد
 که در سه بحر و فنی نارسند و روستای زیبات نشد و کبر است
 نمیشد مصدر و خلق شد عالم همه رسم و فحش است حق باشد چون حج
 مثال خالی از مصدر نیست پس هر چه در و نظر کنی حق باشد
 نمیشد دیگر بعضی عیال میگویند که ای س علیه السلام همان در است
 اسلام است اما نه بطریق مناسب بلکه بطریق ظهور صوبه ادریس
 علیه السلام در ایس علیه السلام است پس حقیقه و حدر است
 و تعیین صورت متعارف و کبر مقرر است که خبر از در و سقائل
 و غیر این در یک آن ظاهر میشوند بعد از در و محدثه پس شخص
 هر کدام و احد و نظر هر متحد و محدث و متکثر نمیشد دیگر تواتر
 رسیده که حضرت ادریس چون قضیب البان موصی و یک وقت در
 هندن مجلس ظاهر شده اند و در هر مجلس مشغول بکار مباح کار
 مجلس دیگر و توأم و تواتر بودت آن شخص که تعرف بصورت
 و بر ر و شن بر طبیعت در خارج موجود است وجود و فرود بر زمین
 در مذبح بن آن و موافق بر دو مذهب وجود واحد و ممکن طبیعت
 بر فرد صحیح با که چنان حکم تشبیه طبعه و قضیه کبریه یک آن است

پس نسبت بر عظمت فراوانست و وحدت وجودیست پس نسبت
 ادوی و عدمی صدق حکم یک بر دیگر کل انسان بود و اولاد است
 بر تقدیر ارادت طبع هر دو که نوب و نزد بعضی صوفیه وجود
 ذات واجب تعالی را و تجرد است مستقیم است یعنی که همه نسبت جمع شود
 و منافعی بخند و اینها نباشد و تصویر این را از مشایخ سابق ظاهر شود
 بر مذاهب صوفیه که وحدت وجود را با تقدیر وجود قائلند نسبت
 تقدیر را ظاهریست و حقایق و یک وجود را نیز در حدیث و تفسیر است
 و بیان تفاوت در آن سخن طولانی شود و درین مختصر است و نباید
 عبد الرحمن بن جبر و قدس سره این گفته که ما فی الوجود الدعی و
 هو عین الوجود الحق و حقیقت و هو الوجود المحدث و لا غیر
 قال ممکن هو الوجود المستحین فاما فی من حیث لغت و وجود
 من حیث حقیقه و نیز گفته از غیب مطلق تا اخر این مرتبه نظر
 یکو وجودیست که کج اختلاف تجلیات و لغت است سرسریست
 و حضرت گفته است و این لغت است و اعتبار است و اضافات
 صفت است چنانکه اگر در اربع اربع و ثلث ثلث و نصف
 اینها گویند این نسبت و اضافات قاطع و در احدیه اولیست چنان
 اطلاق بسیار است و حضرت با اعتبار تجلیات و لغت است

زنده این دمه همه چون است چو دست پر و از کمر و از آن سخن را با نبرد
 رخا ز کرد و عفت را سیر کج و در ریه و زان قوت تر کفایت که دل
 گفته بود شیت چه دم را اندر چند جوت و در زمین و درسی را
 مریدان چله در پیم آمدند شمعها و جسم پوشش میزوند هر که را در سخن
 تنوع میخساید با ز کویه را درین خود میزند یک اثره برین از آن قوت
 آن مریدان شسته و خفا بس خون، نفس از وفای و دروشد زنده
 غیر نفس رویت غمرا آن جاست نه تا کر کنی تفت سوز رویت خود کنی
 و زنی بر آئینه بر جوی زنی و در بهی روی ازشت از نیم تون
 در بهی علی مریم تون، روانه است نه آن او را در
 نقش تو در پیش تو بنماوه است شرح این عزم میسوزید
 آن احلاج کم یکن من را بهد الا صبح یعنی بمن کجاست پس از حصول
 مرتبه احجاج از روضه استاده چه طلب از بویه و رغایم غیبی
 حسن پیش است و قمر قدیم و اگر بعد از تحقق مبر تمه بر بویه
 بروجه حال مشید این شدت بد موکد نیم بود می همچو است کمال
 ویر کفونه ای لایست پیچونه ما العقل و هم با مره لعلیون است از اینها
 و حلاج را بود که رسیده و در سیم مرتبه از آن کلمات است بد فائده انام
 خرابی ندکس سره انوار و بعضی منسقات خود و در و کلمه را نماند

و نامی

۱۴

۱۶۱

و مانند زهره غیر حکیم با او و قد نبی درین من قال به پس قال غیر
 من است پیشتر روح به او و رحیم را در ذکر به تمام کلمه توحید
 معنی کنند و بعد از آن به اندازه و اضرار شیخ در پس از آن با هم
 و است بحث خالی از شیخ و اثبات تا نوبه محمد بن موسی باک از شیخ
 و است با کلمه حاصل شود و در غیر شبه اثر از غیر در میان نیست
 و همه صفت طوره وحدت است کی غیر و کوفی و کوفی غیر مساوی
 است و در آن مایع الوجود و اینست تحقیق معنوی هشتمه تمسک بر ارم
 غایت هر خفیه است چه هرگاه اثر از غیر نباشد تحقیق خفیه متحقق
 شود و چهره آن تشبیه کرد و در هر هو الذاکر و کند نور رو نماید و گاه
 باشد که در این مقام جذب حق در رسد و او را از او بر باید و از جمع
 سازد به گونه تمام بگذرد و همین است مطلب کل از اشغال دیگر
 که یک از اصول عشرت شطارت و بینا شطارت و اینها مو تو ارض
 زان مو تو است و بعد از آن درجه است دیگر که تقصید است وقت
 تمسک است چون ذرات است بجزی پاک است به دور پنهان بارگاه
 است پیش از این با نمبر ده اند که است تا عند آن هیچ صفت
 و بافت آن نیافت و معنی اینهاست هو الرجوع الی الله است
 در هیچ ظاهر شود پس بدان هم فرا جدان نشدند که چه دارند که کل

و بعد از آن به اندازه و اضرار شیخ در پس از آن با هم
 و است بحث خالی از شیخ و اثبات تا نوبه محمد بن موسی باک از شیخ
 و است با کلمه حاصل شود و در غیر شبه اثر از غیر در میان نیست
 و همه صفت طوره وحدت است کی غیر و کوفی و کوفی غیر مساوی
 است و در آن مایع الوجود و اینست تحقیق معنوی هشتمه تمسک بر ارم
 غایت هر خفیه است چه هرگاه اثر از غیر نباشد تحقیق خفیه متحقق
 شود و چهره آن تشبیه کرد و در هر هو الذاکر و کند نور رو نماید و گاه
 باشد که در این مقام جذب حق در رسد و او را از او بر باید و از جمع
 سازد به گونه تمام بگذرد و همین است مطلب کل از اشغال دیگر
 که یک از اصول عشرت شطارت و بینا شطارت و اینها مو تو ارض
 زان مو تو است و بعد از آن درجه است دیگر که تقصید است وقت
 تمسک است چون ذرات است بجزی پاک است به دور پنهان بارگاه
 است پیش از این با نمبر ده اند که است تا عند آن هیچ صفت
 و بافت آن نیافت و معنی اینهاست هو الرجوع الی الله است
 در هیچ ظاهر شود پس بدان هم فرا جدان نشدند که چه دارند که کل

چه خود در دوزخ و مرتبه خود را متحسناً می شناسد
 نماید و حکمت از رس و نتایج تکلیف بودار است و مدخل هم نشانی
 صورت هم و افزون که صوره حقیقت و وصف حال را در و در و بیدار
 که مقصود او فریاد است و عبادت روحانیت برسد و نیز در مذهب
 میسر این در و گفته است آه از استغفار زویر آه آه که تو ظلم
 نسبت بر کونین راه در یاب که غیر ذلت مقدسه بمنزله مورد عتاب
 نسبت با و در مرتبه ربوبیت خود در مرتبه عبودیت پس هر که مستحق
 و منجی بحیثیه در بهر و در بسج نکر دو کشف این دقیقه و بکلم لغبات
 لوازم این مرتبه را نشاید این سخن تا تمام شده تمام شد و دست
 از قسم که غزبه می گوید و تمیز بشمال عن الیمین و الیمین عن الشمال
 و انقطع الحال بالاصحاحی کان قد انقطع هو باحال چون رسید
 این سخن از در است چیزی رسید این قسم در هم شکست
 رسید از چه فصاحت دست و در و م مزن و الیه قسم بالرشاد
 بر لب نام تو است مدارم پیشین یا فرود داد و سلام رسیده
 از صاحب نظران دیده باز که حزنه نگرند و نفی از صلح سه بود
 در سا زنده سه غلام همه آن عارفان با کریم که یک صوب
 نه چند خنده خطا پوشیدگی پس از کارش این رقوم از مغفور مجرم

حقیق و معارف که شرح محمد معلوم ممتاز است شدت شدت است
 بهر نزدیقم چند در بیان این سر مندی و بد شد خدو ان معلوم قاصر
 باشد در آمده است صوفیه بوجدت وجود قایل لاند و علی از آن کفر
 زنده که سینه لاند نزارع هر دو و فرقه بلفظ راجع است و جو و ضعیف
 ممکن است در نظر صوفیه خیال محض است و عدم مطلق و همه شبها
 ظهور است حق تعالی اندک عین حق تعالی حدیثی در معنی همه
 دوست و پیوسته از دست و نظر علی جهت تعلق احکام تکلیف بر عین
 وجود منحصر و این بمنزله معارف و آن حقیقت مجبور و اینها
 از عالم حقیق نامند و این عالم مجاز است و هر دو طایفه بمضمون
 هدایت مشون کلماتی مالک لای وجه مشرف و مشرف و الله اعلم
 بحقیق الله مر از جمله مشکلات متعلقه این مسئله یا را ذکر کنیم تا بهت
 همه است دانش و رحل مثل ان مصروف شد شرح این عواید را
 بسبب بعضی عبارات او در تصویب مسئله توحید موهوم مخلول
 ممکن و تکلیف مبکنت و این را امام الغزالی قدس سره العالی
 تفسیر سوره یوسف ذکر تک لا اذ ان تک خطه و اینون مانه الذکر
 ذکر ان فلما را تک فی الوجود تک حاضر و جد تک موجود تک تک
 محاشی طلب موجود بغير حکم و لاحت معلوم بغير غیب و نیز عارف

این مسئله را در کتاب
 شرح معانی
 شرح معانی
 شرح معانی

روح کو بدست نغمه زویان سوار نشاندن که روند بدست اندر کل
 آید هرگز به نوح نرسد برودید با سمن کل یعنی خوش و دان
 آید هرگز این همه رنریت مقصود این بود که بچنان در این جهان
 آید هرگز همچو روح و عن در میان جان شینر تا لا مکان رنر مکان آید
 این هرگز همچو عقول رنر میان خون و پوست است به نشان اندر نشان
 آید هرگز و در حلد صفة الفقه مسطور است و لوقال لا اخر مزویان
 بنده و به سمان بر اس و به خدا خیاکت کن یکفران در شمت امکان
 که بعد از در شمت له قوه المشائنه و هم که لوقال هیچ مکان از خدا
 خانه نیست و در خزانة المفیسین عزاز و لوقال نه که تو در هیچ مکان
 نه مکانی از لوقالی یکفر و الله اعلم چون سخن اینجا رسید و سر کجاست و هر
 کشید با زنت پس سخن نذر حکایت مناسب مناسب دیدید
 شریف جرجانی در بعضی رسائل با صوفی موجه صحبت افتاد و گفتیم
 نور اقیاب از زوید ستارگان باز میدار و ستارگان موجود و همچنان
 تواند که نور الهی بر بصیرت غلبه کند و هیچ محدودی مدرک نشود و در حقیقت
 مخلوقات موجودند و بهم و خیال صوفی گفت موجه رستمانا است
 محقق شد که غیر حق موجود نیست مگر خلیج بر عالم معرفت چه کرم
 که زینا آفتاب و مرال از راه وحدت نفرت پس طرفه حق تبارک و تعالی

بهر

عشق و محو بویته حاصل نشود تا بحدیث بیرون بیرون در آن
 راه نیاید و در آن حال بصیرت کو و بصیرت را چه کنی نشناید شبانه آن
 چه رسد - عشق آمد عشق خود را وارده شد صبح آمد شمع خود بجاره
 عین خود شمع است چون سلف رسید شمع بجاره در بنجر خرد
 عین است حق بود حق انبیا سایه را با انبیا بود چه تاب
 و این نیز شبانه شبانه را چه کنی نشناید در آن شب و حقائق را شبانه
 کرد و و کلام همان سرور کائنات علیه افضل الصلوات و السلام
 اللهم لربنا حقائق انبیا گما تهرش رة باین مقصود است و طلب
 این رتبه جمع کمال او بی کتمان بر بندگی صیغه جمع زیرا که حقیقت
 الحقائق وجود حقیقت پس رویه کنه ماهیته منطوق و لغات
 این سوال تا از آن در باب اسبجان الله چه حوصله است کسب
 وجه استعداد است بلند و در چند ۹ موسی زهوش رفت
 یک بر تو صفات تو عین ذات و زکریه در تسمیه و اما حدیث
 انه لم یغان علی قلبی و انه لا یستغفر کل یوم سبعین مرة و فی الروایة
 طایفه مره چون اصغر را پرسیدند بحدیث متعرف که دید و گفت ان
 سالت عن قلب غیر رسول الله و غیبه لغت و ان کمال او بود شرح
 شبانه باندن مهر و رویه که عین بر عین بصیرت نبود و صحیح است

علیه

بسم الله الرحمن الرحيم

اجلی منطق فصیح به لسان فصیحی و دوالی مدرك رسم فی اذبان
 الاذکیا حمد اله تصدیق بکبریا به و شکر منعم لا تصور رخت الا له حمد خدا
 لا یجد ولا یرسم و شکره شکر الایقاس و لا یرشم و نصیحه علی من اسلمه
 حجة و برهان و خلقه بدی و تبیاناً واضح سبیل العقول و التفکر و اتمام الحجة
 علی احوجاج الجهل و النحر و علی اله و اصحابه المستقرین لسننه و آثاره
 و المثلیین بسنته و الوارثه و بعد یقول الفقیر المسکین عبد الحکیم ابن
 شمس الدین ذی النبی الوالد الاعز لورجدة استعادة و نور حقیقه
 العبادة فواد الفواد لهذا الغریب عبد الله الملقب باللبیب عند قرآته
 للشرح المنسوب الی الطود العظیم و المقدم الحسیم و الحی الشیخ
 المتعلقه علیه السند و الخبر الاجد ان کتب ما ینسخ له بنی ایل
 فی جن مشکلاتها و احراز ما نثر لدی فی کشف معضلاتها بالکامل
 یبق الاقتصار و مقتصر علی ایراد ما یتعلق بکل کتاب طالیق ما علق
 علیها الفضا مع استتمارهم بهم مقصود بعضه خیر و اینه لوجود
 و بعضها غیر شایفه لعم الطفرة و بعضها ممتدة لاطناب غیر متعلق
 بالکتاب و بعضها ممتدة للاجتواء علی شکوک محيرة للطلاب فینشرحت

مسعی

الحاشية على هذا الحكم سيالكوني على مير قاضي اعظمي ملكه خليل الرحمن و ادري السلام ۱۲۵۶
 محمد بن ابراهيم خزانة خود عمده الله ملقب به لبیب

کمالاتِ مظہریہ

احوال و معارف حضرت میرزا مظہر جانِ جانانِ شہید

(۱۱۱۱-۱۱۹۵ھ / ۱۷۰۰-۱۷۸۱ء)

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

(۱۱۵۶-۱۲۴۰ھ / ۱۷۴۳-۱۸۲۴ء)

عکس مبنی بر نسخہ خطی مخزونه کتابخانہ خانقاہ مظہری، دہلی

بمقدمہ مختصر

محمد اقبال مجددی

الوداع اے زندگی

۱۹۸۳ء کو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی مشہور کتاب مقامات مظہری کا ہمارا مرتبہ پہلا ایڈیشن طبع ہوا، پھر اس کی تین مزید طباعتیں عمل میں آئیں، اس پیش بہا کتاب پر ہمارا مفصل مقدمہ اور ہر فصل پر ہمارے حواشی کو قبول عام نصیب ہوا۔

اس وقت حضرت مولف کی اسی موضوع پر دوسری کتاب یعنی کمالات مظہریہ کا علم تو تھا لیکن اس کے قلمی نسخہ تک ۱۹۸۹ء کو اس وقت رسائی ہوئی جب ہندوستان کا طویل علمی سفر کیا اور خانقاہ مظہری کے بزرگ سجادہ نشین حضرت ابوالحسن زید فاروقی مرحوم سے ملاقات ہوئی تو اس کی فوٹو کاپی کی درخواست کی، جس پر حضرت نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اس کی عکسی نقل عطا فرمائی۔

ارادہ تھا کہ مقامات مظہری کی طرح اس پر بھی مفصل مقدمہ اور حواشی لکھوں گا لیکن کارہای دیگر میں مصروفیت اور فرائض منصبی کے باعث یہ کام نہ ہو سکا، اب جب کہ زندگی اپنے آخری مراحل سے گذر رہی ہے اور میں اس کام کے لیے جس تنومندی اور صحت کی ضرورت ہے اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تو اس کے نسخہ دہلی کا عکس شائع کر دینے ہی کو ترجیح دی تاکہ آنے والے محققین اس فریضہ کو بآسانی ادا کر سکیں۔

مخلص

لاہور

محمد اقبال مجددی

۲۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

مؤلف کمالات مظہریہ

حضرت شاہ غلام علی دہلوی (۱۱۵۶-۱۲۴۰ھ / ۱۷۴۳-۱۸۲۴ء) اکابر نقشبندی مشائخ میں سے تھے، ۲۲ سال کی عمر میں ۱۱۷۸ھ کو مشہور نقشبندی شیخ طریقت حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید (۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور باقی ساری عمر عزیز حضرت کی خدمت میں گزار دی، آپ کو اتنی روحانی قوت عطا ہوئی کہ بڑے بڑے مشائخ اپنی آبائی مسندیں چھوڑ کر آپ کے حلقہ بگوش ہوئے، آپ کے مریدین اور خلفاء کی بہت کثیر تعداد تھی۔ شاہ روف احمد رافت مجددی نے آپ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ آپ کے حلقہ میں سمرقند، بخارا، غزنی، تاشکند، حصار، قندھار، کابل، پشاور، ملتان، کشمیر، لاہور، سرہند، امر وہہ، سنبھل، بریلی، رام پور، لکھنؤ، جالس، بہرائچ، گورکھپور، عظیم آباد، ڈھاکہ، بنگالہ، حیدرآباد اور پونہ وغیرہ سے حضرات روحانیت کی طلب میں آپ کے پاس آتے رہتے تھے۔

آپ کے خلفاء میں سے مولانا خالد کردی رومی کے مریدین کی تعداد ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۵ء تک تھی اور عالم اسلام کی تبحر علماء جوان سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ خود سرسید احمد خان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ آپ کی خانقاہ میں روم، شام، بغداد، مصر، چین اور حبشہ سے حاضرین آتے اور بیعت کرتے تھے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے اکابر خلفاء میں سے شاہ ابوسعید مجددی، شاہ احمد سعید مجددی، شاہ روف احمد رافت مجددی (مرتب ملفوظات و مکتوبات)، مولانا خالد کردی

رومی، مولانا سید اسماعیل مدنی، سید عبداللہ مغربی، مرزا رحیم بیگ عرف محمد درویش عظیم آبادی، خواجہ غلام محی الدین قصوری (جامع ملفوظات) وغیرہ نے بہت شہرت حاصل کی۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی تالیفات میں سے مقامات مظہری، ایضاح الطریقت، احوال بزرگان، رسالہ در ذکر مقامات و معارف حضرت مجدد الف ثانی، رسالہ طریق بیعت، رسالہ در طریقہ شاہ نقشبند، رسالہ در احوال شاہ نقشبند، رسالہ اذکار، رسالہ مراقبات، رسالہ در رد اعتراضات شیخ عبدالحق بر حضرت مجدد الف ثانی، رسالہ دیگر در رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی، رسالہ مشغولیہ، رسالہ سلوک راقیہ نقشبندیہ، مکاتیب شریفہ، در المعارف (ملفوظات)، ملفوظات چہل روزہ اور کمالات مظہریہ مشہور و متداول ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی اپنے شیخ حضرت میرزا مظہر جان جانان کے خلیفہ تھے اور آپ کی شہادت (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے بعد آپ ہی آپ کی خانقاہ مظہری کے سجادہ نشین ہوئے اور اپنی وفات ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء تک خانقاہ شریفہ کی خدمت کرتے رہے، آپ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی نے اس خانقاہ کی تولیت کے فرائض انجام دیئے اور پھر آپ کے وصال ۱۲۵۰ھ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ احمد سعید مجددی نے ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء تک وہاں روحانیت کے طالب افراد کی رہنمائی کی، آپ نے ۱۸۵۷ء کی انگریزوں کے خلاف اہل ہند کی بغاوت کو جہاد قرار دے کر اس جہاد کے فتویٰ پر اثباتی دستخط کیئے تو آپ کو یہ ملک چھوڑنا پڑا، آپ مدینہ منورہ جا کر مقیم ہو گئے، جاتے ہوئے آپ نے خانقاہ مظہری اپنے سب سے مشہور

خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری (ف ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۷ء) کے سپرد کردی، حاجی صاحب نے اپنے ایک خلیفہ مولانا رحیم بخش اجمیری ہر صوری (ف ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۸ء) کو اپنا قائم مقام بنا کر دہلی بھیجا جہاں وہ اپنی وفات تک اس مبارک خانقاہ کی خدمت کرتے رہے، ان کے بعد مولانا ولی النبی مجددی رام پوری نے بھی کچھ عرصہ خانقاہ میں واردین کی خدمت کی، ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء کو حضرت شاہ احمد سعید کے پوتے حضرت شاہ ابوالخیر مجددی مدینہ منورہ سے دہلی تشریف لائے تو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے جانشین حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی موسیٰ زئی شریف سے دہلی آئے اور یہ خانقاہ آپ کے سپرد کر کے رخصت ہو گئے، حضرت شاہ صاحب نے اپنے وصال ۱۹۲۳ء تک وہاں کی تولیت کے فرائض انجام دیئے تو آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ شیخ الاسلام مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے سجادگی کا یہ مقدس فریضہ اپنے وفات ۱۹۹۳ء تک حسن و خوبی سے انجام دیا، آپ کے بعد اب آپ کے پوتے حضرت انس فاروقی بن شیخ ابوالفضل محمد اس مبارک درگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مفصل حالات ہماری مندرجہ ذیل کتابوں میں

ملاحظہ فرمائیے:

(۱) ملفوظات چہل روزہ شاہ غلام علی جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری۔

(۲) مقامات مظہری، مقدمہ و ضمیمہ

(۳) تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند

کمالات مظہریہ

حضرت شاہ غلام علی نے اپنے شیخ حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید کے احوال پر دو کتابیں تالیف کی تھیں اول مقامات مظہری (مفصل) دوم کمالات مظہریہ (مختصر) آپ نے ان دونوں کتابوں کے نام تجویز نہیں کئے تھے چنانچہ مقامات مظہری کا پہلا ایڈیشن (مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۹ھ) ”رسالہ شریفہ در بیان حالات و مقامات حضرت شمس الدین حبیب اللہ جناب مرزا جان جانان مظہر شہید“ کے نام سے طبع ہوا تھا لیکن جب دوسری مرتبہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء کو طبع مجتہبائی، دہلی سے یہی طباعت لطائف خمسہ معروف بہ مقامات مظہری کے نام سے شائع ہوئی تو اس کے بعد عصر حاضر کے تمام تذکرہ نویسوں نے اس کا حوالہ مقامات مظہری کے نام سے دینا شروع کر دیا۔

اسی طرح جب آپ نے اپنی آخری عمر میں آپ کے احوال پر ایک اور رسالہ حدود ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۱ء کو تالیف کیا تو اس کا بھی کوئی نام نہیں رکھا، شاہ محمد مظہر مجددی لکھتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ خود کہ بنظن غالب در حدود سی و ہفت تالیف فرمودہ اند و عمر مبارک حضرت والد (شاہ احمد سعید) بہ بیست رسیدہ بود، بعد ذکر حضرت جد امجد (شاہ ابوسعید) چنیں ارقام فرمودہ اند کہ اسے اس اقتباس سے اس کتاب کا سال تالیف ۱۲۳۷ھ متعین کیا جاسکتا ہے،

حضرت ابوالحسن زید فاروقی (سجادہ نشین خانقاہ مظہری) نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا اور اس کا نام کمالات مظہریہ تجویز کیا جو آپ نے اس کے پہلے خالی ورق پر اپنے ہاتھ سے لکھ دیا۔ اگرچہ کمالات مظہریہ مقامات مظہری کا خلاصہ ہے لیکن مولف نے اس تلخیص کے دوران اس میں بعض قابل توجہ اضافات بھی کئے ہیں۔

کمالات مظہریہ کے اب تک ہمیں صرف تین قلمی نسخوں کا علم ہے، یعنی:

- (۱) کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۱، شمارہ ۹۹۵۴
- (۲) نسخہ ذخیرہ پیرزادہ مخزنونہ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور ۲۔
- (۳) نسخہ حاضر یعنی کتابخانہ خانقاہ مظہری، دہلی (عکس حاضر)

اس کا سال کتابت اس کے خاتمہ میں درج نہیں ہے لیکن حضرت ابوالحسن زید مرحوم کا خیال ہے کہ یہ رسالہ ۱۸۵۷ء سے پہلے کا مکتوبہ ہے ۳، اس کے پہلے زائد ورق پر جہاں انہوں نے اس کا نام کمالات مظہریہ تجویز کیا ہے وہاں یہ لکھا ہے کہ یہ رسالہ حضرت مولف شاہ غلام علی کے حسیں حیات ہی کتابت ہوا تھا اور آپ نے اس پر تین مقامات پر اپنے دست مبارک سے حواشی لکھے ہیں یعنی صفحہ ۱۲، ۱۳۲، ۱۳۳ آئیے اس متبرک خطی نسخہ کے عکس کا مطالعہ کریں۔

مخلص

لاہور

محمد اقبال مجددی

۳/ اکتوبر ۲۰۱۷ء

- ۱۔ فہرست مشترک ۱۱/۱۰۰۲
- ۲۔ عارف نوشاہی: فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ مرکزی دانشگاه پنجاب، لاہور، تہران ۱۳۹۰ ش، ۱/۵۳۱-۵۳۲
- ۳۔ مقامات خیر ۸۵

رسالة کالات مظہریہ



زید البراد خراسانی

رسالة شریفہ مبارکہ

در بیان حالات تحصیل درجات کالات ولایت
حضرت شمس الدین جمیلت میرزا جلان جانان مظہر
قدس الشریعہ الامجدس

تالیف

قلم فلک الارشاد غوث القلوب الامام حضرت عبداللہ

عبدالقادر شاہ غلام علی قدس الشریعہ ورضی عنہ

حضرت شامیہ قادریہ ۲۲ صفحہ و قلم محمد امین سید مبارک در حیات ایشان
نوشته شده۔ بلکہ حضرت پشیمان صاحب فرمودہ طابرحاہ بہرہ مبارکہ فرمودہ نوشتہ اند پیر
مدواندہ۔ سفر دوم و سوم و سفر ۱۳۲ تا ۱۳۴ تا ۱۳۵ سفر ہفتم تا دوازدہم و ہر سفر
سفر اول و دوم۔ نسخہ جمعہ و مبارک

فیوض الیه نموده اند علیهم الرحمة والکرام وانشاء بعضی
 بقره قلت بیان در فواید و فضیلت حضرت زین العابدین
 که گفته باغبانان می نمایند اگر کسی در سوره ابراهیم بارش بکشد
^{فصل} بداند که حضرت زین العابدین همان است که در حدیث
 رسد بر سر سینه محمد صلی الله علیه و آله است حضرت زین العابدین
 زنی بر تفسیر کرم الله وجهه در طرف محمد بن حنفیه رضی
 تعالی عنهما از حدیث ایشان را عرض کرد که ای سید عالم چه بود
 از طرف ایشان آمار شد و هدایت و راستی و کجاست و تو
 حاضر در چنین بیان بودی و در حدیثی که در حدیث
 عبادت و نورانی است و راستی و کجاست و تو
 حضور بودی و آنحضرت صلی الله علیه و آله در حدیثی
 در کمال بیان است و کلمه بود و علوم درسی در حضور اول
 یا چند خود خوانده اند و علوم حدیثی از حضرت حاجی محمد

منبذ برکت خود می و سواد بد مذکرت و در حدیث شریفی است
 آنچه بر و آید الی الخ و در حدیثی است که در آن آمده است
 میلی اند فیه و آله و سلم من سکت طریقی لکلیت قد علی
 بیگانه خود به طریق من طریق آنکه پس طلبت علم از آن
 و حدیثی است که در آن آمده است که هر که در این
 مجال صالحه معاضد باشد بعد از آن اولی است او است
 خلی که در علم و آن بجهت و حدیثی است که در آن آمده است
 از نشانه های بهشت است در بهشت علم به همه است
 حدیثی است که در آن آمده است که هر که در این
 رفته و گمانست که بگردد و حدیثی است که در آن آمده است
 ایشان بعد ترک نصرت با او و در حدیثی است که در آن آمده است
 خود را به این دلیل اند فیه و آله و سلم من سکت طریقی لکلیت قد علی
 خود را به این دلیل اند فیه و آله و سلم من سکت طریقی لکلیت قد علی

۸
 الله ما بعد ما ازین جهان انتقال کرده در وقت انتقال
 ایشان که بر روی پیکانی برآید که در چشم بگردد و ندانند و ندانند
 بصبری کار در دنیا و نشان نیست نه طریقی سپاهیان
 این هر دو فرقه در طلب شهادت و دست از جان برآوردند
 اندام آفرینی شهادت بشمار دادند و در شرف از راه
 قل بحت من قلبی فانا ویتة قلته بفتح الهمزة
 واندو بر دستند و شهادتیهایی که همه از شهادت
 بن شتکان بخت را در عاقبت اللهم الزقنی بطوایف
 در این دنیا که در این عالم و تقسیم اوقات نماز و عبادت
 در این دنیا که در این عالم و تقسیم اوقات نماز و عبادت
 استقامت اگر چنین طور زندگی می نماید پدر مرده است
 در برای تربیت اولاد است و اگر درین وقت اوقات
 تصور نماید پدر در زندگی مرده است پس همه از حیرت

بختیاریان را اندند و در میان آن سببمانند بر سر او بر حمت حق تا
 پوشش میفرودند که در میان آن سببمانند بر سر او بر حمت حق تا
 در ویشان و ترک و بجزیند نیزه ایشان بود و بخت
 در ویشان و در اول ما بعد از آنکه اول از دنیا منفر شد
 عزیزان خود شدند که ما در آن حمت زنج سینه در شاه
 همان شب دیدیم که بزرگی از فرزند بزرگ خود بر آن
 کلاه مبارک خود بر سر ما نهادند و در حمت از بزرگی شدند
 ام که آن بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین غنی مبارک
 کما فی رحمہ و قد علیم بودند بسبب این کلاه از دنیا رفته
 عمر و از دنیا و اهل آن که در آن سببمانند بر سر او بر حمت حق تا
 دل مانده بود هر جا در ویشی می شنیدیم بر بارش
 میفرستیم تا آنکه هر روز سه ساله بودیم که بیدار و افضل الهی کتاب
 مبارک سید السادات منبع الحسنات حضرت سید

نور محمد شریف بندهای بعد از نبی براداری مشرف کرده اند و بدین
 تعارضی در این آیه است **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** ثابت است موافق آیه
 شریفه **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** یعنی بعضی پس در او
 رحمت است و هم شریف است و در طرق اولیا نیز تفاوتها
 هرگز در اتباع نیست و هم راجح تر است و در فضلی
 نیست و در قرب حق است و نه هم در جرات بعضی
 از اولیا میرسد و بعضی تملیات اسما و صفات بعضی
 ثابت در آن مشرف میشوند ساکنان طریقچه میدوید
 سیرالشیخی آید بدانکه توفیق در طریق شریفه
 امام الاولیا حضرت شایق شریف رحمة الله علیه است
 توجه مرشد می شود در مجامع در ریاضت بنا کار جذب و سلوک
 ایشان نیست و او ام پوداخت نسبت باطن را ذکر و تبارک
 عن علی بن فضال علیه السلام و سلم فرمودند

این فائز است بحضرت و در هر مرتبه بعد از آن
 بیست و دو مرتبه تسبیح یا تسبیح و بیست و دو مرتبه
 گفت نماز و دو مرتبه کلام بعد از آن بیست و دو مرتبه
 طهارت و استغفار و طایفه از شیعیان است او دوام
 و کرد و توجه بحضرت حق سبحانه بعد وقت دارند و عقیده
 اهل سنت و جماعت هر که تو فرست این اعمال سه روز
 طریقی بر آید معاف از کثرت عبادت است از این عزیزان
 مروی است حضرت خواجگانشند میفرمایند فصلی
 فصل در ذکر امام اقصی و بنا و مرشدان او فصلی
 سید نور محمد بدواولی رحمة الله علیه حضرت سید پدر
 پیر اول حضرت ایشان اند از شایخ اربعه انجمن رحمة الله
 علیه ایشان از خلفای حضرت شیخ بیف الدین خلیفه
 و خلف الصدق حضرت ایشان محمد معصوم خلیفه و خلف الصدق

و نه نان خویش به عفت گذاشته بسر خود دارد و من و
 دختر خود را شکر پیداوند آید و او را هم نگردد باشند
 از کمال و رعایان بدست خود با وضوی بختند وقت
 که پسگی پان نان در آب تر کرده تسکین جوع می کرده
 از غلیات احوال است پاره در تخ و شیرین نمی کردند
 باین استغراق و رفتگی یکبار خلاف سنت پای راست
 در بیت الخلاء نهادند ترک ادب بعلی آمد و تا سه روز
 قبض فیض باطن شد با استغفار بسیار نسبت باطن سجده
 کردید قلت سنت است که پای چپ در بیت الخلاء
 و روز سجده پای راست یکی از دو پای چپ در سجده
 نهاده بود و روزی آمد ثوری مکر پائی او پا نوز شد حضرت
 شیخ ابو سعید رحمه الله علیه در سجده بودند طالبی بای راست
 و در سجده نهاد فرمودند ای بی ادب ادب خانه دواست

شد آمد قابل صحبت در ویشان نیست او را پیش خود
 نگذاشتند که بیاید بدلا طریقه ادب اذاب سخن را از
 ضرورتها حضرت جریری اعلیٰ حضرت جنید رحمہ اللہ
 علیہما در شہود حقیقیہ تا بیست سال با درازنکرده اند
 و بزودی در شہدائی است غلبہ حال او را از نشستن
 مانع بود و علت هر گاه واردی فایض شود رعایت
 آن واجب است اگر در ورود و اورد و بیامده باشد نشینند
 اگر نشسته است نه بر خیزد در ظهور قبض غسل بآب سرد
 سرد و ناز و آب تنغار و تلاوت بترتیل حسن صوت
 شده است و حاضر شدن در مشاهد خیر و خلاف نفس
 نمودن که حقایق نفس لایحی شود و صدقه از جانب
 مال دادن و نعمتہای مشکا شح حضرت منعم بن الدوام
 و قصور شرک و ران ملاحظہ کرد آن از مالہ و قبض می نماید

از اثر اسم تلقاب بعضی ظهور نماید بدون کجلی الباطن نخواهد
 نیاز و مسکنت عاقبت منتهی شود به اینست و حال آنکه کار
 و عداوت بسزایاید برود پس هر چه مرمت شود درین ^{لغات}
 و در حاله تبیط شکر حضرت حق بسزایاید و سایط و ارباب
 حضرت ایشان ما میفرمودند آن حضرت سید رحمة الله
 بر غمی که ما می کردیم نور و ظلمت آن درمی یافتند منفرست
 که شما بخشن عمل کرده آمدن اید میفرمودند اولوزر و روز ^{نوع}
 مانند بر کهای مکر صد برک مجزی بنظری آید روزی در
 راه با یکی از شراب خواران اتفاق ملاقات و کلام ^{مهاجر}
 با آن بخدمت مبارک رسیدیم فرمودند ظلمت شراب از
 شما معلوم می شود و ظلمت صحبت است پس توجیه فرمود
 در باطن خود و کدورت و ظلمت عیان دیدیم توجیه ^{نظیر}
 زایل شد روزی در راه نظر بکسیله افتاد فرمودند شما را

کرده است در باطن شاکلت آن ظاهراً بس توجه
 فرمودند و بنویسند و بنویسند و بنویسند و بنویسند
 نزد یک خانۀ ایشان بر آورد فرمودند از نگاه شاکلت
 بنک دل بگذرند بنیچ که لوال گفته و کاشش را باه کردم
 فرمودند دل زیاده نمر مگر رشد او را ایزر رسانیدید طلسمه
 بیاید تا استعفا کرده شود او را تلاش کرده او را ایم
 عذر خویشند فرمودند بنیچ موافق شریعت خست با بر باید
 نود و نصدی عطا نمودند ارشاد کردند حال دل صاف
 نماز تویم کرده یکی زر مخلصان کشت از کمال برهنه
 از دنیا و اهل آن کتابی که بهاریت ازین مردم سطلیمه
 از ابد است نمی گرفته که طلت اهل دنیا بان چیده است
 بعد چند روز که بمن صحبت جناب مبارک خلعت نر ایل
 میشد پیش خود بطاحه می گذر شدند الله بشارت این را

تصرفات طریقہ از ارتقاء ذکر و در قلوب و تجویز احوال
 طالبان ہمت و توجہ خوارق و ذات کو مستعد کر دے
 ہو و چنانچہ زنی عرض نمود کہ دختر مرا جس نے اپنی بردار
 پر دہاند توجہ فرمائی کہ باز یہاں ہشتان مراقبہ نمود
 فرمودند بعد مغرب منتظر باقی ہو و نظر تو خواهد آمد همچنان
 واقع شد و جب مراقبہ پر رسید شد فرمودند از جناب لطف
 سبحانہ در غیبت مراقبہ عرض نمودم اگر توجہ و ہمت
 بنمائی موثر شود ہمہ برای احضار آن دختر کجکم با ایام ہفت
 گزہ ہمت کن موثر خواهد شد مخلصی را ہوائی معصیت
 تو است حضرت سید حاضر شدن زجر ملاوند از کتاف محفوظ
 ماند و وزن برای اخذ طریقہ آمدند کجی را یقین نمود
 صاحب حالات شریفہ گشت و دیم را فرمودند دل از عیب
 پاک کن تا دل قابل فیض الہی شود و سبحانہ اول بروب

خانه و کره همان طلب میفرمودند هر چه با ربای نسبت
 باطن منسوب میکرد و از ربان اینها در آن سرایت
 در طعام حضرت فواید کرم خان رحمة الله علیه از اولاد
 حضرت شاه نقشبند خلیفه حضرت ایشان محمد معصوم
 اسراف زیاد و از خوردن و کاوان ایشان که شیر و روغن
 آنها بخوردند بجای گیاه کلهای بخوردند شیر و روغن بهم
 خوشبوی شد لیکن بپرکت باطن ایشان ظلمات اسراف
 بدل نورش بود اگر گاهی بترک طعامی میفرستادند
 و خورده میشد آنقدر نور و باطن می آمد که کوبادور کعت
 ناز خوانم شمع میفرمودند او رنگ زیب پادشاه اند
 ایشان پرسید که عمر شما چند سال است فرمودند سی سال
 هر قدر که خدمت مرشد خود بودم ام زندگی و عمرهاست
 باقی عمر فارسی است است او قیات همان بود که با یار است

باقی

باقی همه بجای صلی و نجبری بوده میفرمودند در حالات و
 کیفیات و ابواب قدم و متجاوزان بنقیر بقیه بسیار وقت
 وقت اشغال نواب کرم خان کلاه حضرت نواب احمد
 رحمة الله علیه بر سر ایشان نهادند فرمودند کلاه بر سر
 حضرت محمد معصوم بیاید اگر چه ابواب حضرت خواجده
 ازین کلاه فایض شد لیکه میخواهم در نور پیر و ستیگر خود
 استغراقی یافته باجهان بروم پس کلاه مبارک حضرت
 ایشان محمد معصوم بر سر خود نهاده نقل کردند رحمة الله
 علیهم السلام این فقیر ناشی را از ابواب پیر و مرشد خود سیر
 داشته در شاهن خود بداد دو این بیت ابن سینا برده
 مصحف کتب پاره و درج بدو با یک اجل خنده زمان
 پرون شده نقد عالی این شرح ناخیر کرده اند با جمله کی لات
 حضرت سید معذور بیان نیست صبره توکل و رضا

و تسلیم و حضور و نسبت یادداشت حضرت شاه نقشبند
 در صحبت بها کرد. مقامس ایشان حاصل بود حضرت شاه
 میفرمودند زیاده از هزار کس از حضرت سید استغاثه
 کرده اند و ذکر و شافل و صاحب حضور و گاهی بعضی
 از نسبتهای عالیته احمدیه سرشار بودند از آنجمله حضرت
 میر سلطان و حضرت نواب سید حسنت خان و حضرت
 مولوی محمد باقر جمال فیر سید مهربان بودند حضرت شاه
 بخش رحمة الله علیه می گفتند یکبار در بازار بودیم تمام بازار
 نوزانی شد دیدیم که حضرت سید سوان ازین راه میگذشت
 انوار ایشان بازار را نورانی ساخته است در خانه ایشان
 رفیقیم همه شب ایشان نقره و قطیر از انوار و کیفیات
 بهره بر بود حضرت ایشان ما میفرمودند افسوس که عزیزان
 حضرت سید را ندیدند اگر میدیدند ایمان بقدرت کامله

حضرت

حضرت حق سبحانه که این چنین اکابر را افزین است تمام
 میگردند نماید از حوال و شمال و مساوات و تاثیرات
 صحت و توجه و لغمان و حضور و شهود و استقامت که
 موفقی کرامت است همه موافق کتاب و سنت در شدند
 محمد ثمان را که شغل بروایت قول و فعل پیغمبر خدا دارند
 سخالی ناپسند گفته اند در اصحاب و اهل حدیث زرق برده
 پیغمبر خداست اگر این اکابر را نیز در متابعت مثل صحاب
 کرام گویند جا دارد سبحان الله اگر بصحبت حبیب خدا
 صلی الله علیه و سلم رسیدیم الحمد لله که بصحبت این چنین
 مقربان بارگاه الهی سعادت حاصل شد وفات ایشان
 در سنه هزار و صد و سی و پنج هجری یا زوایم ذوالقعدة
 فصل در رسیدن حضرت ایشان بخدمت سادات
 حضرت سید نور محمد بدوانی رحمه الله علیهما و بیان آن

حاصل کردند میفرمودند جاوید عنایت الهی سبحانه و تعالی
 کلمات جناب حضرت سید بخدمت ایشان مشرف ساخت
 عنایت بسیار نمودند فرمودند پیش ما جز در این معنی
 کردیم بجهت استفادہ فرمودند نزدیک تر نشیند اگر چه
 عادت ایشان نبود که بی استخوان کسی را طریقه فرمایند
 معلوم نیست که از عیب بر دل مبارک چه رخنه کند
 منع را قبول نمودند بی تامل کسی را چه کردند و همین
 لطایف عالم امر جاری شد این از خصایص ایشان بود
 که بیگانه توجه شریف همه لطایف و اگر پیشرو ازین عالم
 حضرت ایشان را از این جهت حاصل است که بیگانه توجه نظر
 طالبان عالم جاری شود و دل آید که احوالی علم و طریقه
 ایشان تحقیق باستی کرد و در دل اندیشه درود مبارک
 فردای امر و سعادتی افروز آید و بدین صورت با سعادت

و بیست مبارک ایشان بر این بود ایشان از بس کثرت
 مراقبه در شب بر یک منی داشتند پیش ما نیز گریه یا خم سست
 بس الشرام محبت مبارک کردیم تلقین ذکر و مراقبه فرمود
 جمعیتی در باطن پیدا شد در چند روز توجه و جذب است
 داد و اراده کثیره که از او وجود عدم گویند در گرفت اول
 لطافت زرد و سرخ و سپید بسیار و بنظر ظاهر شدن
 گرفت و کشف معنیات و عالم ارواح و کشف قبور خطرات
 کشف مراتب قرب حاصل شد سبحان الله زهی
 تصرف و تعلیقات محبت سر توحید و شرح شد پرتوهای
 در اضطراب قلبی غالب آمد و راهی بنمود که دل آسایش
 نماید در صحرا سر و پا برهنه می کشتم خواب و خور مانند
 آه بقرار بیدار شد و از پس غلبه توحید همه چیز از بر تو
 از دست بکلی بگویی در آمد درخت و سنگ را در بر

تنگ میگردیم و گریه می کردیم ذوق و شوق و ناله و ولوله
 و سستی و استغراق و بختجودی نقد وقت کردید یکبار
 نوزیه محیط اشیا است ظاهر شد ممکنات را مانند امواج
 دران نوزیا فتم چنانچه حضرت شیخ فخرالدین عراقی فرموده
 است زوریا موج کونا کون برآمد نوزی چون
 چون برآمد درستم که مگر صقیقه الامه منکشف است الهام
 بدل رسید که ذات پاک از تعینات مبرست در آینه
 نور و شعشان و قرص آفتاب می نماید و حرارت آفتاب
 دران سرایت کرده است اگر آینه اما الشرق بگوید از
 غلبه نور سعد درست یک جرم آینه باقی است در
 شعشان نور بستور شام جام و می رایگی یافتن از سر است
 نه در واقع بس بعد چندی از ان غبارت بگردستی
 راحتی درست داد و در خلق و خالق استیاری پدید آمد

و آن شورشها باطنان رسید و ذوق و شوق به یزید کی تبدیل
 یافت بخدمت حضرت سید درمن که دیم و بودند این
 یزید کی بسیار کیا و جلال آن کیفیتهای با ذوق کجا توجه بر لطیفه
 نفس شما شروع کرده ایم این اطنان و طمانیت اینست
 و سیر بر لطیفه حالات دیگر است قلت تهذیب لطایف
 اربعه روح و سر و خنی و اخنی در ضمن سیر لطیفه قلب
 و لطیفه نفس هم میشود توجه و جذب و استمداد که طریقه
 حضرت خواجہ نقشبند است درین لطایف نیز پیدا میکند
 تصیفه قلب از فطرت و تعلق بغیر و تزکیه نفس از زرایع
 ضروری است بسبب کثرت ذکر دل را جذبات سیر بر راما
 علوی که در سیر این لطایف اربعه مقرر است بدون تهذیب
 هر یک جدا جدا واضح نمیشود و در سیر لطیفه قلب اسرار و حود
 وجودی و در سیر لطیفه روح سلب صفات از خود و

آن بحق سبحانه و در سیر لطیفه سیر اصمحلان ذات در ذات
 حق سبحانه و در سیر لطیفه سخن تقدیر جناب کبریا از جمیع
 نظامه و در سیر لطیفه اخفی شکت با خلاق الهی هر که حضرت
 حق بنواز و واضح خواهد شد این کار دولت است
 کنون تا کرار رسد میفرمودند زمین توجیه و تسلیم حضرت
 در چندی احوال دیگر فایض شد و استهلاک و اصمحلان
 زکرت و در و انوار حقیقت ما را در گرفت و جو در توان
 وجود خود را بر تو هستی حق سبحانه و توابع آن در ما نم
 قنای نفس و زوال عین و اثر و شرح صدر و اسلام
 حقیقی که عبارت از رفع چون و چرا و رضا بقضا است
 میسر شد زریل بجا بد کشت آنچه نظری بودید
 شد و پسند لالی کشتی کشت توحید شهودی که دیدن
 و انورد و کیفیات که در سیر این دو لطیفه و شرح شرح بود

شکر در این کتاب در این باب
 انکسار و تقدیر و کشت
 و اسرار

در بیان نمی گنج قلم آنچه حضرت ^{ایشان} در سیر لطیفه قلب و لطیفه
 نفس بصفای استعداد خود و بین تربیت حضرت سید
 ماحل کردند همه کس را حاصل نمی شود جمعیت و حضور
 و جذبات و واردات و تغییرات در حالات پدید می آید
 و بآن ملاحظه اندازند انهم بسیار غنیمت است علم اسرار همه کس را
 نمی بخشند می فرمودند جناب مبارک حضرت سید بان
 حالات اجازت یقین طریقه خلافت که در حضرات مشایخ
 داشتند غایت فرمودند و کلاه مبارک خود بر سر این فقیر
 نهادند چه بر کتفها و چه راجهها که ازین غایت باریسید
 سبحان الله چهار سال بعد مت ایشان استعداده کردم
 باز بر مراد مبارک ایشان شش سال مراقبه و استغفار
 نمودیم رقیات کثیره در عرض و طول نسبت باطن مشاهده
 می کردم و بآن رقیات بزرگان این طریقه که کشف و شهود

داشتند شهادت میدادند پس جناب مبارک حضرت سید
 در واقعات کثر فرمودند و تاکیدات نمودند که پیش کدام
 بزرگ زرع استفاوه نمایند از قبور استفاوه معمول
 نیست و کلمات الهیه نهایی نذر دوی واسطه توجهات
 مرشدان و بی جذب عنایت حضرت سبحانه حاصل نمیشود
 هرگز آنچه این موهبت می یوازند مرشد متبع نیست
 مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم و صاحب سبتهای عالی
 اجدیه باشد در طریقه حضرت مجدد و لطایف بیان
 فرمودند و هر لطیفه ذاتی و فیضی و نوری جد است
 دورای سیر لطایف سیر بیات و عدانی که از بهند
 لطایف عشره حاصل شود در شام نموده اند و عالمی را بگو
 نعمات جدید خود از مقرابان حق سبحانه فرموده اند
 خراهم الله خیر الخراز پس تاکیدات جناب حضرت سید در

تلاش

تلاش مرشد از خاندان حضرت مجدد سی می کردیم نزد
 حضرت شاکش علیہ الرحمہ کہ از خلفای حضرت شیخ عبدالرحمن
 خلیفہ فان الرحمہ حضرت شیخ محمد سعید خلیفہ و عارف الصدق
 حضرت مجدد صاحب مقامات و درجات بودند و عالم
 و حافظ و مجود قرأت کلام اللہ حاجی الحرمین الشرفین کبار
 و صابر و مستوکل و قانع می گشتند بعد چار روز از اندیشه خوردن
 می آمد پوست و برک کہ در بازار افتاده می بود شبستہ
 بخوردند کہنہ کلیم سی سالہ در برداشتند کویا از قون حضرت
 شبلی و حضرت حبیب رضی اللہ عنہما عنہم در ترک و تجرید
 گاہی سماع می شنیدند گاہی نماز پنجگانت می شد فرمودند نماز
 پنج وقت شدن است و من از قیود بر این ام مرا منند
 و ارید بس پیش حضرت محمد زبیر خلیفہ و پیرہ حضرت حمید
 نقشبند خلیفہ حضرت ایشان محمد مصوم رستم ایشان

قلب از شاد بودند و همه را رحلت با ایشان بود و طایفه
 بسیار با ایشان رجوع داشتند از کثرت عبادت و نوافل
 و طاعات و اشاعه فیوض طریقه و تربیت طایمان و صفت
 نداشتند و بسیار قرآن مجید در ضلوع او این میخواندند بعد
 فراغت از توجهات بحال رجال بسیار وقت نیم شب خواب
 می کردند باز تجدید کرده مراقبه می کردند نماز فجر بجماعت
 خواندند تا اشراق مشغول به نسبت باطن می بودند باز تلاوت
 قرآن مجید نموده بعد چاشت قریب نیم روز قیلوله میفرمودند
 چهل بار سوخه یسین و چندین هزار کلمه طیبیه و ردد داشتند
 کسی در خواسته است که استغفار خود بین مبارک حضرت
 ربیاند فرمودند از کثرت اشتغال و طاعت فرصتی نداشتند
 حضرت خواجه محمد ناصرید استغاده از حضرت شاه گلشن
 و از حضرت محمد زین کمال و تکمیل طریقه رسیدند و حضرت

خواجہ ضیاء اللہ کہ تمام مال تجارت خود را در راه خدا داده و کلی
 سبب بپوریا چیدن بخدمت مبارک ایشان اعلیٰ از و آید
 از خلفای ایشان اند و خلفای ایشان بمقامات عالیہ
 رسیدند اند و رحمہ اللہ علیہ غنیات و الطاف کثیرہ فرمودند
 کہ شمار ما رسید نسبت باطنی با شما خوبست کہ در حضرت رسید
 رسیدن پر درخت این باید نمود برای حصول درجات قرب
 لغایت می نماید جای آقامت شما بسیار دور است ہر روز
 آمدن مستدر خواهد بود و مدار کسب فیوض بر صحبت و نورند
 خود حضرت عبد القادر را کہ از صحبت مبارک ایشان استفاد
 داشت فرمودند بملاقات چنین عزیزان رسیدہ باشد قلت
 مقامات و در طریقہ حضرت مجدد بسیار است اللہ بنا کر
 خواهد انعمانات را خود بخود و ہمب فرماید یک نظر بنام آ
 لوسل برشد در ظاہر ضرورت بس بخدمت استا خود

ایشان
 حضرت کی کہ زبیر

حضرت

حضرت شیخ الحدیث حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ حکایت
 استفادہ عرض دوم فصل در ذکر حضرت حاجی محمد افضل
 رحمۃ اللہ علیہ کہ در وقت خود امام الحدیث بودند حاجی ^{الحسن}
 معقول حضرت رسول النقیس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
 حاجی محمد افضل ده سال از حضرت حجۃ اللہ نقشبند ^{زود}
 سال از حضرت عبد اللہ استفادہ کرده نسبتاً
 عالیہ احمدیہ دانش شد خلافت از حضرت حجۃ اللہ نقشبند
 یافتہ تربیت طالبان طریقہ می نمودند جماعت کثیرہ از
 استفیدان توجہات ایشان بمقامات رسیدہ اند
 در علم ظاہر و باطن و حدیث و سنی گاہ یاد شدند شرق
 زیارت حرمین شریفین و زین شرف سور و عنایت حبیب ^{فدا}
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشید شاگردان بسیار دارند حضرت
 شاه ولی اللہ اول حدیث از ایشان پسند کرده اند یا

استند و تمیز
 کرده اند

از محمد

از محمد سولانا طاهر در مدینه منوره استناد هر حدیث
 کرده اند شیخ محمد اعظم از خلفای ایشان است گفت
 صحیح و و بدان صریح درشت بند اشغال حضرت محمد
 پذیرفت که منصب قطبیت باو مشق شد حضرت حاج
 ارشاد کردند که نزد ما این منصب با حضرت میرزا بان
 جانان رسید و کثرت رجوع طالبان بخدمت ایشان
 دلیل است برین منصب میفرمودند حضرت حاجی صاحب
 تقصیرات طالبان را با دلیل معقول میفرمودند این صفت
 ایشان فقر خست بار کرده ام در بیان همه کس کن
 ینک می گفتم نه در حق خود حسانات خود را قابل قبول
 نمی دانم عینت و اخلاص در عمل ضرور است در جواب
 که برای استفاده فیض باطن معروض داشته بود فرمودند
 اهدا تا شمارا کشف مقامات عطا فرموده است ما را کشف

نیست موافقت نخواهد شد بخدمت بزرگی دیگر استخوانها
 اگر چه حاجی صاحب تربیت نسبت باطن بنده بر خود گرفتار
 لیک از صحبت ایشان فیوض میرسید و در عرض نسبت
 باطن و سعی پیدا میشد ایشان پر صحبت فقیرانند میفرمودند
 روزی بخدمت حضرت حاجی صاحب رفتم بسیار مکرر
 و ناخوش بودم استغفار کردم فرمودند و در پیش از
 درویشان حضرت محمد زبیر آنرا اینجا مراقبه کردند گفتند
 آنچه داریم شما هم دارید حاجی صاحب از نسبت باطن ما
 ما تجریم که همه عمر در خدمت بزرگان اینچنان گذرانندیم
 زمین شریفین رفتم و در پس حدیث و علم نافع شغل داریم
 کدام گناه کردیم که نسبت باطن زایل شد عرض نمودم حضرت
 ماست نمائند نسبت باطن مبارک با دراک اینها نمی آید
 از خایت عافیت و حضرت مجدد فرموده اند مراستی و...

جدید رحمت کرده اند نزد و یکیت نزد یگان از ان روز
 نایند نسبت باطن حضرت شما همان نسبت غیر مدبر که اول
 ذوق و شوق می شناسند و بس فیوض جدید که بر حضرت
 مجدد و فایض شد از نسبتهای قرن اول است در غایت
 عنو و لطافت باز بجدت حضرت جاقط سعد اند که در
 رجوع آوریم مشیل در ذکر حضرت جاقط سعد اند که بر
 صحبت حضرت ایشان اند ایشان اثر ابله خلفای حضرت
 شیخ محمد صدیق خلیفه و خلف اصدق حضرت ایشان محمد
 معلوم اند سی سال استیفاوه نسبت باطن از ایشان کرده
 میفرمودند در واقع دیدیم که ادبیای کرام با استقبال
 و زیارت یکی از او یا میروند لکن که این بزرگ گیت گفتند
 حضرت شیخ احمد شبندی است اند تا ایشان بر
 جدید و نسبتهای دیگر نوشته است او یا بر زیارت ایشان

بر این اندکس باین واقعه دل مار با این طریقه عبت تو
 دست داد برای کسب سببهای طریقه احمدیه بابت حضرت
 محمد صلی الله علیه و آله و سلم و بالشرام محبت ذکر و مراقبه و توجه
 این طریقه اجتناب نمودیم تا سی سال آب خانقاه سمرقند
 ایشان بر سر آوردیم موی سوزن خدمت آب بر سر
 آوردن سوده شده و در موسم کربلا با حمد ابا و این فقیر را
 دستمال انداختند که ما چشم از کار رفت ابابین خدمت
 ایشان تمام بسیار جمع آمدند و دستمانه و خانقاه بسیار
 شدن و دل میخواستن بود بخردلی کار ساز غیر مانع و
 غیر و در این معرفت و محبت که بنایت حضرت پروردگار
 مرشدان خدمت است باینست فایده شد علی زانکه
 کسی بخدمت مبارک ایشان عرض نمود که دست که بنام
 حضرت سید حسن رسول نماز محمد صلی الله علیه و آله زیارت رسول

صلی الله علیه و آله

صلی الله علیه و سلم حاصل شد ایشان فرمودند اگر ما خود هم
 دو دو بار شرف زیارت حاصل شود و جواب خان
 فیروز جنگ اجراری پدر خازالدین خان عماد الملک
 از مریدان ایشان بود التماس شرف زیارت رسول خدا
 نمودند پذیرا شد و بتوجه ایشان زیارت حسب شرف
 شد صد ربه نیاز مقرر کردند باز بجواب رفت باز با
 سعادت مشرف شد صد ربه دیگر نیاز مقرر کردند
 پنج آنچه در جواب دین بود بحضور مبارک عرض نمودند
 دو ربه شکرانه این نعمت مقصود پیش نهاد فرمودند
 دیگر کیست گفت بردهی حضرت بی بی ساجده داشتند
 فرمودند مقصود بتوجه ما حاصل شود و نیاز برای دیگران
 معنی ندارد و صد دیگر نیز کذا جمله جواب خان فیروز جنگ
 از مریدان حافظ سعادتند که استعاذت حضرت ایشان

مایه کرده است و در سپان در تجمیع بخواند و بعد نماز شراق
 بدربار محمد شاه میرفت نماز چاشت خواند و در سبب بخاری
 می شنید تمام مال را از کف میداد کسی را که از نوکری بر طرف
 می کرد و حساب یک کهری و دو کهری کرده خواه تمام میداد
 قلت نزدی روز حساب در پیش است طلاب بسیار کتبت
 مبارک حضرت حافظ صاحب جمع آمدند شاه صیغه آمدند
 نسبتی توسط از حساب ایشان کتب کرده اند و در حساب
 ایشان بسیار در بند قلت بسیار می نشستهای احمدیه نسبتی
 لطیف عالم میرست و در وسط آن نشستهای کمالات نشسته
 و درشهای سلوک از طریق حقایق صبیح فرموده اند حضرت
 مایه کرد و خواهد شد که باشد حضرت ایشان می فرمودند که
 ایشان ایشان در این بنام کردند و اولاد الهام شد قلت
 می تواند که افاده حضرت ایشان با مراد می است یا شانه

باین باشد که ایشان از مرادوان اند و تکمیل ایشان
 اسباب را چندان دخل نیست و ه سال نهدت مبارک
 ایشان با ستفاده رفتیم و در نسبت باطن عرضی پیدا شد
 و فیضهای یا قسیم لیکن در طول و طول نسبت ترقی نشد
 ایشان بسبب ضعف و کبر سن تو جهات کم می کردند
 درین طریق ترقی توجیه مرشد می شود و بعمل طالبان است
 در نسبت حاصل می کرد پس بنجدهت شیخ الشیوخ فها
 خلفای طریقه احمدیه حضرت محمد عابد رجوع نمودیم فصل
 در ذکر شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد رحمه الله علیه
 ایشان از خلفای شیخ عبدالاحد اند و نسبتهای حضرت
 مجد و از ایشان حاصل نموده عالم و عابد و زاهد کثیر العبادات
 بودند و در تهجد شصت بار سون بسین میخواندند ^{ثلاث} و در
 شب قیام می نمودند هزار بار نغمی و اثبات میت هزار

کلمه طیبه و وسیله قرآن مجید و در دو کلمات طیبات
 و ثوابی مدد داشتند و دست سبقت از علم نافع درس فرمودند
 باز اهلای انور نسبت در دلهای طالبان می نمودند که
 بخدمت ایشان مجبوس بسیار از طلاب منعقد شد زیاد
 از صد پس در صفت ایشان استفاوه می نمودند از کمال
 زهد و ورع گوشت و شیر و روغن ترک کرده بودند عالم
 سواری رعایا بنارت آورده بود تا پشت سال از گوشت
 و روغن و شیر و جرات هیچ نخوردند اکثر ترک و رخت تر
 بندی ساین زمان خویش می ساختند اگر میل شیر شد
 محاب را بخش کرده که ظرفین او ز غارت نباشد و تا
 جمیل روز صفت از خدای خورایش شیر نخوردند و هیچ قند
 و شایات هیچ سجانه و خنایات رسول خدا صلی الله علیه و آله
 و سلم بحال خود یافته اند میفرمودند پیش دل قارا میفرمودند

ازین عنایات تکلیفی حاصل شد میفرمودند روزی حضرت
 شیخ ارشاد نمودند اللہ تعالیٰ شب نسبتی و فیض نو ما را برت
 فرمود و آن ضیعت کبری است عرض کردیم انقدر شب
 باقی بود که این فیض قاص فایض شد فرمودند راست
 نقیذ شما ضمیمی ما سید قلت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق
 ضمیمی جناب رسول خدا بودند حضرت امیر خسرو ضمیمی سلطان
 المناجیح حضرت نظام الدین اولیا و حضرت فاضل الرحمن
 محمد سعید ضمیمی حضرت مجدد دینی اند تا لی بنهم بودند در
 حضرت ایشان در حق این کسرتین فرمودند تو ضمیمی ما بستی
 قلت این عنایت درصین حیات ایشان بود بعد اقبال
 انجناب من کجا و امرتہ کجا اگر بواسطہ ایشان غفو و مغفرت
 کنا مان شود مساوتی است سبب عظیم امیر المومنین حضرت
 عمر فاروق میفرمودند کاش با نچه در حضور رسول خدا تو ضمیمی

یافته ایم سبب اجر کرده و بعد آنحضرت حسنات و سیئات
 که عمل آنرا اگر برابر باشند عقیبت می شماریم بر این مبنی
 که داخل نشود بفرمودند میر علم الله از خلفای حضرت
 ایشان در خوابی دیدند که حضرات مشایخ حبشیه نسبت
 نقشندیکه از حضرت ایشان کتب کرده بودند از سینه
 ایشان کتب کرده اتفاقاً نسبت خود بر ایشان نموده
 باز مشایخ نقشندیکه آن مدارک آن کردند ایشانرا بجهت
 حضرت شیخ بر دیم و نمودند و تصرف مشایخ حبشیه
 آن است اما بزرگان نقشندیکه مدارک آن فرموده اند
 و همان نسبت بحال است اینجواب بحضرت شیخ عرفان کرده
 بودیم بی اظهار در یافتند حضرت ایشان بفرمودند که
 بنات ایشان حضرت شیخ و در کتابک تعالیم بدعوط
 داشتند روزی در مسجد و با عدند آنها پیرزاده بود مردم را

مرید سیرت از نسبتی که صوفیه از ارباب کمال دانسته اند تا
 بود و بدون نسبت باطن و تهذیب اخلاق و شایسته حضرت
 حق و قبله محبت و معرفت مرید گرفتن حرام گفته اند جناب
 مبارک حضرت شیخ کمال ادبی اطلاق و توجه نمودند
 بقضای که از خود کسین و پوستن بچی است و بقا نسبت
 مع انند مشرف شد روزی در مقبره شریف در
 فرمودند مرد های مقبره التماس فیض حق می نمایند ایشان
 کمال مقبره التفاتی نمودند همه اموات در فیض طین
 مبارک که در آنوقت ظهور نسبت عالیله بود استغراق
 هند کردند جناب مبارک ایشان عادتی داشتند
 هر که پیش ایشان می نشست یا او را میدیدند خصوصاً
 در روز جمعه که مردم بسیار جمع میشوند توجه بر آنها
 می نمودند میفرمودند ایشان اگر چه اثر توجه نیافته باشند

در قبر خواهند یافت کار با خداست از برکت توجه دل در
 می کرده و زرد دل ذاکر ایمان نرسود و فاطمه صدیقه حضرت زین
 میفرمودند جناب حضرت شیخ بنایت الهی بند را قبول
 نمودند و در حلقه و صحبت ذکر جا دادند آنچه از حضرت سید
 سب کرده بودیم آنرا پسلم داشته توجه بر فوق نمودند با
 صحبت ایشان بجمع مقامات طریقه مجددیه بتدریج مناسبت
 پیدا شد و از ده سال کسب انور صحبت مبارک ایشان
 کردیم سیر در مقامات کشف و وجدان دست میداد
 در هر مقام انوار و حالات دیگر ظاهری شد در نور شب
 و ظلو و غرض ترقی می کردند بس توجهات عالییه حضرت
 ظاهر و باطن خود را نور حق یافتیم هیچ دقیقه از طریق حضرت
 بدو نماند که بنایت ایشان حاصل شد باز تسلیک
 مقامات از سر نو بسیر مرادی فرمودند که آنچه عمل در

تخت

نیست محض توجهات شریفه ایشان آن سیر حاصل شد
 و قتی که بالنگات شریفه زبان لوطی بحقیقت محمدی
 صلی الله علیه و آله و سلم دست داد دیدیم که رسول خدا
 بجای بنی شریف دارند بنی مقابل نشسته باز دیدیم
 مقابل رسول خدا شریف دارند و بنی بجای خود
 باز دیدیم در هر دو جا صیب خدا شریف دارند صلی الله
 علیه و آله و سلم بس این حقیقت عالیه و انوار این
 در اتباع پسین پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم و سوره
 و توفیقی دست داد و ایمان بقایده اسلام پسین تمغایات
 حضرت مجدد قوی تر شد و همین است حاصل سیر
 و سلوک چنانچه حضرت خود به نقش بند در جواب شخصی که
 استفسار کرده بود حاصل مذکور و شیخی چیت همین
 فرمودند که استمدالی کشفی و نظری بدیهی کرد و رضی الله

عند معارف انبیا کرام علیهم السلام شرایع و عقاید اسلام
 نه امری و دیگر اسرار و توحید و راه و انج می گردونان
 مقاصد همین شرایع و عقاید اند و بس کار و ستمها از شریعت
 قلبی است نه مقصود حاصل نیست که اخلاص و سیر در راه کار
 و عبادت نقد و وقت شود و هدایت بصراط مستقیم است
 ترک در وقت پنجم خدا صلی الله علیه و سلم و اصحاب
 کرام رضی الله تعالی عنهم از معارف صوفیه هیچ مذکور نمود
 اقبال باختر و اغراض از دنیا و کمال اتباع و مرتبه احوال
 قوی داشتند و فرمودند شخصی از احوال اصحاب ایشان
 از جناب پرسید است که درین عزیزان کجا و کلمت
 نسبت باطن فرمودند مثل ایشان در اصحاب ماکسی است
 روزی زانوی بنام را بویسه دادند و آفتاب مقابل
 بیدار نشسته اند تفاوت نیست مگر بقوت و ضعف و قوت

ایشان شہزادہم رمضان المبارکیت قصہ جامع علوم ظاہر
 و باطن صاحب مقامات غلیہ و احوال سینہ محیی سنن نبویہ
 قیم طریقہ احمدیہ نظرش شفاء عمل قلبی صحبتش دوا می برائی
 معنوی توجہات او موصل مقام اندراج نہایت در بدرست
 خنایت او محصل درجات کمالات و ولایت الملقب بلسان
 حبیب اقدسیراجان جانان کہ تفضلات الہیہ شہادت
 طاہر و شہادت باطن کہ انحصول مرتبہ فنا فی اقدسیت
 فائز شہ اندیمین محبت سید اسادات حضرت سید نور محمد
 و حضرت شیخ اشیرخ محمد خابد طریقہ مجددیہ و مقامات
 و درجات آن کسب نمودند و بشرف صحبت حضرت حاج
 محمد افضل و حضرت حافظ سعد اللہ تقویت در انوار و
 برکات نسبت احمدیہ حاصل کردند بر سندان شاہ حضرت
 شاہ نقشبند و حضرت مجدد ششہ بارشا و طالبان خدا

برداشتند و بر القای نسبت حضور و جمعیت همت برکاشند
 پس ارباب طلب کسب فیوض الهی بخدمت ایشان رجوع
 آوردند استغراق حسی و صفا و لطافت نسبت باطنی را در او
 دست داد ایشان ختم المشایخ و در مفاصلی از بیطرفیه بودند امام
 المعرف حضرت شاه ولی الله رحمه الله علیه که کمال معرفت
 و کشف صحیح داشتند ایشان را قیم طریقه صوفیه ثنویان و خصوصاً
 نوشته اند حضرت حاجی محمد فاضل محدث الله ابادی در در
 دیدند که اسب سواری پنجم خدا با ایشان مرحمت کردند و شکر
 است که بیک ایشان اتباع سنت است بیک توجه
 شریف نظایف جاری بندگرتی سبانه می شد و جمعیت
 از خواطر حاصل می گشت جذبات قور و اظطار و حضور باطنها
 سرشار کیفیتهای ساخت قلقت اسرار توحید و قلب
 فایض می شود و حضرت خواجہ احرار نسبت توحید از ابا کرام

حاصل کرده اند و از حضرت سولانا یعقوب چرخمی که بحضرت
 خواجہ نقشبند اتساب دارند نسبت نقشبندی که آن حضرت
 و توجیه و یادداشت در کمال ورع و تقوی است نسبت کرده اند
 حضرت مجدد بیک نسبت نقشبندی مقرر فرموده اند که
 در آن نسبت منزلت اقدام بسیار است و از صراط مستقیم
 احتمال انحراف دارد و در اصحاب حضرت ایشان ما نسبت
 نقشبندی و نسبت حضرت مجدد در واجی داشت بعضی
 از اسرار توحید نیز خطی داشتند سبحان الله و بحمد تو
 حضرت ایشان در هر لطیفه و هر مقام انوار و توجیه و جذبات
 پدای شد در هر مقام کشف یا بوجدان صریح تغییرات پیدا
 بعضی کشف نداشتند بلکه تغییرات و حالات متفاوته و واضح
 نمی دانستند و الا طریقه صوفیه موقوف کرد و مردم با مثل
 با پستهای گویند نسبت جهل درین طریقه معمول است و بد

نوار اگر نباشد تغییرات حالات در هر مقام می یابند چهل نشت
 کشت انوار نباشد تا آنکه وجدان حالات ندرشته باشد دیدن
 انوار آفتاب کشف است و حرارت را یافتن و وجدان و وجدان
 حالات بهتر است از کشف که در کشف غلط هم می شود و در وجدان
 غلطی نیست بعضی را کشف ارواح بعضی را کشف قبور هم دست
 میداد و کس از مردم افغان غیبت حضرت ایشان کردند
 که مردم غیر شرع بشارت مقامات میفرمایند حضرت ایشان
 بخادم گفتند و کس در فلان جا نشسته غیبت می کند هر دو
 بیار هر دو را آورد و فرمودند شما غیبت مای کردید گفتند از
 نبی گفته ایم مردم بی شرع را بشارت مقامات که از
 می شود و در عقل نمی آید فرمودند هر که از اولیا مقرر کنند بر
 این بشارت و رفع شبهات امن روح او شهادت میدهد
 گفتند منبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم بفرماید این بشارت

صحیح است

صحیح است پس آند و عزیز و حضرت ایشان توجہ بروح
 مبارک پنہر فرماؤں و نذر روح مبارک مقدس پنہر خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف آورده فرمودند آنچه
 ایشان می گویند درست و درست است سبحان اللہ
 یبار حضرت محمد ابرار از خلفای حضرت ایشان
 بر مزار مبارک حضرت محمد محسن پر صحبت حضرت سید
 نشتر بودند و رعیت از ایشان پرسیدند کہ در
 بشارت حضرت میرزا صاحب چه میفرمایند از قبر
 مبارک بر این گفتند ہمہ صحیح جناب شیخ اشعری حضرت
 شیخ محمد عابد بایشان گفتند احوال فلان بزرگ بپند
 ایشان آنچه واضح شد معروض داشتند آنحضرت
 قبول نکرده گفتند شما را غلط افتاد اما باید دور فرود
 آنچه بر شما درین امر واضح گشته ہمہ صحیح است و کشف

دریافت ما خط شد روزی حضرت شیخ فرمودند معلوما
 و بشارت شما همه صحیح است اگر بگوئید بهر و نشان پیغمبر خدا
 سنی رند تیره و آله و سلم بشارت شما را سچیل نمانیم که همه
 صحیح است و در شاد و بکنید که در معلومات سیر از اجانبان
 نطق نیست سبحان الله ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
 شاد مغزالدین از اصحاب حضرت احمد خان که از راه
 قلعای حضرت محمد ز پیر بودند رحمه الله علیهم میگفت که
 پیر من مرا بخدمت حضرت ایشان فرستادند که احوال
 مغزالدین دانمچه در باب او گفته ام تصحیح آن بکنند حضرت
 ایشان فرمودند احوال باطن شما آنچه تحصیل کرده ^{همین} دیده
 وقت ظاهر میشود لیکن برای استیساط بدست روزیم
 خوابیم نمود بعد علم کو یاد از لوح محفوظ ثابت شده است
 و هیچ نفعی ندارد و بس مراقبه فرمودند و احوال بنی آنچه

از تجلیات و حالات و اسرار و انوار از پیر خود حاصل
 شن بجه بیان نمودند اما بعد سه روز حکم فرمودند که آنچه
 حضرت پیر شهابت فلان مقام گفته اند همه صحیح است
 قلت حضرت احمد خان علیه الرحمه نسبت قوی و توجیه
 رسا داشتند میفرمودند سلب تب و دق و دفع آب
 جن چندان کاری نیست یکبار تب محرق بقوت توجیه
 برداشتم بر درختی انداختند از حرارت تب سوخته
 شد و مریض صحت یافت قلت علامت صحت کشف
 و صدق بشارات حصول کیفیات و تیزرات پنهان در باطن
 مستفیدان است که در هر مقام احوال و کیفیات
 نیک در میآفتند و خطوط کامله نقد وقت در
 اندک آن فقیر حقیر در مانع را از برکات حضرت شایان
 خطی کامل عطا فرماید قریب دو صد پس را از اجازت تسلیم

طریقه داده باشند و زیاده از بیت پس مقامات عالی حضرت
 مجدد در محبت حضرت ایشان شرف شن اند بکلافت
 این طریقه ممتاز گردید بسیار پر محبت حضرت ایشان حضرت
 حافظ سعد الله در عمه امده علیه بافتخار فرمودند بمن صحبت
 و تربیت پیرما حضرت شیخ محمد صدیق پسر خود حضرت
 ایشان محمد معصوم که در بیان این فرزند فرموده اند ^{مجدد}
 از کار ایشان که انحصول جمیع نسبتهای حضرت مجدد است
 فراغت یافتیم ده کس به نسبت کمالات رسید باشند
 قلت بعضیه قلب و تزکیه نفس قابل اجازت تلقین ذکر
 و مراقبه میشود و حصول مقامات حضرت مجدد مرتبه ^{مقامات}
 حاصل ننماید و بعد وصول بان مقامات صدق این طریقه ^{صحیح}
 میشود و الله تعالی حضرت ایشان را در انقدر قوت شایک
 مقامات غایت فرموده بود که کمال طالبان توجهات

از سافت

از مسافت بعید می نمودند و ترقیات در باطن مستفیدین
 ظاهر میشد حضرت شاه یکبار در کابل بودند و توجهات از شام
 جهان آباد بکابل ایشان می کردند پس به نسبت آنجا نذر
 رسیدن خلافت یافتند سبحان الله تعالی تصرف حضرت
 ایشان بر بعضی از طالبان توجهات بطریق طفره می کردند
 هرگاه از کیفیات و انوار مقامی بهم می یافت توجه در مقام
 دیگر می نمودند اگر چه از مقام سافل خطی کامل نداشت میفرمودند
 که در مراقبه و خلوت و توجهات با ارواح مشایخ کبار رحمته
 علیم در هر مقام قوی و غرضی بهم خواهد رسانید قلت هر مقام
 از مقامات الهیه بنیاتی ندارد و نهایت کفشن در بان طالب که
 مقام را تمام کرده است باین عتبار است که درین وقت
 آنچه از کمال مقام حاصل نموده صورت تمام پیدا نموده است
 و الا قطع مقام و اتمام آن در عمر حضرت نوح علیه السلام هم

حاصل نمی شود سیه زحمتش غایتی در و نه سعدی را سخن پایانی
 ببرد نشسته بیست و نهمی و ذریا همچنان باقی است حالات هر تمام
 فصل در ذکر ترک و تجرید حضرت ایشان علیهم الرضوان ^{کنفران} و
 حضرت ایشان سال با در گوشه توکل نشسته هدایت طالبان
 می نمایند از دنیا و اهل آن اغراض در رند نواب محمدالدین خان
 پیغام محمد شاه پادشاه آورد که الله بگمارا ملکی عطا فرموده است
 آنچه منظور باشد از آن قبول نمایند فرمودند الله بگمارا میفرماید
 قل ساع الدنيا قلیل هفت اقصیم را قلیل فرموده هفتم حصه آن
 قلیل یک ولایت پیش شماست چه قدر است که بفر دست طمع با
 نوده نمایند بی از امر اسی هزار رده نذر آورد قبول نکردند گفت
 بخان تقسیم نمایند فرمودند ما تقسیم نداریم از اینجا بروید
 در راه بار باب حاجت تقسیم کنید تا بجای تقسیم خواهد شد نواب
 خان فیروز خلیف بدر فاضل الدین خان عماد الملک شانهاء و مسجد

و یوسیه قرابت برای معاشی طرأ مقرر ساخته عرض نمودند پذیرا شدند
 فرمودند ما شمارا احسن سیدانیم امروز در ما فیم بمنش هم مسبتید
 نزدکیت تدبیر آن ضرور میگوید منیت که تا شب حیات وفا کند
 یا کند رزق بوفی هر روز میرسد در حالت شدت که پسنگی
 برک در حمان بخوردند در سیر ما کهنه بوری بر خودی چندانند که با
 حیات خفیف تر است طعام اهل دنیا نمی خوردند که درین وقت
 شبهاست بسیار رواج یافته بنان و سنگ و سرکه قناعت نمودند
 این قدر اگر ظلمتی داشته باشد بسیار کمتر است قلت
 بروزی بودیم نانی کفاف میسالی بود کهنه دلقی پسندید
 مقلب رضا و شوق بقا حاصل زندگی است اهل محبت را اللهم ادر
 قلت مقلب با بر نانی بمل و پیشه اگر تا سه روز صبر نتواند کرد
 با اهل و عیال ضعفا باعث نشوند از بزرگان مرویت سیدان ^{مطابقه}
 حضرت حبشید بنیادی رحمه الله علیه بوقت چاشت بلند

بر دوکان میرفتند و دوکان بسته نماند و اهل بسیار میکردند
 بعد نماز ظهر دوکان یکتا دهند در اول عصر شامی در نمازگاه خود
 این صحبت ذکر و علم میداشتند حضرت خواجه ابوالحسن کورک
 که از ائمه صوفیه اند بر همین طریقه مواظبت میفرمودند و ریاضت
 اسباب می نمودند بعد ادای بنوافل عبادت پشته مساش
 بقدر ضرورت میکردند سبحان الله دست بکار دل بسیار
 معمول بزرگان است معنای آیه شریفه رجال لا یطمئنون
 تجارت و لایح عن ذکر الله قلت درویشی بطلب است
 برخواستند ادای دادن مهمت صحبت ما را بانی فرود
 نلت بضرورت هر که بطلب قوت برخواست است نام نقر
 از و برخواست هر حرف بقران منی دار و قافله قاف
 بفاعت یار یار در بر یا خست اگر باین استقامت نماید
 قافل قاف قرب یاری در رحمت در دیده میکرد و الا قاف^{فضیله}

قاف قهر بایس راز سوای می شود معاذ الله اہم بر عتک استغیت
 آنچه موجب رضای حق باشد بدو را در کارهای مکر خیار باید نمود
 اسباب و سابط حق اند سبحانہ من بنی بظہور صدق و عدل
 حق سبحانہ در خلوت نشسته ام پیشہ من کلدای بر در کرم کار
 ساز است عم نوالہ کسی را بقدرت کاملہ خود بی اسباب ہم
 حاجات روا میفرماید فضل حضرت ایشان ما در سلب امرشان
 توجہ و ہمت کاملہ داشتند میفرمودند مع دو اور در و در
 کجا بین تو سل بطریقہ حضرت خواہ نقش بند محض توجہ از اول
 امراض کردہ می شود و غلام مصطفی خان از خدام ایشان در
 تبع بود و قریبای او طلب ہمتی کردند فرمودند موت و حیات
 در اختیار الہی است سبحانہ مگر توجہ مکر کہ تو چہ میکنم خدا کند
 اثری ظاہر شود از مکان اقامت خود بر مسافت چند علم
 توجہ بحال او نمودند کہ بیا جان رفتہ باز آمد بر خوارست و نشست

ظہور صدق و عدل

نادیری سخن کرده بان داد سخن داد خان گفت سلب مرض
 من کرده بر سستی انداخته سبک پار شد من شفا یافتم فلان
 زن چهار بود در خواب رفته سلب مرض او کردند صحیح و سالم
 و در میراثی از چهار بود از مسافت بیرون توجه در سلب مرض
 او کردند نذر رسید که هنوز وقت شفا او نیامد است
 بعد دو سه روز نذر آمد که وقت صحت او رسید است توجه
 فرمودند شفا یافت باز چهار شد توجه نمودند در پیانند که پیش
 رسید است برای مغفرت گناهان او دعا کردند چشم
 پاشا و گفت الحمد للهِ الحمد لله توجه پر خود مغفور شدم و گناهان
 مرا آمرزیدند و بر رحمت حق سبحانه پوست و بهمت حضرت
 ایشان کارها رو میشد چنانچه زنی دامن ایشان گفت
 و تا که تقریبند که در خانه سپر تو اولاد خواهد شد دامن شامی
 گذارم ایشان نادیری مراقبه نموده فرمودند در خانه بسپرد

از خواب مدبر نشد

فرزند

فرزند میشود مبارک باد و اینچنان واقع شد محمد قاسم گفت برادر
 او را در بنارس پس قید کرده است مراقبه کرده در رشاد فرمود
 بفضل الہی نجات می یابد اینچنان شد در چندی خط او می آید
 پس محمد قاسم نوشت الحمد للہ کہ از قید نجات یافته ام
 حضرت ایشان بحال مخلصان عنایات کثیره داشتند
 در منامات اشارت و بشارت روای مهمات آنها منفر
 میفرمودند اللہ تعالی کار ساز بن کمان خود است اللہ
 بکاف عجب لیکن در عالم اسباب فیض او بمانه بصورت
 مرشد ظہوری نماید و کارهای مخلصان روایشود تا عقیدت
 قوی کرد و گاه اطلاع این معنی ہم می شود اکثر این باجرا معلوم
 نمی کرد و قلت یکبار حضرت عوث الا عظم متوجه قید نشسته
 بودند نعره مشکل شاکر دند کفش چوبین ایشان به پرواز آمد
 کسی را معذور است پیافار این احوال نشد بد چندی سوداگری

ان کفش چوین و هدیه نیازی آورد گفت قرآن بر قافله ما رفت
 رجوع بجایاب حضرت عوث الاظم کردیم از بود ایندو کفش
 چوین فرود آمد قرآن را چنان زدند که زخمی شد بگرختند
 و قافله سلامت ماند شخصی بزبانت حضرت خواجه نقش بند
 کرد و در یاد بود گفت بر دریا پناه و خشک پا بروم بر آب
 پناه داده از دریا بگذشت در راه آهوان را دید گفت خشک پا
 آهوان نرو او آمدند گفت طعامی کرم دل من بخور دیدی بر از
 طعام کرم پیدا شد وقتی که بخور حضرت خواجه رسید انما
 اوتی بکرم سوذای فلان از روزی که از خانه بر آمد نظر ما بر
 دست زیر پای تو ما نهادیم از درخت چاک پاکه شستی آهوان را ما
 آوردیم و یک بر از طعام کرم برای تو ما آوردیم سبحان الله
 و بحمده حضرت خواجه نقش بند سفر سوذای احوال تمام روی زمین
 ما را مانند ما من گشت دست منکف است رحمة الله علیه

حضرت ایشان میفرمودند شخصی از مکه منوره آمد گفت در
عرفات من یک مصراع شنوی خواندم مصراع دوم فراموش
بود قاطعا هر شن آن مصراع بیاد دادید همچنین والد حضرت
شاه ولی الله رحمه الله علیه مصراع از اشعار حضرت شیخ سعدی
خواندند مصراع دوم بیاد نبود حضرت شیخ سعدی تشریف
آوردند آن مصراع یاد دادند از ما و شما بهانه پساخته
میفرمودند غضب بسیار شده بود مردم را از آن ایذا رسید
مدها دادیم تا شدی غضب و ایذای مردم کم شد میفرمودند
غزیرا اول از اظهار نام خود در طریقه منع کردیم نام ما پیش
مردم نگویند پیران را دین ایم و احوال آنها را نشنیدیم
شرم می آید که باین عدم ییافت خود نام پیری بر خودیم
محمد رفیع پدر حضرت محمد حسیل صلی الله علیه و آله ایشان که طریقه
از حضرت ایشان ما داشت او را از اظهار نام خود منع کرده

بودند میفرمودند حضرت حافظ سجد الله رحمه الله از محمد صبح
 برسیدند طریقہ از کہ گرفته او انعام نمودہ گفت از بزرگان
 خود ما را این انعاما خوش آمد دل ما از و منحرف شد دیدیم
 از ما امیر المومنین ابو بکر صدیق دلہای پیران از و منحرف
 شد در دوسہ روز ہلاک شد معاذ اللہ شخصی طریقہ از حضرت
 ایشان کتب کردہ بود خود را با پای خود در فیض باطن مشہور
 ساخت میفرمودند ما را غیر ما آمدن کسی خوردن و شکر
 دیگری گفتن نہ از چہ شناسی است در حندی از غیرت بران
 ہلاک کردید حضرت ایشان گفتہ واقعات کونہ داشتند
 چنانکہ بلا شیم کہ از اجلہ خلفای حضرت ایشان است و وہ
 بار از ملک خود برای استفاوہ امن وقت رخصت فرمودند
 سال ملاقات ما بشما معلوم نمی شود و ہمداران سال زین عالم
 با آن عالم شریف بروند رحمۃ اللہ علیہم حضرت مولوی غلام

نوحی الدین بعد کسب طریقه از حضرت ایشان رخصت بولمن
 شدند ایشان فرمودند و یواری پیش مولوی بنظر آید غالب
 است که از راه برگشته آید و هم چنان شد عزیز گفت که
 من بسیار خوب صورت بودم بر قدم ایشان بوسه دادم
 ایشان بدو دست سر برابر داشتند بدلم گذشت که چهره
 مرا خوب صورت داشته بدو دست برداشته اند از
 می گفت که بعد سالها تقصیری از من رنج شدند کسی سفارش
 من کرد فرمودند او را یاد دینت با تهمت نمود که مرا خوب
 صورت داشته روی مرا از قدم برداشته اند ما را
 تقصیر عفو کردیم حالا باز مصدر حرکت چاشد الحمد للہ که بعد
 چندی عفو نمودند اظهار نخطره او بعد دو از ده سال کردند
 میفرمودند خطرات مردم را بهتر از نینها میدانیم بیک اظهار
 آن خوب نیست برده در بیت شخصی بعد از حال حضرت ایشان

سخت متأسف بود که ایشان تهنید مسامح من می کردند و حال
 چه خواهد شد ایشان در خواب او این فرمودند حالاً زیاد
 از آن تهنید خواهم نمود پس او را بسیار فراغت در پیش
 حاصل کردید شخصی عرض نمود که زن او را سخت در روز
 شرح اضطراری نماید فرمودند برو که اقدساً پرسی در خانه
 تو عطا فرمود و در خانه رفته دید که پسر پیدایش میفرمودند
 در واقعه دیدم که روح حضرت خواجه قطب الدین رومی
 عینه از فلان بزرگ و بجهت شرح است از کثرت رجوع باهل
 دنیا بان بزرگ الملوغ کردیم تا خوش شدند آخر از اثر غضب
 حضرت خواجه فرزند او بر دنیاچار بر مراد مبارک حضرت خواجه
 رفته عذر خواست و با ربط قوی پیدا کرد و میفرمودند بسیار
 زنی فاحشه غلط کرده ششتم تحت مغرب بود ثواب کلمه
 موافق حدیث شریف که اگر شخصی برای خود و یا برای دیگری

مفاد

هفتاد هزار بار کلمه طیبه بخواند مغفرت ظهوری نماید نام
 بخشیدیم مغفور گردید میفرمودند در نماز جماعت دیدیم
 که بچه پیش در فرجه که در جماعت گذاشته بودند در آن
 لعب می نماید ما را حدیث شریف یاد آمد در فرجه جماعت نماز
 شیطان می دراید مثل اولاد ارضان اچسن امورند که
 از حضرت ایشان ما بسیار مرویت کشف منیات که
 هائیک و ارواح با عجمان میدیدند و از واقعات خبر
 میدادند و اجابت دعا که بر تو معجزه پنجم است صلی علیه
 و آله و سلم از ایشان بسیار ظاهر میشد رحمة الله علیهم
 فصل آنچه در طریقه سفید است میفرمودند که پیران کبار را
 نموده اند دوام مراقبه و نهداشت خواطر و انظار فاضل از
 فیاض مرتبه وزارت میرساند و موجب تقویت نسبت
 باطنی کرد و دلها را با کیفیت مشور نمودن از مراقبه شود

از کثرت اسم ذات جذبه دست میدهد و از کثرت نفی و اثبات
 سلوک حاصل میشود و این ترک تعلقات و نفی خواطر و قطع مآ
 و ذکر تامل زبانه بشرط توجه بیدل و توجه بحضرت حق سبحانه
 و تعالی است و صحت الفاظ نیز فایده دارد و رعایت باریک
 در ذکر لازم است بعد چند بار گفتن خدا یا مقصود من گوی
 و رعایتی تو بخت خود و معرفت خود ده، ذکر اسم ذات
 و نفی و اثبات در سیر عالم امر موجب ترقی میشود و در سیر
 لطیف عالم خلق که عناصر شیشه باشند سوای عنصر خاک نماز
 نافله با طول قنوت ترقیات می بخشد و در سیر عنصر خاک که
 در اینجا بجای ذاتی دایمی وارد می شود تا آخر سلوک مقامات
 بعد از تلاوت قرآن مجید میهندس باشد و ترقیات می افزاید
 تا وقت بتدریج و رعایت قاعده اظهار و اخفا و بر مومن و
 و شد حسن صوت نسبت باطن را باطنی مرتبه قرب میرساند

و شهودی عجب می بخشد و در تلاوت هر آیه شریفه خطی علی علیه السلام
 اگر تکرار کند بصدق و نیاز و اگر تدبر در سنی دست و بد فواید
 عظیم میدارد و در تلاوت باری در باطن می افند و کما غلبه
 میکند قدرت سیر و سلوک در مقامات از حرکت عظمی است
 و از نظم مرتبه سافله بر مرتبه اعلی روند ^{بسیار} مشاغل مراقبه در قلب نمایند
 اینجا تجلی افعالی بر تومی اندازد باز مراقبه بحکیمات اسماء
 صفات که اصول بحکیمات افعالی است می نمایند باز مراقبه
 اصول این بحکیمات میکند تا آخر مراقبات در مقامات بسا
 این سیر و شایف شدن بحقیقات متنوعه همه در جامع است
 و آثار بر باطن ساکن ظهور می نماید نیت در طریق حضرت مجدد
 معمول و سلوک بفرمودند از کثرت در و دشنامات نیک
 و شرف زیارت پیمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم حاصل کرده
 از کثرت استغفار انجبار و صفا پیدا شود از لوثه بار و نج

طیبہ اولیاء فیض ما میرسد و زوح را قوتی مان دست مید
 از نسبت بزرگان چشمیہ کہ بچہ و سماع رعیت دارند ذوق
 و شوق و کرمی و در باطن منکاس می کرد و در نسبت حضرات
 قادر یہ صفا و لمسانی کہ لازم مرتبہ محبوبیت حضرت محبوب
 سبحی عوشت اعظم است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و را اینہ دل
 پر کرمی اندازد نسبت حضرات نقشبندیہ حضور جمعیت
 عطای فرماید در نسبت پران احمدی سنج و لطافت
 بسیار است نسبت سہروردیہ مناسب بہ نسبت نقشبندیہ
 و کبرویہ بذوق و شوق چشمیہ مناسب اند چنان کہ
 شہسوی حضرت مولانا جلال الدین رومی کبروی ^{حمید}
 علیہ پر از ذواق و شواق محبت و شورش و کرمی است
 رحمۃ اللہ علیہم ای محب کہ عوات قاضی الحاجات عم نور
 بواسطہ این اکابر رحمۃ اللہ علیہم چشم دارم کہ وہی ار

مرحومین قبول تو که در ساخته قطره بارانی را به تو از ما و ما
 کسی خاک راه شناود کویا کنی خاک راه تملطت باو یک
 معروف ک و تملطت باعدائک ما مجدد ک کمال محبت و
 معرفت این بن صنیف خود را مرحمت فرما و بر صاحب خود
 و رضای حبیب خود موافقی دارم فرمودند در هر ذکر کرامت
 نوری جدا و دعوت نهاده است بکثرت این ذکر کیفیت
 خاص پیدا می شود این همه ظهور حکم حضرت حق سبحانه
 که در پرده الفاظ کیفیات حالات را مخفی داشته در
 اینته اولهای طالبان منقلب پس میفرماید ادراک حالات موقوف
 بر صفای دل است که بصحبت بزرگان و دوام ذکر کرامت
 خواطر معنی می گردد و استعداد ظهور انوار و اسرار می شود
 در حدیث است فرمودند پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم اگر شما
 آنچه از من و از ذکر حاصل شود دوام پذیرد ملائکه با شما

معا فحی تمانید در حدیث آن حضرت خطبه نبی است امیر المؤمنین
 حضرت ابوبکر صدیق گفتند من منافق شدم فرمودند چگونه
 گفتند هرگاه بجناب پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم برویم
 و آنحضرت مذکور بهشت دو دوزخ میفرماید گویا با چشم سر
 می بینم قلت علما گویند بهشت دو دوزخ عیان می شود قلت
 شهود حضرت حق سبحانه گویا چشم سر میشود گفت هرگاه بخانه
 می آیم و بیحال و امور خانه مشغول شویم در حال نمی ماند حضرت
 ابوبکر فرمودند حال ما هم چنین است پس بحضور آن گفته
 ما منافق شدیم فرمودند آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم چگونه است
 آنحال عرض نمودند حقیقت را پس فرمودند حال ساعت
 ساعت می باشد دوام ندرد و تا آخر حدیث میفرمودند برگاه
 ماه رمضان زرع و شعبان ظهور سنه نماید در نصف آن گویم
 هلال برکت و ابواب بدر می کرد و در غن رمضان مثل

در شان

و نشان بشود و جمعیت آنها در تمام سال می نماید چنانچه حضور
 حرمیت و توقیف روز جمعه در تمام هفت روز سراسر است
 می کند در شبهای و تر حالات عجمه وارد می شود و رگات
 ادای صوم ترک کذب و غیبت و لغو فرض است تاریخ ضایع
 نشود و قلت در عشره ذالجه خصوصاً از هشتم آن انوار و فیوض
 بسیار ظهور می نماید لهذا در اعتکاف این عشره مستحب است
 نزدیک صوفیه علیه عشره محرم که توجه دلها بجناب اهل
 بیت علیهم السلام میشود و دوازده روز ریح الاول و از هم
 ریح الثانی برکات و فیوض کثیره وارد میشود و میسر شوند
 برای معلوم نمودن مغیبات دل را باز خواطر نهد است زوده
 تطلع بعالم غیب در خلوتی تکرر باید نمود البته از مقصود و اثر
 خواهد یافت اما بعد دوسه بار علم باید کرد و برای حل مشکل
 مشکل در نظر داشته همت بکل آن باید کرد تا چند روز

در ازاله امراض سلب آن همت باید نمود تا دیری قلت
 برای شفای مریض شفای او در نظر داشته همت برکت
 او باید است صحیح خواهد شد همت در هر چه بسته شود در
 چندمی بوقوعی آید هر گاه توجه و حضور و جمع همت قوی
 کرد و قلت بزرگان این طریق محض همت و توجه کار کرده اند
 و منیبات را بعضای نسبت می یافتند و بر زیارت ارواح
 اکابر مشرف میشدند فضل اوقات حضرت ایشان مامور
 میشد حضرت شاه نقش بند بود پر درخت نسبت باطن
 بسیاری نمودند و در وظایف اعمال و ماکولات
 منظور میشدند ^{سید} یزید مقدم ^{سید} الیسر ^{سید} الاله پیغمبر خدا ^{سید} صلوات
 علیه و آله و سلم هر دو امر مختار شدند اسیر اجتناب نمودند
 و رشدت بجاهدات و ریاضات دوام و مورد طلبت نمی توانستند
 قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم احب الاعمال الی الله

ادوایها میفرمودند در نوبت شبهات بسیار رواج یافته
 تقوی و ورع بحال شده است اگر عمل بر خست و جایز کرده
 شود بسیار غنیمت است توسط در اعمال و ماکولات و
 دوام پرداخت نسبت باطن و اتباع سنن حضرت رسول خدا
 صلی الله علیه و آله و سلم طریقه شریفه حضرت شاه نقشبند است
 رضی الله تعالی عنهم فصل در فوایدیکه بر زبان مبارک حضرت
 ایشان مابقی گذشت رحمه الله علیه در رساله عقیده منفرست
 چنانچه محبت ائمه اطهار اعلیٰ عظام واجب است تعظیم اصحاب کرام
 رضی الله تعالی عنهم نیز فرض است این اکابر به بیخ قرآن مجید
 و احادیث نبوی صلی الله علیه و آله و سلم هدایت باسلام
 نموده اند و در ترویج دین و اسلام بیهمای موفور بجای آورده
 جان و مال در رضای حق سبحانه و رسول خدا صلی الله علیه
 و آله و سلم بسزوا فرموده اند باتفاق ید ایشان فی سبیل الله

اتفاق ذهب دیگران مثل احد نمیرسد الله تعالی این صفت
 مبارک رسول خود که پاک از لوث دنیا و غرض نفس و هوا
 بودند صلی الله علیه و آله و سلم یازانی برگزید که محبت خدا و رسول
 بر ایشان غالب بود و از اغراض دنییه نفسانیه بری بودند
 صلی الله علیه و آله و صحابه و بارک و سلم قرآن مجید و حدیث از
 مناجات ایشان پرست همه اصحاب الوالایا باب رسول خدا
 چشمه حکمت بودند و در فهم کتاب و سنت و رمای حق سبحانه
 رای صواب داشتند مخالفان قدر ایشان ندانسته و
 نفوس مقدسه اینها مثل نفوس خبیثه خود زکات شده زبان
 طعن در روزگرمند باین گمان بد که در باطن آن جانبازان صاب
 الهی دارند و الله لازم می آید که قرآن مجید و دین حمید
 که قرآن رساینم باشند و یعنی که بروایت کفار ثابت
 شود بر این چه اعماد هرگاه در صحبت پیغمبر گزینی که یال و جان

خدا کردند پیمان نشدند و خدا ایشان در این امر برید و پندیر شدت
 این تا نکرد این امید می مانند در راه خدا جهاد نکرد ایمان
 چنانچه باید بجای آورد ایم الیما و یا قل اللهم ثبنا علی حبک
 و حب عنک و حب اهل بیت و حب اصحابه رضی الله عنکم
 عنکم در عمل فروغ میفرمودند در اعمال متابعه فقه و حدیث
 ضرورت مقصوری در آن راه نیاید بنجات اخروی برکت
 هر که از مجتهدان اقتدا نماید بقرب حق سبحانه و تعالی
 اشغال از مذہبی بندگی چه فایز دارد مگر کسی که بتکریم و عقل
 رسانفهم قرآن و حدیث می نماید و نزد او رجحان مذہبی ثابت
 شده دلایل اهل مذہب ارببه در یافته دلیل قوی بر ترجیح
 دارد اشغال معدوم است لیکن روزی از حضرت فرمودند ما
 ما مورم باقیع رسول خدا صلی الله علیه و سلم در صورت نبوت
 حدیث صحیح تر و دوجرا باشد سلسله روایت حدیث میرسد

بنی معلوم که از خطا مامون است و حال روایت آن معلوم است
 و روایت فقه میرسد بجهت که خطایم می نمایند و حال روایت
 آن معلوم نیست بجهت که ما را بحدیث غایت کرده اند بیان
 آن نتوانیم نمود در حدیث قرآن مجید و علوم صوفیه در آنست
 باطن قوت می بخشد و الوار و اخلاق حسنه عطا می نماید و
 وفائت و توکل و رضا و تسلیم از ان می افزاید مطالعه مکتوبات
 شریعت بحد در صحیح عقاید و تصحیح بدقیقات و علوم صوفیه غلبه
 می بخشد در عقیده با و یا رحمة الله علیه می فرمودند فضل تقی
 بر ما خیرین ثابت است از جهت یقین و ترتیب است و ی
 نیامین آن اگر بر نیاید نمود و ما خیرین را بر سایرین عقاید
 فضل نباید کرد و مکر مغلوب محبت مسذوره است و در سپاه
 توحید می فرمودند مشرب وحدت وجود در ما خیرین شیوع
 یافته بر ترک آداب شریعت باو شکر دین این از کمال

ناقصی است

نافی است قدام سخن بر مزدایا نمودند و بر شریعت استقامت
 داشتند و فرمودند پس حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ^{رحمته}
 علیه قضا کرد مردم برای تعزیت آمدند تا جویشش فرمودند
 دیروز مرا می سخت تر پیش این بود تعزیت آن چرا نگارید
 وقت شب نماز سجد از من فوت شد، بود قلت صاحب
 قوت القلوب روایت نموده الناس قلیه الایمان اما توسن
 پنجم بس اتباع سنت سبب حیات و محبت قلبی است
 اللهم ارزقنا اتباع حیک المصطفی صلی الله علیه و آله و سلم هر
 از کثرت ذکر و غلوت و ترک و ریاضات این معرفت
 حاصل شود و علماء را بر او نیز انکار است بوجه و خیال و مراقبه همه
 اوست و بهم این معرفت بر خود غالب کردن و خود را بر
 گرفتن دور است از شرخ تاب الله علیهم شک نیست که این
 معرفت در سیر لطیفه قلب وارد میشود و مغلوب بسیار

تا بعد از آن اگر دستگیری لطف و فضل عام برسد معارف
 دیگر پیش می آید در مقصود بودن این معرفت اختلاف است
 ابوالکلام رکن الدین علاءالدوله رحمه الله علیه که برقیات
 کثیره در مراتب قرب نموده و بیان لطایف که در قدمها نمود
 کرده و علوم این لطایف را تفصیل و توضیح نموده برین معرفت
 انکار در دو در نفحات حضرت مولوی جامی مطارجات
 ایشان با عبدالرزاق کاشی درین مسئله مذکور است
 حضرت مجدد میفرمایند از والد ماجد خود که از خلفای حضرت
 شیخ عبدالقدوس اند رحمه الله علیه رسایل توحید خوانم
 برین معرفت علمی حاصل کرده بودیم بس شرف صحبت و تربیت
 شیخ المشایخ حضرت خواجه محمد باقی انعم غیاث شد و سرار
 توحید که حضرت ابن عربی آنرا بیان نموده اند سبب حقوق
 نسبت باطن بآن درجه معنی این معانی گردید و سخت نسلها

گردانید

کردانید بس ترقی از ان مرتبه واقع شد و علومی دیگر فایز
 و طریقہ جدید و رای طریق ستار قدم مرتبت کردید و
 و مرشد ما حضرت خواجہ قدس سرہ انرا مسلم داشتند از معرفت
 سابقہ هیچ اثری نماند معرفت دیگر حاصل شد و اظہور و حدیث
 شہود است در محالی مکملات در مرآت ظهور پر تو آفتاب
 و شعاعان او است و جرم آئینہ بر صرافت خود است
 چنان نیست کہ آفتاب و جرم مرآت یکی شود باشد و ظهور
 معرفت آئینہ در سیر لطایف فوقانی میشود و قلب خستہ
 خواجہ حافظ میفرماید عکس روی تو چو در آئینہ جام افتادہ
 عارف از خندہ می در طمع خام افتاد و شک نیست کہ
 مذہب حضرت ابن عربی و اتباع ایشان کہ توحید
 وجودیت و آن یکی یافتن ویکی دیدن هستی تن سیمانی
 در افراد و وجودات در سیر قلب واضح میشود و در سیر

لطیف فوقانی ظهور وحدت شهودیت که سبب حضرت
 بجد است و آن یکی دیدن شهود حضرت حق است در این
 مناسبات باینکه طریقه حضرت بجد سلوک می نمایند این
 بر دو معرفت را بوجدان کشف خود می یابند فاطمه
 در پناه ذکر میفرمودند ذکر هر گری و صراحت می بخشند
 باینکه برای گذر از وقت قلب حشمتی را کرده اند
 چیز متوسط ثابت می شود آواز قرأت پنجم خدا با بجز
 این سخن نماند حضرت ابوبکر صدیق را فرمودند اندکی بلند
 بخوانند و حضرت عمر را امر کردند اندکی آهسته بخوانند
 حضرت خوابه نقش بند ذکر خفیه حشمتی را کرده اند که
 از جهت برایت و هر وقت می نمود و عمل بفرمت او
 در سینه مانع میفرمودند سماع وقت قلب می آرد و وقت
 قلب طلب رست میفرماید پس سماع سبب نزول رحمت است

سماع عبارت از کلام سوزون و حسن صوت و آن
 هر دو امر سیاح و جلال آنها برای زیاده شوق و ذوق
 یابرای رنج افسردگی سماع می شنوند سماع دوا می
 دلنهای خرمین است اگر تداخل مخطورات شرعی و ملا
 و زمان و امار و دوزان نباشد خلوتی باشد عالی از
 همه ذکر و شاغل عمری در کسب از ذواق محبت سپرده
 و خطوط نفس ایشان مانع قلت حقوق نفس است که با کج
 قوام بدن تواند شد عادت داشته باشند همچنین
 عزیزان سرا و دارند سماع حسن صوت با سعالی از شاعر محبت
 و شوق حالات و وجد میفراید کریم و کرپان در و در ضراب
 طلب مطلوب و صیحه و نغره طریقه آنهاست بارک الله فیما
 عطا هم بعضی صحابه رضی الله تعالی عنهم کلمات نوزش در حق
 خود از زبان حبیب خدا شنیده نقل کرده اند معنی جمل یابریار است

سائب مضطرب را ہی در بر شدن بطلوب میخواند چرخ
 می نماید رقصی می برارد عی اللہ عنہم اینست در آداب فریدن
 حضرت ابو بکر سهروردی رحمہ اللہ گویند ہر گاہ امر بشنیدن
 مقرر و صدائیک صحابہ وارد شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بسیار خوش شدند و قوال را طلبیدند بگویند تسبیح حمد ^{اللہ}
 بعد ہی آنحضرت وجد کردند و در وی مبارک زردوش افتاد
 و از زبان کرد تقسیم فرمودند ہر زنا بت میت شیخ نہاب ^{الدین}
 رحمہ اللہ قبول کردند حق میت اینست کہ کلمات بجا
 دانی و ای کہ کمال طاہر آنحضرت مقتضی وجد متعارف میت
 در باب قلب با میت بعد خطبہا در رند و سماع کمال پیغمبر صلی
 علیہ وسلم نیز سد و اثری ندارد حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم و مدند کہ سماع در قرن اول نبود مسخران جائز دانستند
 در طریقہ خود معمول نفرمودند جنگی و نامی بخصورشان آوردند

گفتند

گفتند ما اینکار کنیم پیغمبر خدا و اصحاب کرام مکرر خوانند و از کار هم
 کنیم مشایخ سماع می شنوند قلت مدار نسبت حضرت نقشبند
 بر حضور و جمیعت و طمانیت است و این نظر اب سماع مخالف
 است مناسبت بطریقه انقش بندی ندارد و طریقه بعد از
 شعبه است از نقشبندی در اسماء قرآن مجید حالات نیک
 می باشد حسن صوت و جرن در تلاوت قرآن مجید شرط است
 در مجلس مبارک سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا
 رحمه الله علیه ملاهی هرگز نبود میفرمودند شرط است در سماع
 که مخطورات شرعی در میان نباشد همچنین است در قوای
 الفواید و سیر الاولیا میفرمودند حضرت ایشان که نسبت
 باطن در وجودیه عبارت از ظهور اسرار وجودی است و در
 شهودیه عبارت از دیدن شهود و واحد حقیقی مرادات
 کمالات قلت توجه و آگاهی که دل را از کثرت و مراقبه و

سجت بزرگان پیدا شود و از نسبت گویند بر گاه آن توبه جانت
 ستم را در گیرد و هم فوق نماید نسبت نقشبندی بسیار
 از نسبت در سینه جبر و اختیار میفرمودند که علمای اهل سنت
 و جماعت میفرمایند جبر مستقل است و نه اختیار مستقل است
 بین این که از آن تغییر ناپسب کرده اند نزد صوفیه که میگویند
 ممکنات برای تجلیات حضرت حق اند سبحانه و ربکمات
 الهیه تجلی است بسیار حضرت حق است سبحانه در دلهای
 بندگان بس باین ^{تجدد} اختیار پر توی از اختیار حضرت سبحانه
 در دلهای ما فیه اگر بر نفسی از قدرت و اختیار نسبت نمایند
 دور نیست در اختیار بسیار و رضا میفرمودند بزرگی بلا
 سخت مبتلا بود مثل بلای حضرت ایوب علیه السلام
 بیاد است در قره است گفت حالت ابتلا ظاهر است
 حاجت رسیدن ندارد لیکن مانند حضرت ایوب

علیه السلام

علیه السلام اضطراب و پشیمانی نکرده ام و گفته ام رب
 انی بسنی الضرب بس صبر این بزرگ زیاده از صبر منمیشد
 و صبر نمی است از ایمان بس ولی را فضل بر بی لازم است
 در جواب گفته اند که بی صبری عبارت از تکایت است
 غیر است و حضرت ایوب تکایت بنوی غیر نکرده اند
 بس اشکال دفع شد و بنحاطر مای آید که حضرت ایوب
 علیه السلام سالها بر بدای جسمانی و هلاک اولاد و اموال
 و تحقیر کفار صبر کردند چون دانستند که این بدای تضرخ
 و زاری رفع نمی شود و این دانستن مابوحی باشد یا تفرس
 و تضرخ که لازم بندگی است و مراد حضرت حق سبحان
 بس بیاس مرضی حق صبر را گذارشته بر ما که فوق
 صبر است ترقی کردند و زلفهار عجز و افتقار نمودند و بس
 بسنی الضرب است ارحم الراحمین و در صبر ایشان تصور

و دنیا که راضی بر او حق گردیدند لهذا شریف انا و جدناه
 در برابر ایشانند و الله اعلم میفرمودند این توجیه با مرضی
 شد شخصی از ممالکی بیجا داشت بخواب او را من فرمودند
 بپیر از صاحب چهار خاطر چراوری برو عذر بخواه ایشان
 بحال ما انقعات می نمایند پس این عذر خواست و این
 خواب بیان نمود میفرمودند از بزرگان دین سخنان در
 غلبه احوال سرزده است بر سخن را تا وی است اگر اکثر
 کلمات آنها موافق شرح باشند بعضی را توجیه باید نمود
 در کلام حضرت مجدد مبینهاست که تاویل معقول می شود
 بتمام المعنی نیز کلمات اند که استجا تاویل می نمایند مثل
 استوار عرش وید الله و غیرها و ضلک و صغوی و غیرها در
 ترم رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم این همه تاویل
 از ظاهری حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمہ اللہ

در زنگار

در انکار کلام ایشان نوشته اند و عالم را بر طعن و غیبت
 ایشان باعث سوء عقرا شده اگر مطالعه مکتوبات ایشان
 می کردند باید شیخ الشایخ حضرت محمد باقی قدس سره
 ملاقات ایشان می نمودند مگر کمالات جدید ایشان ندیده
 هرگز انکار نمی فرمودند قول حضرت شیخ محدث که شمارگان
 پر خود کردید هرگز ثابت نمی شود ایشان میفرمایند هر چه
 مرا حاصل شده همه بواسطه حضرت خواجه است قولم شما ب
 دینی نجیب حضرت عوث الا عظم که دیده نوشته دید که نزد
 ایشان ناقص بود نسبت نقصان نجیب حضرت عوث الا
 در هیچ کلام ایشان نیست اینهمه اقرار است از مشرکان شنیده
 بی تحقیق تحریر نموده اند حضرت مجدد نوشته اند که حضرت
 عوث الا عظم و واسطه فیض ولایت اند تا قیامت در عدد
 اهل بیت و اهل عظام اند سبحان الله این مدح حضرت

غوث الاعظم و رای فکر معرضان است قولهم در مقام عدلت
 بواسطه فردوسی از افراد است درین مرتبه ترقی و افزونی حاصل
 شد بلکه گوئیم بواسطه جمع است که ما سوزند بطلب صلوة ابراهیمی
 تمام است را داخل است در افزونی این مرتبه از بعضی کم از بعضی
 زیاده قولی ترفع توسط بعضی قابل اند اما بمسری نگردد شما
 بمسری سوی کنید سبحان الله ایشان صریح میفرمایند
 بمسری کفر است شرکت خادم است با مخدوم نیست حال
 بنما که چشم بسته اعتراض می نمایند غفر الله لهم این چنین هر
 اعتراض را جوابی هست نزد عقل و شرع میفرمودند پیران
 شبندی رحمه الله علیه و جزایم الله عنا جزا الجزا کمال در
 حصول حضور و توجه قلب و شمول نور ان تمام بدن را فرموده
 اند و این حضور و توجه بر تو از مرتبه احسان است که در حدیث است
 الاحسان ان تعبد ربک کانک راه و بحصول مرتبه احسان

کامل شود پیران مجددی رحمته الله علیه و افاض علینا سرور کرم
 در طریقه خود مقامات بسیار بیان نموده اند باین تفصیل که انسان
 مرکب از ده لطیفه است پنج از عالم امر قلب و روح و سر و خونی
 و اخنی و پنج از عالم خلق نفس و عناصر در رابعه اصول لطایف
 امر بر عرش مجید و اصول آن اصول در تجلیات صفات الهیه
 میفرمایند و فقای هر لطیفه بطهور تجلیاتی است که آن لطیفه این
 تجلیات ناشی شده اند و فقای نفس در ظهور تجلیات اصول
 آن تجلیات است و عناصر ششمه سوامی عنصر خاک را فقای در تجلیات
 جسمی الباطن فرسوده اند و عنصر خاک را خطنی از تجلیات ذرات
 پتیر از آن خطا کمالات بنوت می گویند قلت کمالات بنوت
 عبارت از ظهور تجلی ذاتی است و بنوت عبارت از شریع
 و احکام است که بوحی بر بنی می آید فرق است میان هر دو
 میفرمودند در کمالات بنوت و رسالت و کمالات الوالغرم

تا در سوک از بختی در اینی نصیبی کامل دست میدهد با بجز آنست
 ولایت و سه کمالات و هفت حقایق بیان کرده اند و این
 و ریات و کمالات و حقایق جمیع مستبمان این طریقه را باطل نیست
 لهذا اختلاف در حالات اینها ظاهر است قلت این مقامات
 فرزندان حضرت مجدد را حاصل شن بود و معلوم نیست که خلفا
 به این مقامات رسیده باشند و ازین اکتا بر در خلفای
 ایشان ان مقامات ظاهر شد حضرت مجدد در تسلیک مقامات
 در بسیاری نمودند که حالات و انوار و کیفیات و اسرار ^{جدید}
 یافته است چنانچه باید در باطنها رسوخی یابد اما فرزندان
 ایشان برای ترویج طریقه ^{جدید} سعی بسیار نمودند و عزیزان
 بدست بسیار باین مراتب رسیدن اشانغه این طریقه ^{جدید}
 مجدد فرموده اند الهی بقدر تک الکامنه و حجتک است در آن
 مقرر شد در مان راز این طریقه و فیوض این اکتا بر خطی و افرد ^{دینا}

و آخرت لذرائی فرما و اصحاب این مسکین را نیز از این مجلس
 در فواید که بسیار نافع است حضرت ایشان ما احتیاط باطل
 دنیا کم می کردند که انگا پس فاطر انبیا که در جمع بسیار
 و شتمانی می باشد دل را کند بسیار زدوان طمعت بعد دیگر
 یسر و خلوت دوست یووند و صفای وقت را که از نزد
 دست میدهد لازم میداشتمند مذکور مردم خبر به نکی نمی کردند
 بانیک بد زمانه کاری ندر شتمند تقظیم می نمودند علما و سادات را
 به هرگی موافق قدر او بسوگ میفرمودند از لغو و لایبی حشاش
 داشتند موافق شریعت پهل می آوردند میفرمودند آنچه خلاف
 شرع در اطوار مایا شد اطلاع باید نمود انحال ما موافق
 حدیث شریف یا روایتی فقہ است مذکور بود یا علیهم الرحمة
 همیشه بر زبان داشتند در توجه نسبت باطن خود استغراق
 می ورزیدند اگر بهرگی در نسبت باطن ذوق و جلالت

زان بود وقت دوام توجه بدل و توجه بچی سبحانه و مهند است
 خواطر فرض طریقت است و مدار قرب برانست و کثرت انوار
 اعمال مکه حمیت باطن میشود اگر چه کیفیت و ذوق نباشد
 علامت محبت بسیار مغلوب احوال نسبت بودند غلوت در
 انجمن داشتند کسی سخن در حضور ایشان ثوابت کرد بسیار
 در استغراق نسبت فعل شود بد ذوق و جلالت محبت
 شیرین کام بودند کوی مصری در دمان دارند بخورند شکر
 محبت داشتند که آن استغراق است در نسبت یادداشت
 لهذا کثرت عبادات از ایشان مروی است مگر افاضه
 طریق شریف که محبت شریف محض بان مصروف بود بدعوتها
 نرفتند که نیست صالحه و ورث کم مانع است بیفرسوزند که درین
 وقت تقوی کجاست عمل معنوی هم غنیمت است فلن قاضی
 فان مفتی عمای حنفیه نوشته است درین وقت حلال است که

مرادم مزاج نباشد علم نماند چهل شیوع یافته معالجات بنام گردیده
 منقاد الله سبحانه از جایی که شبیه قوی باشد و زر طعام از
 ضرورت ماورایین ظلمت سرایت نکند در محبت مشایخ خود
 راسخ بودند سفر سووند اگر دامن فایم و ترقی در صحبت حاصل
 می شود البته بلائیات او بروم هرگاه حضرت امام مهدی
 علیه السلام تشریف بیاورند با ارباب و اعیان بزیارت ایشان
 خواهم رفت قلت از زیارت مشایخ منظور حصول الهیارت
 ایشان است و تدقیقات علوم صوفیه چنین عزیزان نایاب
 شده اند بزیارت بنور پیران خود میرفتند که نواید بسیار
 دارد از تصفیه روح و ترقی نسبت باطن قلت بنده و قشنگ
 قوی داشت استفلا از زیارت مرادات مقدسه میکرد
 و کیفیات ناچند روز در خود می یافت حالاکه تا مسجد رفتن
 مستعد است این سعادت از کجا اللهم الرحمن برحمته و ارحمه
 تعالی

میں نہ ارم کہ تھو بجناب کیر ماری تو ارم انا مندوانا ایسے رتھون
 ایشان را بر بدل غیب و بدلا و نجی ملاقات میشد شخصی از ارباب
 شیر خورش، با محمد رفیع کہ از مخلصان ایشان بود ملاقات
 داشت حضرت ایشان با محمد رفیع فرمودند ما ملاقات او
 بخوایم کھنہ اگر باین ملاقات مشہور شوم زیبانی بنو خواہد
 رسید من در مقلد ایشان می آیم لیکن کسی مراند می پسند
 مقرر کرد کہ بر زمینهای مسجد جامع ملاقات نماید حضرت ایشان
 در وقت رفتن نماز با و مصافحہ کردند شہرتی یافت محمد رفیع
 گفت کہ ازین سبب بر تو بلا خواهد آمد صدقہ بدہ صدقہ بدہ
 و باین صدقہ از بلا محفوظ ماند بس خیمہ بر زیارت حضرت ایشان
 می آمد و آنچه میفرمودند بجائی آورد کجا را اورا فرمودند مہر قاضی
 لاہور برین شرط پس در کاست بلا مہور رفت و بنا کہ زمانہ
 مہر قاضی بران ثبت کرد اینہم آورد گفت دیر از ان جہت

شد کہ

شد که قاضی فراغت نداشت والا دوسه قدم بیرون می‌بایم
 سبحان الله یکبار زری برای نکاح ^{زنی} در کار بود گفت من
 می‌آرم در قلعه پادشاهی بخوابگاه محمد شاه پادشاه رفعت
 زری زیر بالین پادشاه هر شب می‌بهد و ندیج بار پاب
 حاجت نفقه می‌کردند آن زری را برداشت پادشاه رحیم
 شد گفت کیستی گفت من آنم که شفاعت من شمار از من
 گذر شد حکم شده بود این فاسق را بکشید پادشاه گفت
 زیاده طلب ناکفتم همین قدر بسند است یکبارگی از
 ابدال بخدمت حضرت ایشان آمد گفت امر کرده اند که
 شما پادشاهان طریق بکشید سوره اخلاص برای حفاظت
 نجیب خان بخوانند ایشان فرمودند از کجا می‌آیی گفت
 از حمیر و غایب شد حضرت ایشان فرمودند ما را معلوم
 است که قلب ارشاد کسیت و قلب بدر کدام است اما ظاهر منم

زینها سر از الهی اند اسرار مخفی می باید میفرمودند طیبانه شریفان
 تشکر شده بصورت ملاهی زاهد آمد گفت شما نخستین طریقه با ^{گفت}
 بفرمود چرا احتیاج کردید شما شاعران از کیفیتها اطلاع دارید گفتیم
 دل بدست خداست بهر طریقه که خواست ما را اراده و احوال ^{من}
 مرحمت فرمود و غایب شد میفرمودند بعضی از علما از ما پرسیدند
 که این طریقه چرا احتیاج نمودید گفتیم ما با اتباع این طریقه توفیق
 اتباع پیست زیاده یافتیم و با اتباع سنت انوار و کیفیات
 این طریقه می آفراید فالجمد علی ذک فضل در عجایب قدرت
 حضرت حق سبحانه میفرمودند طفل خرد ما هر بودم مرایا دار ^{است}
 در خانه مادر خست از ناری بود میونای آنرا برای حفاظت
 کشتهای سرخ پوشیده بودند میفرمودند ضمیر ما به طینت
 من از آنش محبت سرشته شوم مرایا دار است طفل بودم
 زنی حیل و خفا در خانه ما آمد چشم من بچشم او در آنجا شد و

دل

دل بستگی ره داد هر گاه می آید خوش میشدم و الا آب
 گریه بجای شیر خدای ما بود پنج پاله بودم عشق من شهو
 شد که این طفل مزاج عاشقانه دارد در جوانی با جوان
 زیبا شامیل محبت دست داد اتحادی بهم رسید او تب کرد
 مراتب گرفت و او خورد در تب او تخفیفی شد مرا نیز خفتی
 از تب حاصل گشت نیم شبی ماه تابان بود در خانه بند
 صورت مشالی او حاضر شد کلهها از کلبین که در صحن خانه بود
 چیده بر سر بریانها دو غایت شد صبح آن کلههای ز کلبین بیا
 بر سپر بود بجان اند میفرمودند و روشی عاشق زنی بود
 از طعن مردم بجان آنکه اراده خانه پدر نمود و در یابستی
 نسبت دایه او کفش او را بدریا انداخت و دیش که همراه
 بود گفت کفش مشوقه خود را از دریا بیرون آورد و کفش خود
 در دریا انداخت و در تلاش کفش مشوقه غرق شدن



بگانه پدر رفته بسیار مضطرب شد برکت و بختی در دریا نشسته
 برسد که در ویش کجا غرق شد بود بلاح نشان داد زن خود
 در دریا انداخت او را بعد چندین روز از دریا بیرون آوردند
 با درویش بکنار بود میفرمودند زنی در محیه درویشی در اندر
 و در لیا بود در ویش بیدین او دل از دست بداد زن در محفه
 نشسته بیرون رفت در ویش بالای درختی بر امن محفه زد
 چند آنکه دورتر میرفت در ویش بر درخت برتر میشد آخر
 بیفتاد و جان بداد زن بجای که رفته بود زودتر پتیا بانه پر کشت
 در کجه امن برسد در ویش کجا است جاش کفشد بر کوراو
 آمد و تا سف بنشست کور کجافت و بخورد در آمد هر دو هم
 اخوش عید بگر بخواب حدم رفتند میفرمودند منصب در
 تاشانی عاشق زنی بود زن خواست که در بیج شادی رود
 منع کردند پذیرفت و بر رفت عاشق دست زیر سر نهاد

از دین

آمد و بکین نشست و راندک زمانی بر دوزن از جمع شادی
 برکت شیند که اشق او مرده است نزدیک نفس او متفکر
 نشست در ساعی جان داد و میفرمودند طاه و پس عاشق
 بود بر زنی جمیله مردم او را طعن می کردند که یار طاه و پس
 روزی طاه و پس آمد و بنیدار او رقص می کرد زن میل
 گرم کرد گفت چشم خود پیش من بنه طاه و پس چشم پیش نهاد
 میل گرم در چشم او کرد که گوشت چشم دوم نیز پیش او طاه و پس
 چشم دوم پیش او رد میل گرم در چشم دیگر کرد طاه و پس متباهیا
 کرد و بر دوزن بعد یکدور روز با سفت و اندوه متباهیا کرد و بر
 میفرمودند شخصی فاخته تکار کرده فرج نمود پیران را زیر دیوار
 انداخت فاخته دوم حسن خاشاک بران پیران کرد که در ده از ده
 انگر سوزان آورد بران چشم خاشاک بگذشت پری مرده
 خود را در سوختن داد منصب در پیران پادشاه در مجاورت شما

بی گفت یکبار ناخوش شده تو بگفت منصب دور را غیرت گفت
 ای حضرت شما را تو گوید بیفکاد و بر داز شدت جوش غیرت
 می گفتند بیاملی ناپسند بود در قطع دوخت لباس با سکر در فصل
 اخیر با لجز سفر سووند یکبار بشرف زیارت رسول خدا صلی الله علیه
 و آله و سلم سعادت یافتیم در نماهی دیدیم که من برابر آنحضرت صلی الله
 علیه و آله و سلم در از خواب ام و اثر نفس مبارک بمن میرسد
 از چنین واقعه و چنین اثر تمام نور ششم چند روز حاجت خوردن
 پوشیدن ندم ششم پرسیدم یا رسول الله در این حضرت مجدد
 به میفرمایند فرمودند باین علوم و معارف دیگر در است کدیت
 آنچه از کلام ایشان یاد باشد بخوانید عرض کردم ایشان بگویند
 تمامند سجانه و راد الورا ثم و راد الورا بسیار خوش شدند و چنین
 بسیار فرمودند قلت یعنی ذات بچون متحد بکنن تو زنده شد هر چند
 از حقیقت امکان با وجوب خروج نماید کسی از رتبه و گفته است

استاد

شبانه بکوس اسما و صفات کرده در آینه عکس آفتاب تابان
 نه ذات خورشید در شان مالک و رب الارباب پست
 چه ممکن است رود در عین کی چنین ترین فلک شود و آدمی خدا
 حضرت خوابه حافظ میفرماید عکس روی تو چو در آینه عالم افتاد
 عارف از خنده می در طبع جام اقتاد میفرمودند بسیار رسول خدا
 را دیدیم بر نیل سوارند فرو و آسمان کفشد بیاید ما شما پیشانها بر اینم
 پسر نجو اطرنی آمد قلت هر که این جناب حضرت ایشان مانیازی
 بود البته زیارت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم شرف میزند
 نیازند حضرت ایشان بود می گفت من پیغمبر خدا را زیارت کردم
 شخصی در سفر همراه ایشان بود پنج راه بسیار کشید گفت این
 پنج سبب رحمت بر کمال من شد زیارت جناب پیغمبر خدا ^{صلی}
 علیه و آله و سلم سزاوارتر کردیم میفرمودند جناب شیخ اشعری
 شیخ محمد عابد برای پست و اجازت طریقه قادر به عرض کردیم

فرمودند مراتب بشیند شمارا با جازت این خاندان از خجاست
 به نمبرند اصلی الله علیه وسلم به یاب می نمایم بس خود تیر مرتبه
 نمودند در غیب دیدیم پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم با صحاب کرام
 و اولیاء عظام شریف دارند و حضرت شیخ برای اجازت قاری
 برای این فقر عرض می نمایند فرمودند بسید عبدالقادر کبوری
 بس نجیب حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه عرض کردند حضرت
 غوث الاعظم پیر انوار و بجا دم گفتند که ترک خلعت اجازت بیار
 از پسندس آورده با مرایشان بر کردن ما نهاد بس حضرت
 شیخ بنوع را فرمودند آداب بجا آید چشم کشاده اینما جبر عرض
 کردیم فرمودند تا بچنین دیدیم باین اجازت و خلعت ترک در
 بین مرقی یافتیم کفیات تاز فایض می شد الحمد لله می فرمودند
 یکبار احمد خان از خلفای محمد ز پر رحمة الله علیه ام گفتند در خواب
 دیدم ام که حضرت خواجه قطب الدین بشانکاج صیبه خود کردند شما را

فیض از ایشان خواهد رسید پس کیفیت و حالتی نیک از جناب مبارک
 ایشان در باطن بنوع فایض شد میفرمودند وقتی که کیفیت نسبت
 ایشان ظاهر شود و طبع خوشی می آید ذوق و شوق غلبه می نماید
 میفرمودند بنیابت الهی سبحانه از نسبت فاندان حضرت مجدد که
 جامع نسبتهای نقشبندی و قادری و چشتی است فایده بار آورده است
 و علما و فضلا نزد ما رسیدن فیوض باطن کسب می نمایند شکر انهم عنایت
 ایتمه سعد در بیان نیست لیک کمالات پنیایات حضرت حی شجانه
 نهایتی نذر و اگر بقیین داریم که از خدمت بزرگی زیاده ازین حاصل
 میشود بی بیج قصور و قهور بخدمت او حاضر شویم رباعی در راه خدا
 جمله ادب باید بود همتا جان باقیست در طلب باید بود در یاد دریا اگر
 بگویم بکامیت ریزنده کم باید کرد تشنه لب باید بود فضل در بیان اشغال
 حضرت ایشان ازین جهان فانی بآن جهان باقی چون عمر شریف بود
 هشتم رسید فرمودند اشغال تا نزدیک رسیدن است شهادت

در راه خدا جرات دارد و مال که پریم و طاقت بجای نداریم جواد
 بشرایط سیرت است الله تعالی بر همه چیز فادریست شب هفتم
 محرم الحرام جماعت راقصیان در وقت بخت خان در دولت
 خانه ایشان درآمدند پرسیدند که میرزا جان جانان نام
 شما هست فرمودند آری پس کوله طمانچه برایشان زدند
 قریب بدل خورد و افتادند شب دهم محرم وقت ناز غریبه
 امثال فرمودند رضی الله تعالی عنهم ورحمة الله علیهم
 ووسعته وجرایم الله سبحانه خیر الجزا غاشس حمید آمانت شهید
 بزنج وصال ایشان است نفس در ذکر غلغای حضرت ایشان
 بدائمه بتوجهات حضرت ایشان طالبان بسیار بحضور
 بیعت و جذبات و واردات و یادداشت رسیدند
 در نسبتهای حضرت بحد که در اینجا صفای و لطفان و
 اتصال با کیف دست میدهد بهم یافته نسبت توحید وجود

به حضرت خواجہ احمد از ابائی که ام خود درشته اند حضرت بعد
 از امو قوف نموده نسبت یادداشت که از حضرت شاه نشیند
 بحضرت خواجہ احمد از رسیدن از ارواح دادند که در آن
 اشراق و نور بسیار است و مشابیه است به نسبت اصحاب
 کرام رضی اللہ تعالی عنہم و بس مفید است بطالبان و در نسبت
 توحید احتمال ظهور خلاف شرح است بس اسرار توحید
 در خلفای حضرت ایشان کم ظاهر شد و تحقق بر تبه احیان
 و و بیع شمار خود در شدند و همین نسبت حضور و یادداشت
 تهذیب دل های نمودند جمعیت از خواطر و توجه حضرت حق
 بسیار غنیمت است مدار طریق بر اتباع سنت و توسط است
 در اعمال و ترک عادات و مالوفات و ریاضت و کثرت
 عبادت درین طریق معمول نیست و خوارق عادات از این
 عزیزان کم مردی است بهمت و توجه دلها را ذکر نمودن و سکینه

و محبت القافز بودن کرامات این مقربان بارگاه الهی است
 سبحانه اگر چه ولایت بدون مقامات عشرت توبه و انابت
 و مسروقتاعت و توکل و غیره حاصل نمیشود اما در طریقه حضرت
 شاه نقشبند خلاصه این مقامات مندرج است و مانند
 اصحاب کرام بسمت برتبه احسان و اتباع سنن مصطفی و انند
 حضرت قاضی ثناء الله در حقه الله علیه از اجله خلفای حضرت
 ایشان اند در نسب میر پسند بحضرت امیر المؤمنین عثمان
 رضی الله تعالی عنه عالم و فاضل و فقیه و محدث و مفسر در
 علوم صوفیه مهارت تام داشتند اول در طریقه حشیمیه بر
 دست شیخ ایشوخ حضرت شیخ محمد غابد مصافی محبت
 نمودند پاره از نسبت باطن کردند باز بر دست حضرت ایشان
 در نقشبندیه محبت کردند و مقامات این طریقه در اندک مدت
 رسیده خلافت و اجازت یقین طریقه یافتند میفرمودند

بیترده ساله بودم که از تکمیل علم و مقامات این طریقه فراغت
 یافتهم تعلم علم و کسب فیوض طریقی کردم و تاسی پنج پهل
 از وطن خود بخدمت آنحضرت شرف شده ام و آنحضرت در
 پائی بت امن بخانه فقیر شریف پیدا شد و استفادہ از
 صحبت مبارک می نمودم بحال من بسیار عنایت می فرمودند
 استدکامراری صایب در فقه و حدیث و تفسیر عطا فرمود
 است در علم لغت شاگردم استاد خود را و علوم دقیقه و منقحات
 فلاسفہ را تا بل مطالعہ در یافته ام درین علوم مراجعت
 یسما و نیت رسالہ سہمی با خد بلا قومی و دیگر رسالہ
 در فقه تالیف کرده ام و بعد آنحضرت تفسیری سہمی باسم
 منظری تالیف نموده ام جامع مذاهب اربعہ و احادیث
 و اقوال صوفیہ در آن درج ساخته ام ایشان کمترین قرآن
 مجید در تہجد و صدر کتہ ناز و طیفہ داشتند و در انفضال

قصایایک نامل میفرمودند در اوایل احوال خود زیارت حضرت
 عوث ثقفی و حضرت کبریا و لیا جلال الدین پانی تپی به خود
 مشرف شده و عنایت کثیره بحال خود دریافتند بعد از حال
 حضرت ایشان جناب عوث ثقفی تبعیض بر آنحضرت نزد
 ایشان شریف فرمادند سبحان اللہ ذات والا صفات
 حضرت قاضی ^{شاه} علیه الرحمه در علم و عمل و نسبت مجددی ایجاب
 از آیات الهی سبحانه نزدیک بنده در وقت ایشان کسی
 مثل ایشان بر روی زمین نبود و در کمالات ظاهر و باطن
 در اصحاب حضرت ایشان حدیثند رحمہ اللہ علیه
 بحال بنین بسیار عنایت بدیشان شده اصحاب حضرت ایشان
 را فرمودند ما و شما را تعظیم ایشان ضرورت است در محرد و
 و ترویج طریقت استقامت بر کمال در رند خرابم اللہ
 چون منی را اگر ام نماید فاکند علی دلک دوسه کس توجه

ایشان

ایشان به نسبت شریفیه رسیدن اند مثل علم و انضباط و
 مسلمانان بر ایشان بسیار غالب بود حضرت ایشان در
 حضرت شاه ^{شاه} اند فرمودند که در نسبت باطن ما و شما هیچ تفاوت
 نیست قاضی فضل الله برادر کلان ایشان تو جهات حضرت
 ایشان بقامات طریقه رسیده اند مولوی احمد احمد در
 حضرت قاضی شاه الله قاضی و حلقه از حضرت ایشان کسب
 نسبتهای طریقه کرده اند در اوقات کسب طریقه از صبح
 تا چاشت بلند مراقبه می نشستند و زیاده از سی هزار که
 بخوانند در ایام حفظ کلام الله است و دو سپاه هر روز
 تلاوت می کردند حضرت سیر عظیم الله از کبرائی خلقای
 حضرت ایشان اند به جمع بقامات طریقه مشرف گسندند در
 محبت با جناب شلی نه شدند بخدمت شیخ اسیر حضرت
 شیخ محمد عابد رسیدند استفاضه نمودند از قضی از راه

حضرات چشیده یافته اند عجب بخودی و از خود رفتگی در
حضرت ایشان در بیان ایشان میفرمودند که جلالاً شمارا حاجت ما

نمان است رحمه الله علیه حضرت شیخ محمد احسان علیه الرحمه

و الغفران از کمال خلفای حضرت ایشان اند معمور و محمود

کیفیات نسبت باطن بودند اگر چه در نسبت بجدویه بکر

یت مقتضای طینت ایشان بودی گفتند در اول عمر

در عینه سلطنت پیدا شد بر مزار سلطان المشایخ حضرت نظام

الدین ادبیا رحمه الله علیه که در بر آمد حاجات است

پا لبها برای این آرزو رفتم بس بدلم آمد که در وی نشانی

اختیار کنم که سلطان المشایخ باین منصب از فیض

درویشی رسید اند بخدمت درویشان بر رفتم گفتند ما

بخدمت حضرت سیر زرجان جانان بروید کاشاد کار شما پیش

ایشان است بدل بگیرم که ایشان شاعر با مردان سعادت

در نزد درویشی را چه دانند شکی بخواب دیدم ایشان شیر
 و برنج خورد و بقیه مرا عنایت فرمودند بس بخدمت ایشان
 رفتم و نمودند چنانکه سرگذشت عرض کردم که مردم برای
 آمدن بخدمت شما باعث شدند من گفتم ایشان شایعاً
 بوجوانان بسیار ملاقات دارند درویشی چه دانش
 نرمودند منظور چیست عرض کردم اگر چیزی از رفیقان
 دارید بمن عطا نمایند فرمودند مراقب چشم بستاند
 مراقبه نمودم توجه کردند از بس قوت تاثیر میاها نمودم
 که بان چاک بر سر خاک می غلطیدم بس بالشرام صحبت
 مبارک از نسبتهای عزیزان بهم بایامم فالحم اند شورشها
 بر من انجالب بود بطریقه طفره توجهات بر لطایف فواید
 نمودند طمانیت دست داد که در نسبت عالیله حضرت مجدد
 ایشان و صفا حاصل میشود در وقت سلوک طریقه شدت فقر

و فاقه بین بسیار رسیدند فاقه را بیفاقد میداشتم گفته چادر
 بود که بر سر دوش می انداختم بس آنحضرت اندکی اردو یک
 پراهنی خطا تو و ندیرکت آن شدت فاقه و برهنگی بر اوجت
 میداد شد در وقت نشسته ابدالی ایشان بهمت و توجه تو
 بر درون کوی نشسته که ابدایان درون مجله نیانداز
 صبح تا شام هیچ غارت کرد درون نیامد وقتی که ضعف ایشان
 در یافت مراقبه کند شد راه غارت کران بکش ایشان
 با اجتماع اسم ذات فخره های کردند شخصی گفت سلب مرض ماند
 بدایشان شنیدان این اسم مبارک بهوش شدند و من
 اورا جل شد حضرت شیخ محمد سیراز اولاد و ماجاد حضرت کج
 در رحمة اللہ علیہ از انزه خلقای انجناب اند بفقرو فاقه
 و تجرید حلقه ذکر و مراقبه می نمودند خواجہ عباد اللہ و
 جمال الدین از رسای ایشان بخدمت حضرت ایشان

ساوک نسبت باطن نموده اجازت یقین ذکر و مراقبه یافتند
 حضرت شاه رحمت الله از اجنه ثنای آنحضرت اند در رتبه
 و بگرد استقامت قوی در شدافت فاقه را کفایت میدا
 سرداران افتنان آرزوی نمودند که نقدی یارورینه
 قبول فرمایند با کثرت عیال پذیرائی کردند حقیقه ذکر و مراقبه
 و اشاعه طریقه احمدیه می نمودند در دل باقیض صحبت و حضور
 القای فرمودند حضرت سید مولوی نعیم الله علم تحصیل
 از جناب حاجی محمد افضل خوانم اند و علم قرآن مجید و
 تجوید قرأت از قاری عبدالغفور سند کرده و بقیض صحبت
 حضرت ایشان مایه نسبتهای حضرت محمد و قایل شده در
 علم و حلقه مراقبه می کردند برای اسماء کلام الله در رمضان
 المبارک نزد حضرت ایشان می آمدند آنحضرت میفرمودند
 که نمای خود بر چشم ما نهادن آید جزا کم الله جان ایشان

آنحضرت خود خوانده و ندری حسن فائمه حضرت مولوی علی
 بخش رحمته الله علیه از اولاد حضرت شیخ جلال نمان سیری
 رحمته الله علیه عالم و فاضل و حافظ قرآن یکصد از عبودان
 و خلفای حضرت ایشان بودند بمن تربیت آنحضرت سلوک
 طریقیه مجددیه بر کمال کردند و بدرس علم و در شاد نسبت با
 بطالبان اوقات معمور در شش در پاس امر آنحضرت ایشان
 رسید نفیم الله بسیار اهتمام می نمودند حضرت ایشان از
 راضی بودند گاهی امری خلاف مرضی مبارک ظاهر از
 شده باشد روزی که خبر واقعه ناکیر حضرت مولوی قلند
 بخش رسید فرمودند که بیا صد کس از یاران من مروند تا
 و انا ایله را بصون حضرت مولوی شاد الله سبلی رحمته الله علیه
 طریقیه از حضرت خواجه موسی خان همسیره حضرت ایشان
 در شش و کس نسبت فشنبدی مجددی از حضرت ایشان

نموده

نموده علم حدیث از امام المحدثین حضرت شامه ولی الله سند
 کرده افاضه یونین باطن و علم حدیث می نمودند ایشان
 میفرمودند یکبار طعامی تکلف از خانه امیری آمد طون
 و خوشبو بود نفس طمع کرد و نخوردم که شر الطعام لعام الله
 مگر آنکشی بآن رسانیدم پسیدم همه کیفیات باطن استوار
 شد بعد مدتها و تصرفات نسبت بحال شد یکبار روزینه
 ایشان از جای که شبهه قوی درشت مقرر شد بود شخصی
 بطعن گفت این چنین روزینه جایز نیست حضرت محمد حسان
 فرمودند که از شیشه حضرت مجدد سیل انوار نبستی می آید
 که همه کدورتها را میبرد و نوره زده پوشش افتادند و باین
 نوره و نام حضرت مجدد فیض فایض شد که تا چند کس در اینجا
 بودیم همه سرشار فیض حق گشتیم فال محمد حضرت مولوی محمد
 در صحت الله علیه از کبر از خلفا و اشرف اصحاب حضرت ایشان

بعد تحصیل علم طریقه از خلیفه محمد حسین خلیفه حضرت ایشان
 گرفته تا چهار سال کتب فیوض نقشبندی مجدی کرد تا کجا
 رسیدند اجازت خلافت میباشند و چندی تا چهل روز فاسق
 تا واقع صحبت داشته اند ایشان را در لکنور و بهرانج قوی
 پیدا شد طالبان اخذ طریقه کردند و جمعیت و حضور فایض
 شدند بعضی را اجازت تعلیم طریقه داده اند مولوی سرایه
 خلف همیشه حضرت مولوی قلندر بخش در اصحاب ایشان
 نمازند سه سال از حضرت ایشان ما استفاده کرده و سالها
 از صحبت و ایلد ما چند ستیغند بهر بس بخدمت حضرت مولوی
 نعیم الله کمال نسبت باطن پیدا کردند و خود را با ایشان منسوب
 میدانند می گفتند سالها از حضرت قاضی ثناء الله توجهات
 عایمانه گرفته ام ذات ایشان بسیار عنایت است یکی
 بخدمت ایشان برای حصول شرف زیارت بنمبرند ^{میلاد}

علیہ وآلہ وسلم عرض کرده اور امر اقبہ فرمودند خود نیز توجہ
 بروحانیت صیب فرمودند مشرف بزیارت شد شخصی
 بایشان عداوتی داشت بروح پرفورج امیرالمومنین عم که از
 از اولاد انجناب اند البتجا بدفع دشمن کردند بس تا بدرو
 انجناب تباہ شد بطایبان قضی میرسانند حضرت غلام
 نجی الدین عالم و حافظ و محدث تارک طالب حق سبحانی
 از اولاد حضرت عوث انقلین سخت بزرگ بودند باین بر
 و بخرید و با تکلفی می توان گفت از زمره جنیدیان اند
 حضرت مولوی باب الله استاد ایشان برای زیارت مزار
 مبارک حضرت عوث الاعظم خواستند به بغداد تشریف بردند
 جناب عوث پاک خواب ایشان آن کفتد و زند من غلام
 محی الدین پیش شما تعلم می نمایند دیدن او دیدن من است
 مردم ناواقف می گفتند ایشان پیش میرزا صاحب پرا

به استفادہ میروند میرزا صاحب پیش ایشان نمی آیند و کوی
 غلام محی الدین که بحال فخر بسیار مهربان بودند از محقق نسب
 پرستان گفتند از نسب محی میرزا صاحب پیدا و قیام
 به استفادہ بخدمت حضرت ایشان ما حاضر شدند فرمودند
 در شما وحشتی است شیخ وقت را به چند بعد از آن پیش
 ما خواهد آمد پس دو سال بزرگارت بزرگان وقت بر فقه
 باز بحضور حضرت ایشان رسید استفادہ نسبت باطن
 از طریقہ نقشبندیہ مجددیه کردند و بحال تکمیل رسیده
 خرقه خلافت یافتند میفرمودند وقت عصر که ما بایست
 شرف یافتیم شب خواب دیدم بزرگی سون و اوجی برآ
 ما بخواند بسیار خوش ندیم ایست که بعضی نسبتی
 دیگر فایز تویم بس بوطن رفته صحبت حلقه مراقبه داشته
 لطایبان حق سبحانه تعین طریقہ نقشبندیہ مجددیه میکردند

مدتی در وطن شریف دایم پیش جنبه شرقیه رشد و رخا
 ازین جهان رحمت باختره بردند رحمة اللہ علیہ حضرت مولانا
 غلام محی در نسب از سادات کبارند شجر بووند و حافظ کلام
 رساله بر جاشیه میرزا هد نوشتند اندیکار طلبه می آید کبد
 یکی بزرگان قادری از ادوات نموده خلافت اشکانان حاصل
 نمودند بحضور حضرت ایشان ما رسیدہ طریقه نقشبندیہ کسب
 نمودند و بخلافت خاندان نقشبندیہ مجددیہ قایم شده
 هدایت طالبان با این طریقی می کردند در بروی خلق بسته
 طریقی ذکر و مراقبه پیش گرفتند بامر حضرت ایشان ما رساله
 در جواب رساله حضرت شاه ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ کہ در
 تطبیق مذہب حضرت شیخ ابن عربی کہ امام قایلان بودہ
 وجودند با مذہب حضرت مجدد کہ قایل اند بوحث شہود
 کفر فرمودہ اند در کمال تائید و بلاغت تطبیق را مستعذر

داشته دفع آن نموده اند قلت معرفت توحید و جود وی آن
 مقامی ناشی است و معرفت توحید شهودی از مقام دیگر میاید
 در هر مقام کیفیات و الوار و حالات جدا جدا وارد میشود این
 اختلافات را می ساختن است بعد می نماید ایشان بلب مرتضی
 بزرگی توجه فرمودند مرض سنگینش شد برایشان افتاد و مرض
 شغایافت و ایشان بهمان مرض از نهمان فرستند رحمه الله علیه
 حضرت مولوی حکیم الله از مردم نیکاله تحصیل علوم نموده مطالعه
 مکتوبات شریف حضرت مجدد پیش گرفتند اکثر اوقات
 شغل نجوم ایشان می نمودند می گفتند مرا محبت قوی
 بخدمت ایشان دست داد و همین اشتغال بعلوم و سبب
 ایشان حضور و آگاهی بضررت حق سبحانه پدید آمدند و
 درشش اذکار و مراقبه بس بسیار از فائده قاضی طلحای خوار
 آن حضور و مفارقت شد متحیر شدم باری بخدمت حضرت

ایشان رسیدہ کسب نسبت باطن کردم و آنطور با حال شد
 و اعانت و خلافت بنام مرا محبت نمودند ایشان در وطن
 برجستی پیدا شد و تعظیم طرفہ پرور خستہ بندی کھشد کیا مرا
 مشکلی صعب پیش آمد اسباب حل آن نبود در خواب دیدم کہ
 دریای زفارس و من کشتی از کاغذ ساخته میخواہم کہ
 زہر بطرف مجری آب برسم و باد در نہایت تند می بوزد
 مرا خیرانی دزد گرفت کہ از دریا درین تند می باد گذشتن
 ممکن نیست کسی گفت سرس بنایت حضرت مجدد کہ کمال
 تو شامل است مشکل تو حل میشود وقت صبح مشکل صعب
 حل کردید سبحان اللہ قلت ان اولیاءہمست قدرارہ
 تیر جہتہ باز کرد اندر راہ حضرت مولوی عبدالحکیم و مولود
 عبدالحکیم از مردم بروان بجناب حضرت ایشان رسیدہ
 کسب انوار و حالات و کیفیات نسبت باطن نموده اجازت

یافته بوطن خود رفتند مولوی عبدالکریم مرید به لوی عبدالکریم
 پر درخت نسبت باطن خلوص کردند و ریاضات و عبادت
 پیش گرفتند ایشان از قبولی پدید شدند و طالبان طریق صحیح
 آمدند کرامات از ایشان ظاهر میشد کل ولایتی و ضوی ایشان
 شفای بیماران بود و غنای قلبی بر مرتبه دست داد که شایسته
 هزار روپیه نیاز قبول نکردند و کسیر ساخته و پر درخت
 رد فرمودند قاتل بیک کیمیای تراکم تعلیم که در کسیر
 در صنعت نیست و رو قاعت کرین که در عالم کیمیای
 از قاعت نیست حضرت میرسپین خان از اجیده طفا
 حضرت ایشان اند حضرت ایشان با حضرت میر علی اصغر
 تجارت می کردند میان محمد مراد سوداگر بودند و بازاری
 می نشستند عین محمد حسیل عمای طبابت داشتند میان
 عبدالباقی کثیر العبادات بودند طلب در ری می نمودند

بخار و زراعت و مردول بیاز دست بکاری باید ترک معاشرت
 و کسب معاش از همه اولیا مروی نیست شیخ غلام حسن
 طریقی قادری گرفته بودند بخدمت حضرت محمد میر استغنا
 کرده اند پس بخدمت حضرت ایشان باری جمع آورده
 پس تربیت آنجناب خطی از نسبت اینچاندان حاصل
 کرده اجازت یافته بطایبان طریقه سکنت شاه مراد ^{سید}
 عرف غلام کاکی از قدمای اصحاب و خلفای حضرت
 ایشان اند در ملک بکمال قبولی یافتند و طایبان بخدمت
 شریف ایشان رسید استفاده کردند محمد خوش ^ا
 اصحاب ایشان ممتاز است مولوی قطب الدین و ^{محمد}
 و شاه عالم و شاه شافع و میان بهادر از خلفای حضرت
 ایشان اند ملا عبدالرزاق نسبت باطن اینچاندان ^{حضرت}
 ایشان کسب کرده اجازت یافته تعلیم طریقه می کرد از

لطافت نسبت باطن لشکری داشت حضرت ملا نسیم از راه
 منقاری حضرت ایشان اند ما ده سال استفاوه فیوض باطن
 نموده در سابع حضرت ایشان قدمی را سحر در شمش
 نمخوردند و نمی پوشیدند الا باذن مبارک کیمبار حالت غشیان
 او را پیش آمد گفت اگر بفرماید می کنتم در اخلص و محبت
 ایشان بر تبر رفیع رسید بود در ملک خود طابان را
 بدایت بطریقه نقش بندیه مجد و یه سکر و پنجاه کس با جا
 فرموده باشد جزاه الله خیر انجز املا میور از نسبت قلبی
 تر رفته تاثیر گرمی داشت طابان باین گرمی و تاثیر نزد
 بسیار جمع شدند محمد حسن خرب بسیار مرتاض و
 می بود مسایم اند هر از قوت خود غشی بخورد و دولت
 بفقرا سید او شب خواب نمی کردند چمن صحبت مبارک
 حضرت ایشان احوال بند و مقامات در میند بد انود

نواب ارشاد خان از بقولان حضرت ایشان اندو اجازت
 داشتند غلام مصطفی خان طریق از جناب شاه ولی الله گرفته
 برین تربیت و عنایت حضرت ایشان به نسبت های عالی رسید
 سبحان الله فیوض حضرت شاه نقشبند بفقیر و غنی برسد
 و بولایت برساند چو فرزند رفای شاهی آمد ثبت بر
 پسند الهی *ان شاء الله* اجزیم عنی خیر الجزیر احوال صحیح صلوات
 حضرت ایشان اطلاع نیست مگر اندلی و لهم نامهای آنها
 نوشته ام احوال این عزیزان از حصول نسبت باطن و
 اجازت آنچه معلوم بود نوشته شد اخلاق و اعمال و غیره
 که از لوزم نسبت باطن است معلوم نیست البته با اخلاق ^{انوار} حسنه
 و اعمال الهیه سو صوفی پسند کمترین درویشان بلکه بسیار
 ایشان عبد الله عبدالقادر و غلام علی غنی عنه اگر چه بسیار
 ندارد که در زمره این مقرران بارگاه الهی خود را داخل نماید

احوال حضرت مصنف

بکن یرای حصول شرف و عزت خود با نصاب با بنیان قضی
 سان حضرت ایشان خود را با این عزیزان ملحق میبازیم
 اگر چه نیک نیک خاک پای بزرگانم عجب که تشنه با نام مصال^ح
 عم بزرگوار من از رابطه علما بودند حفظ قرآن مجید نموده نام من
 عبد الله بناوند و ابراهیم المومنین حضرت علی در خواب پدر من
 نام من علی فرمودند مادر من در خواب دید بزرگی میگردند
 خود را بنده القادری نام مقرر کن بمن عنایت بزرگان ابدی
 مرا از سبب اولان خود فرماید اکثر اقربای من علما و حفاظ بودند
 ز ما بعد من عالم و حافظ و از بزرگان قادییه بودند زید
 و مجاهد علی الدوام دانشند از نسبت قادییه معمور بودند
 بزرگان بسیار بابرکت است بخوابشند بر دست
 بزرگوار ایشان بخت کنم و در خدمت شریف ایشان
 برای خدمت کاری حاضر باشم مقدر نبود و سر ایشان صحت

حضرت علیہ السلام سخت مرتاض کثیر الذکر بودند این مقرر حقیر بعد
 حصول مناسبتی بعلم تفسر و حدیث شریف مصافحه
 پیمت در خاندان قادریه بردست مبارک حضرت ایشان
 حاصل نمودم و از خدمت مبارک تلمذ در طریقه نقشبندی
 مجددیه یافته الشرام محبت شریفه انجناب کردم پانزده سال
 در محضر ذکر و مراقبه سعادت یافتیم پس حصول مناسبت نسبت
 این خاندان با جازت مطلقه این کمینه را نمودار شدند در اول
 ارادت بند اندیشه ناک بودم که در طریقه حضرت عوث ^{عظم} غوث اللام
 لادوات دارم و در طریقه نقشبندیه مشغول می گتم بسا در نامرئی
 ایشان باشد دیدم که حضرت عوث ثقلین جای شریف
 دارند و من میخواهم که نزد حضرت خواججه نقشبند حاضر شوم
 فرمودند مقصود خدمت بروید مضایقه نیست در واقع
 دیدم که حضرت رسول خدا صلی الله علیه و سلم جای شریف

دارند و اشعار من می برند حاضر شدم برخواستہ سعادت آنکه
 بنابر شرف زیارت یافتیم پرسیدم یا رسول الله من را
 تقدیر امی الحق حدیث شماست فرمودند آری در وقت
 دیدم که گوشت چمزد من بمقدار دو انگشت از گوشت خیار
 مبارک حضرت سلطان المشایخ شرح است و بدنام است و
 دیدم که شخصی پیراهن مبارک ایشان آورد گفت ایشان
 بر تو اندک قسم پیر من حضرت پیر از صاحب اند و بسیار
 نزدیگر دیدم دو مزار ندیمی از سلطان المشایخ دیدم از میرزا
 صاحب کسی گفت این قبر قبر پرست و اشارت بقر مبارک
 حضرت سلطان المشایخ کرد قسم پیر من این است و اشارت
 مزار حضرت ایشان نمودم بسیار دیدم که حضرت مجد شریف
 و آنرا اندر میفرمایند تو خلیفه نامستی تو وضع نمودم مبار دیدم
 حضرت غیبند آن در پیراهن من در آمدند مبار دیدم بر
 آن نزدیک من نشاند قسم نام شما چیست فرمودند بهادار

سایر

بسیار دیدم شخصی غلطی مرا کرامت کرد و گفت حضرت
 غوث الاعظم ترا خلعت این امر عنایت کرده اند و احوال
 باطن من کیفیت دیگری بهم رسانند و لذا پندار شد یکبار رفت
 بودم ندانم همه پیران از تو راضی اند و حضرت غوث
 الاعظم از همه راضی تر این همه بشارت اند اما رخصا
 در خارج می باید در او اهل حال با این سبب مسأله ششم
 از ترک کرده شغل قرآن و حدیث و ذکر و مراقبه درش
 گرفتیم صبر و قناعت و توکل نتیجه ساختم سختی بسیار من
 رسید که همه بوی بستر و خستگی با این بوی سردا شستم از شدت
 سختی بسیار در مجرای بستم که همین قبر من است ارحم الراحمین
 فرید رحم نمود و بدست ای شوخی در شمارش بی غم نوام
 قریب پنجاه سال است که خلوت و انزوا گزیدم در بردی غنی
 شسته در خدمت اهل ذکر الهی سبحانه بسر می برم تا لحظه نهد

این عزیزان اقرار می نمایند که در صحبت تو حضور و صحبت نسبت
 به دوست و جذبات و واردات و اطمینان و صفا و لطافت
 درجات باطنی ما را حاصل است پس بعضی این اثره را با بجا
 اجازت و خلافت گفته ام که ترک و انزوا گزین بدوام و مرتبه
 و تعمیر اوقات بوطایف عبادات مستعینا بالله سبحانه
 بواسطه پیران کبار رحمه الله عليهم کمال و تکمیل این نسبت پیدا
 نمایند حضرت حافظ ابوسعید مجددی طریقه از بزرگی گرفته
 شغل باطن داشتند پس نزد فقیر رسیدیم پست در نشینیم
 مجددی به سبب انوار طریقه موافقت نمودند و ما سستی به سستی
 مجددی پیدا کردند ایشان را اجازت و خلافت با ما
 طریقه سعی دارند و صاحب ایشان را دین ام احوال خوب
 دارند در احوال خود رساله نوشته نزد بنده آوردند بسیار
 خوب و موافق سلوک مکتوبات شریف حضرت مجددی است

حضرت شاکر کعبه از اولاد حضرت
 مجددی حافظ و عالم است
 در این کتاب بسیار
 در این کتاب بسیار
 در این کتاب بسیار

موافق

این مولوی کرم الله عالم و محدث و حافظ بود و قرأت و
 مجتهدیت در طریقه مجددیه بردست فقیر نموده تا نسبت
 به نسبتهای شریفه انجام دادن بهم رسانید بسیار بزرگ اثر
 باین همه کمالات الله تعالی سلامت و زرد برای اشفاع
 پهلوان باین جامعیت میفرمایند میرطالب علی از مشایخ
 چشمه علم طاهر خوانی فقی از فیوض این لاشی حاصل نموده
 زیارت حرمین شریفین زادگاه الله شرفا فرستند در ملکین
 در بدن زبده اقامت دارند تبدیل نام خود بمولوی عبید بنفار
 کردند افادات می نمایند حضرت مولانا خالد خندان قدس مجتهد و
 در فقه بجز نبی که کتاب حدیث سند کرده اند از طالبان
 بی سمانه در سافت یکساله راه از فتن شریف اربع بیت
 در نقشبندیه مجددیه بردست فقیر نموده یادگار و مراقبات
 استمال کردند حضور و محبت و جذبات و وارادت قابل

کرده

مکرر و نشان نسبت به نسبت مجدد و به هم رسانید اجمالت
 جلالت یافتند در بعد از شریف نیز و اگرین بر داشت
 و عبادت در بغیات بر آوردند بعد از روز و چتر می تناول
 می نمودند بتسلیمت رسول مبارک حضرت خواجہ نقشبند
 که از توبه بفرست میفرمودند در نسبت باطن قوی بسیار
 حاصل کردند و تاثیرات قوی و خرق عادات پیدا نمودند
 طالبان خدا گردیدند خواص و عوام مانند سوره طه ایشان
 گردانند و نسبت حضرت شاه نقشبند رواج بسیار دادند
 چندین بار که زیاده در طریق نقشبندی وارد کردند
 بتسلیمت بسیار پس از آن شد و بدین تصدیق قول حضرت
 به وقت حضرت کفر ما را قطب آن بلاد خواهد نمود و فاطمه
 ایشان از احوال خود سخن ظاهر کردند که در سجد مبارک مدینه
 نوزده در محلی از مسلمانان شسته بودم بی گفت کسی که عقیده اهل

سنت دوازدهم حدیث استند نموده استفاده از طریقه تعقیب
 کرده باشد عیب سوار نمی یافتم است کفتم عقیده اهل سنت
 و جماعت درم و علم حدیث پسند نموده ام و عا کینه که از
 بواسطه روح مبارک رسول کریم صلی الله علیه و آله وسلم بنده
 را از طریقه شریف حضرت شاه نشیند منتفع فرماید همه عا کینه
 شب دیدم که حضرت رسول خدا آیند در شاه جهان آباد
 نزد گلانی بزرگ بس بدلالی بزرگ در حرم اند یک که مخصوص است
 در این ام ام الله تاسی مرا شکر فرماید محمد حسن است
 در اینجا من بنده حصول شرف بیت بروست فقه قضی در جا
 ناس کرد از ملائکه مولانا خالد است و در بیت المقدس ملک
 نام قبولی در در حضرت سید عالم مدنی عالم دنیا فقط و محمد
 از مولانا خالد حضور نشیند و در جایزه یافته اقای حضور و
 در دلی های گردیده فایز ه سیرت آیند بدلالی مولانا خالد

برای

برای کسب نسبت مجددی پیش این الاهی استقامت های
 مجددیه نسبت تمام پیدا کرده از غایت و خلافت باشند
 از می گفتند مرا پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم نزد تو فرستاده اند
 سبحان الله این نیکو دجای مسلمانان باین شرف شرف
 کرد و صفای و جلالی حالات و کشف مقامات و طوافت
 از رواج و دیدن اوزیر و کشف قلوب و کشف گذشته و آینده
 که ایشان در امر حمت کرده اند و بسوخ نیاز و ابراد که طریقی
 ایشان بود زنده از بیان است سفر بود در هر مقام طریقی
 که تو توجه بخوانی کنی چرا الهام میشود که در حال شدن و در ملک هم
 شازش میزند و مرا معلوم نیست که در پیروانی کن و حق است
 من کسی مثل ایشان باشد ایشان در مسجد جامع تبریز است آثار کشف
 که از پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم و دیگر اکابر رضی الله عندهم
 و در آن است فرستاده و زود برشته اندید که در اینجا طلمت بیان

بر سیدم از مجاوران آنجا که در این مشهد مبارک چه تبرکهاست
 گفتند صدوقی بر از تقا ویر کبراهم است یقین معلوم است
 این ظلمت از تقا ویر است تقا ویر در احسن و پیش خود داشتن
 حرام است فایده قد ایشان را در حضرت وطن کرده شد بکلمه
 رسیدم بر دم طریق تعلیم کردند یکی را پیوجبات ایشان در چند
 روز جمعیت و حضور و جذبات و عوار و است و کینه و دور بر باره
 مجد دیه دست و دایه و دایه با نرت داده بعد از منزه فرستند
 سعید محمد عالی لا شفاخ المبین سید احمد از اولاد امجاد
 حضرت خورشید بر غظم طریق از سولانا خالد گرفته از بغداد نزد
 این "شیخی" در طریق مجد دیه پیست کرده باب فیوض طریق
 در دستند با از اجازت یافته بوطن شریف فرستند از راه کوه
 رشته اند که طعمه و مراقبه نسیم بطایبان فایده میرسد از تاثیرات
 رجفات خود و ترفیات سفیدان و کشف و هفتاد و

حالات و زیارت اکابر که اینها را حاصل میشود و فرستادند
 دیگر عزیزان بنین کابلی نوشتند اندک سیاحت و بند چو آب
 نوشتند نام حق در حصول دوام و بختی و عیب بات و در دست
 در هر لطیفه باید نمود این واقعات برای اطفال خوبست
 سید عبدالعزیز مغربیه بیعت مولانا خالد رسین نزد بند
 غرضی کتب کرده اجازت یافتند بوطن رجعت و ملک
 زمین مغرب میرزا در حرم اندک چکت سستی محمد در ویش ترک
 علاقه روزگار کرده بشرف بیعت درین خاندان مشرف
 شد از روی خوشی دریافت کلیم سیاه در بر سر و پاهای
 زیارت مزار حضرت شاه بخت بند رفت در بند از سر
 و بخت اشرف و کربلای معلی رسید در سلیمانیه بخدمت
 مولانا خالد حاضر شد بند کورنده ایشان بدست باقی نموده
 بدولایت همدان آوردند و بدقی اینجا بود باز بر سر آمدن ایشان

نامتعلق شش ماهه راه رفتن و باز اینجا این چند می باشد که
 بس بوطن خود بفرستیم آن وقت و عشق نامه به مهر و والدین را
 در اینجا والدین او حقوق خود معاف نموده او را در راه خدا
 آزاد کند که کند که بر او خدا باشد پس کسب حق کرده اجازت
 یافته شود و مولانا خالد در سلیمانیه رفت و در آن بود
 تعلیم طریقه شریع نموده بنام بنی عربیته و اینست که بنده
 لوی خطابان آنچه در نظر طریقه معجز است در صحبت من رسید
 می خواهم باز پیش تو بیایم ملا پدر محمد نسبت باطن با حوال طلبه
 و مقامات از منبذ حاصل نموده اجازت یافته در کشمیر مرجع
 خطابان است بحالات دواروات او در اصحاب کسی نیست
 چنین که آن را از فیوض این طریقه کامیاب نموده اجازت
 داده بارگ آید فی خطاه کل محمد چندین بار از حرمین نزد
 فقیر من نسبت باطن این طریقه حاصل نموده اجازت یافته

یافتند

یافته در تک خود بحال استقامت بقیم طریقہ یزید
 ملا محمد شیرازی از مولوی ہراتی در شش بہت فقیر
 فیض حاصل کرد باز بوجہی از رده شش میان جدا
 و حضرت تاملی نماز شد استفادہ کردی گفت یہاں
 باطن دو سید شد باز پیش من این سید قویہ کرد
 اولوزانی شد مولوی احمد پیرہ حضرت مولوی شاد
 سید ازین فقیر طریقہ گرفتہ بہت بندہ کسب کرد
 اجازت یافتہ بقیم طریقہ سید مولوی محمد عظیم مولوی
 شیر محمد مولوی نور محمد ملا محمد جان کہ در مرین شیرین
 بخشند در مکہ مغلہ صلہ زکری تا مید شریف مکہ زور
 میفرماید فقیر نفس علی میان احمد یار سیر نامراد پاک کسبت
 تارک بودند و سیر زار عبد الغفور کسبتہای مجاہدی کردہ
 مولوی ہراتی کہ تا سہ سال ازین فقیر کسبت نظر

نو و در عهد هر تقییم علم تمام هر و مقین ملک تقیه می نماید و مصلحت
 صدایب بدایت و در شاه و در و با سپه مشی انجوان و محمد
 بان مشهور است و میان قمرالدین از بزرگان قادری سخت
 سکر این طریق بود از شور آن و توبه کرده و فقهی خوب
 نموده خلافت یافت ملا شیره فارسی و محمد منصور که بنی
 در ویشی دین و محمد سرور همان ترک تنجات کرده مسلمانان
 عیسی الرحمن و دیگر عزیزان فیوض از بیطرفی بنزین غیر قابل
 نموده اجازت یافته از معصومان و در کابو بند
 بر شش بسیار کلام خود در آتش زنده خشد اگر رسیدم بخواب
 سوخت کلام شریف سبحان الله و الحمد لله اینها انعام
 حق بود حضرت ایشان است علیهم الرمه و از رضوان کن
 نالایق عمر زیاد داده است و کسان که وصف پرستجوا
 بقعت بسر برده باین مرتبه پنجم سبحان الله از سر بر آید

که خورد

اگر تیرا از آن استغاده کرده افاده فریضه می باشد بجای آن می گویند
 ستاره پنهانی او است علم نواله امید دارم که در روز عیادت
 در زمره بنیست بهان از نظر نطقه علیه بر خیزم و بین عنایات حضرت
 ایشان از قایران و مغلان باشم امین



مجمع التوارخ

(قطعاً تاریخ ولادت و وفات اعیان و اولیاء کرام)

تصنیف

حافظ غلام محی الدین کنجاہی (ف ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۷ء)

عکس مبنی بر نسخہ خطی منحصر بفرد

ذخیرہ محمد اقبال مجددی (مخزونہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور)

بمقدمہ مفصل

محمد اقبال مجددی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آغاز سخن

۱۹۷۴ء کے آغاز کی بات ہے جب راقمِ احقر پنجاب پبلک سروس کمیشن لاهور سے منتخب ہو کر علم تاریخ کا لکچرر لگا تو پنجاب کے مشہور عالم و شیخ طریقت حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۲ء) خلیفہ حضرت شاہ غلام علی (ف ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء) کے بیش بہا کتب خانہ کے باقی ماندہ آثار دیکھے اور ما سے درخواست کی کہ چند مخطوطات ہمیں قیمتاً دے دیں تو ان کی رضامندی سے بہ نہایت نادر الوجود خطی نسخے ہم نے خرید لیے جن میں سے منخر بفر دقلمی نسخہ مجمع التوار بھی ہے، اس کے مصنف حافظ غلام محی الدین کنجاہی کم سنی میں فوت ہو گئے تو ان مسودات ان کے والد مولوی محمد صالح کنجاہی (مرید خواجہ غلام محی الدین قصوری) جمع کر کے کتابت کیے، اس قدر عمدہ کتابت پنجاب کے ایک دور افتادہ گاؤں کنجاہ کیسے ہوئی سوائے حیرت زدگی کے کچھ نہیں کہا جاسکتا، ان کے کتابت شدہ کئی مخطوطات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں دیکھے تو حیرت و استعجاب اطمینان مسرت میں بدل گئی، اب اس کا اصل مخطوطہ ہمارے ذخیرہ (مخزونه پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاهور) میں (شمارہ ۱۰۰، ms) میں محفوظ ہے۔

آج سے ۳۵ سال پہلے حضرت صاحبزادہ پروفیسر محمد سعد سراجی (خانہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) نے اشاعت کے لیے

کے قلم پر پازینو بنوائے تھے لیکن سرمایہ کے فقدان کے باعث آپ اسے شائع نہ کروا سکے، آج خوش قسمتی سے امام ربانی پبلی کیشنز کے مالک جناب محمد ناظم بشیر نے اسے ارمنغان امام ربانی جیسے بلند پایہ مجموعہ مقالات میں شامل کر کے اہل علم پر احسان کیا ہے۔

۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ء

مرتب منسلوٹہ

محمد اقبال مجددی

مولوی محمد صالح کنجاہی نقشبندی

مجمع التواریخ کے مصنف کا تعلق پنجاب کے مردم خیز قصبہ کنجاہ سے ہے، جو گجرات سے سات میل بجانب مغرب پھالیہ روڈ پر واقع ہے۔

یہاں کے علماء و شعراء میں سے ملا محمد اکرم غنیمت، علامہ محمد ماہ صداقت اور مولوی محمد صالح نے اپنی بھرپور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر تخلیقی ادب میں قابل قدر اضافہ کیا جس کی وجہ سے یہ قصبہ اہل قلم کی توجہ کا مرکز بن گیا، ان کے علاوہ یہاں کے نامور علماء میں سے شیخ ابوالبقا کنجاہی مرید حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش (ف) ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء جو ملا غنیمت کے چچا تھے (۱)، قاضی محمد عبدالنبی ف ۱۰۸۸ / ۱۶۷۸ء میں کنجاہ کے قاضی تھے۔ (۲)

قاضی محمد خوش محمد بن قاضی عبدالنبی، حضرت نوشہ کے مرید اور کنجاہ کے قاضی تھے۔ (۳)

قاضی عبدالنبی مرید حضرت نوشہ بھی کنجاہ کے قاضی (۴) اور شرح قصیدہ بردہ، رسالہ در حالات حضرت نوشہ (مشمولہ رسالہ (۵) اور تذکرہ قاضی رضی الدین

(۱) صداقت، محمد ماہ، ثواب المناقب، قلمی مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

(۲) محمد عالم عبدالباسط: تاریخ سادات خوارزمیہ ص ۷۰

(۳) احمد علی سندیلوی: مخزن الغرائب، قلمی ورق ۱۰۱-۱، علی حسن: صبح گلشن ۱۵۶، شرافت نوشاہی:

شریف التواریخ ۳/ ۱۴۱، محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین مترجم محمد ایوب قادری ۸۹

(۴) احمد بیگ لاہوری: رسالہ قلمی مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی ورق ۳۶۲

(۵) ایضاً ورق ۱۱۲-۱۲۲

کے مصنف تھے، ان کے اشعار صداقت نے نقل کئے ہیں۔ (۱)
 خاندانی تحریرات کے مطابق قاضی رضی الدین کا انتقال ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء میں
 ہوا، مفتی غلام سرور نے سال وفات (۲) ۱۱۵۲ھ درست نہیں لکھا ہے۔ (۳)
 شیخ نظر محمد مرید (۴) حضرت نوشہ کے دو بیٹے تھے اول ملا محمد اکرم غنیمت اور
 دوسرے کا نام معلوم نہیں ہے، اس معلوم صاحبزادے کے دو فرزند تھے علامہ محمد ماہ
 صداقت اور شیخ محمد (۵)

ملا محمد اکرم غنیمت کا شمار پنجاب کے معروف ترین فارسی شعراء میں ہوتا ہے، انہوں
 نے پنجاب کو نیرنگ عشق جیسی مثنوی دے کر ادبی دنیا میں بلند مقام عطا کیا ہے (۶)۔
 علامہ محمد ماہ صداقت، شیخ عبدالرحمن دہلوی کے مرید تھے، ان کے والد، نواب
 ارادت مند خان شرف الدولہ بہادر کی طرف تحویلدار خزانہ تھے، مہمات ملکی میں ان
 کے ہمراہ رہتے تھے (۷)، صداقت کابل میں پیدا ہوئے (۸) مروجہ علوم اپنے چچا ملا
 غنیمت سے پڑھے تھے، ان کو نظم و نثر پر کامل عبور تھا، ثواب المناقب (۹) (در
 حالات و مقامات حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قدس سرہ) آپ کا لاثانی شاہ کار ہے،
 اس کے علاوہ فتح نامہ نواب عبدالصمد خان، ساتی نامہ، مثنوی مہتاب، مثنوی

(۱) ایضاً ورق ۱۱۹

(۲) غلام سرور، مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، ۱/۲۰۲۔ مطبع شرمہند، لکھنؤ ۱۸۷۳ء

(۳) شرافت نوشاہی: شریف التوارخ ۳/۱۶۳-۱۸۰

(۴) صداقت: ثواب المناقب، قلمی ورق ۱۲۵

(۵) شرافت: شریف التوارخ ۳/۵۱۵

(۶) ایضاً ۳/۲۶۰-۳۱۰

(۷) صداقت، ثواب، قلمی ورق ۹

(۸) ثواب المناقب، قلمی

(۹) ایضاً ورق ۹

چراغان، گل صنوبر، قصبہ بکلیلہ و دمنہ، دیوان اشعار، رباعیات ابدار، محمسات رنگین،
رقعات، لطائف ہزلیات اور مطلع الاسرار بھی آپ کی تصانیف ہیں، آپ کا انتقال
۱۱۴۸ھ / ۱۷۲۵ء میں ہوا۔ (۱)

صداقت کے علاوہ کنجاہ میں میاں جعفر شاہ بن شاہ درگاہی بھی تھے، حضرت
شاہ محمد غوث لاہوری نے ان سے ملاقات کا حال لکھا ہے۔ (۲)

صاحب مرآة العالم بخٹاور خان کے مقرب لطف اللہ موہب کا تعلق بھی کنجاہ
سے تھا، ان کے صرف دو شعر ملتے ہیں۔ (۳)

شیخ یحییٰ کنجاہی نے رائے حاکم سنگھ دیوان کی فرمائش پر مثنوی نیرنگ عشق کی
فارسی میں شرح لکھی تھی جس کا خطی نسخہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و
پاکستان، اسلام آباد میں محفوظ ہے۔ (۴)

آبا و اجداد

ان کے والد کا نام مولوی محمد صالح بن مولوی محمد یار تھا، محمد یار نے وظائف و
معمولات کا ایک مجموعہ اپنے بیٹے محمد صالح کے لیے لکھا تھا، وضاحت کرتے ہیں:
”تمام شد درودِ مستغاث برائے بر خودارِ سعادت اطوار
نیک کردار نور چشم راحت جان لخت جگر محمد صالح
تحریر یافت در ۱۲۴۰ ہجری مقدس یک ہزار و دو صد و

(۱) شرافت نوشاہی: شریف التوارخ، جلد سوم حصہ سوم ۶۸-۱۰۳

(۲) شاہ محمد غوث: رسالہ رد کسب سلوک و بیان طریقت و حقیقت، مطبوعہ پشاور، ۱۲۸۳ھ ص ۴۲

(۳) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین ۱۹۳

(۴) قصبہ کنجاہ کی تاریخ و شخصیات سے متعلق ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ ”کنجاہ“ شامل اردو دائرہ معارف

اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور

”چھل بود۔“

مولوی محمد صالح کے پردادا کا نام محمد ادہم تھا (۱)۔ اور جد مادری کا نام محمد ابراہیم بن محمد ادہم تھا، فرماتے ہیں:

”حضرت میاں شیخ محمد ابراہیم طیب اللہ ثراہ و جعل
الجنة مثواه عالم و عامل در زہد و تحمل رفیع الشان بود علم
ظاہری از بسیار اساتذہ حاصل نموده بود چنانچہ از
خدمت حضرت میاں محمد فیض و حضرت مرزا
مقصود بیگ و حضرت حافظ محمد یونس و حضرت
میاں محمد صالح گجراتی رحمة اللہ علیہم و در علم باطن
مرید حضرت شاہ سید میر است و والدبزرگوارش
حضرت میاں محمد ادہم مرحوم مرید حضرت شاہ محمد
غوٹ (لاہوری) بود، حسن صورت و سیرت و بلبقای
جہاں آرای خواجہ ہر دوسرای صلی اللہ علیہ وسلم در
عالم رویا مشرف شدہ... جد مادری اوستاد پاک نہاد این
خاکسار نژاد است، و فاتش روز دو شنبہ وقت ظہر
بیست و نہم ماہ ربیع الآخر در سال یک ہزار و دو صد
و چھل و سہ (۱۲۴۳ھ) از ہجرت بود قبرش در کنجاہ
پایان مرقد حضرت پیر سبز غازی است۔ (۲)

(۱) احمد حسین احمد، قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی، مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین، زمیندار کالج گجرات، دسمبر

۱۹۶۸ء، ص ۱۳۵

(۲) محمد صالح کنجاہی: سلسلہ الاولیاء، بحظ معتمد قلمی مملوکہ جناب پروفیسر قریشی احمد قلعہ داری، گجرات

کنجاہی کے جد مادری حافظ نور احمد بن حافظ یار محمد تھے، حافظ احمد یار بقول
کنجاہی ۱۲۳۲ھ میں فوت ہوئے:

چوں جناب حافظ احمد یار باحکم خدا
شد ز دنیا جانب عقبی رواں نیک خو
سال تاریخ وفات آنجناب زندہ دل
گفته در شد روز محشر باد احمد یار او (۱)
۱۲۳۳ھ

حافظ یار محمد مذکور نے ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں انتقال کیا:

قلعہ تاریخ وفات حضرت حافظ یار محمد صاحب گنیا نوالہ کہ جد مادری این
خاکسار بود چنانچہ جد مادری این خاکسار حافظ نور احمد بن
حافظ احمد یار بن حافظ یار محمد بود:

حامد اللہ تارک دنیا
قدوہ کاملان اہل تمیز
سال تاریخ او حضوری رب
آفتاب بہشت بالا نیز (۲)

میاں محمد ابراہیم کنجاہی مذکورہ کے ایک صاحبزادے بابا میاں اسماعیل نے
۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں وفات پائی۔

وقت پیشین روز شنبہ شانزدہم از ربیع الآخر:

(۱) غلام محمد الدین کنجاہی: مجمع التوارخ، ورق ۱۰-۱۱۔

(۲) ایضاً ۱۰-الف

ربیع الآخرین را شانزده بود
 بروز شنبه وقت ظهر گردید
 سنین ارتحالش جستم از عقل
 خرد گفتا بخاک پاک خوابید (۱)

میاں اسمعیل کے برادر کلاں میاں احمد یار نے ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء انتقال کیا:
 وقت دمیدن صبح روز آدینہ بیستم ذی قعد:

بیستم ذی قعد روز آدینہ بود
 نیز بدن دمیدان صبحدم
 سال تاریخش بجستم از خرد
 گفت با آہ و فغان ہی درود غم (۲)

کنجاہی کے دادا مولوی محمد یار کا انتقال ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء میں ہوا:

روز پنجشنبه وقت پیشین یازدہم صفر
 ”باد منظور جناب و ہاب (۳)“

۱۲۷۴ھ

کنجاہی نے اپنے خاندان کی بعض خواتین کے سنین ہائے وفات بھی لکھے ہیں،
 ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد کی جد مادری کا نام عظمت خاتون (ف ۱۹ رمضان
 ۱۲۳۳ھ / ۱۸۲۷ء) اور جد پدری سلطان بی بی (ف بروز بدھ ۱۳ صفر ۱۲۵۵ھ /
 ۱۸۳۹ء) اور کنجاہی کی دادی کا نام حسن بی بی (ف سوموار ۲۹ رمضان ۱۲۸۰ھ /
 ۱۸۶۳ء) اور کنجاہی کی والدہ کا نام حیات بی بی (ف شب شنبہ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۷ء)

(۳) ایضاً باب

(۱) ایضاً ورق ۱۲۔ الف

(۲) ایضاً ورق ۱۲۔ الف

(۱)۔ تھا۔

محمد صالح کنجاہی (والد، کاتب و مرتب مجمع التوارخ)

مولوی محمد صالح کنجاہی، کتاب مجمع التوارخ کے مصنف کے والد، استاد، مرتب اور اس کے کاتب کی حیثیت سے قابل ذکر ہیں، وہ سکھ عہد کے کہنہ مشق خطاط، پرمغز، شاعر، باعمل صوفی اور جید عالم تھے، حدود ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ (۲)

ان کی تعلیم و تربیت ان کے نانا شیخ محمد ابراہیم کنجاہی کے ہاں ہوئی جو اپنے وقت کے جید عالم دین تھے (۳) مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد مولوی محمد صالح کا زیادہ وقت اہل طریقت کی صحبت میں گزرا، جن مشائخ سے زیادہ عقیدت تھی ان میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری، نانا شیخ محمد ابراہیم کنجاہی، شیخ محمد قاسم ابوالوفاء ساکن گولیکی، سید محمد بقاء اور سید شاہ میر پشاوری نبیرہ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری قابل ذکر ہیں لیکن زیادہ رجحان حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کی طرف تھا۔

مولوی محمد صالح کنجاہی کے خیالات و نظریات سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ اس وقت کی فضا اور مشائخ کے حالات کا مجمل ساخا کہ پیش کیا جائے جن سے محمد صالح متاثر تھے۔

میاں محمد قاسم ابوالوفاء

نہایت متبع شرع بزرگ تھے، اپنے والد میاں محمد اسلم کے شاگرد و مرید تھے۔

(۱) غلام محی الدین کنجاہی: قطعات تاریخیائے وفات خواتین بر اوراق اولین خطی نسخہ سلسلہ الاولیاء مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات

(۲) احمد حسین احمد: مولوی محمد صالح کنجاہی، شاہین ۱۳۷-۱۳۸

(۳) رجوع کنید باحوال اجداد غلام محی الدین کنجاہی

۲۷ جمادی الآخر ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء میں انتقال کیا، قصبہ گولیکی (کنجاہ سے جانب جنوب) میں دفن ہوئے مولوی محمد صالح نے خود لکھا ہے:

”عابد و زاہد و فقیہ و شب خیز و طیب کامل در زمان خود بود، شاگرد و مرید والد بزرگوار خود حضرت میاں محمد اسلم است و وی مرید والد خود حضرت حافظ بڈھا است و وی مرید والد خود حضرت حافظ امان اللہ و ودی مرید حضرت میاں محمد مصطفی لاہوری است و وی مرید حضرت میاں جان محمد لاہوری است و وی مرید حضرت میاں وڈا صاحب است رحمتہ اللہ علیہم و بہ شاہ صاحب حافظ سید عبدالرحیم (ساکن مگھووال) نیز اعتقاد کمال داشت، دانا و شیرین زبان متکلم بود بخیر الکلام ماقل و دل نیکو خو و روشن رو پیوستہ بہ تبسم و از اقوال و افعال ما لا یعنی محترز کمال بود حضرت سید محمد بقاء را باوی اعتقاد تمام بود بجائے پیر میدانستی پیر روشن ضمیر این فقیر (محمد صالح) است و فاتش روز شنبہ وقت بامداد بیست و ہفتم از ماہ جمادی الآخر در سال یک ہزار و دو صد و پنجاہ و دو (۱۲۵۲) از ہجرت بود، قبر آن صاحب در موضع گولیکی است کہ سہ کروہ بطرف جنوب از کنجاہ (۱)

(۱) محمد صالح کنجاہی: سلسلہ اولیا، قلمی ورق ۶۸ ب - ۶۹ - ۱

سید محمد بقاءؒ

سید عبدالرحیم (۱) کے فرزند ارجمند تھے ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا،
قصبہ مگھووال میں اپنے والد کے پایاں میں مدفون ہیں، مولوی محمد صالح ان سے
بڑے متاثر تھے، اپنی عقیدت مندی کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

”از علم ظاہری و باطنی حظی وافر داشت ... فرزند
حافظ سید عبدالرحیم است طریق نقشبندیہ از حضرت
غلام شاہ داشت و وی از والد خود حضرت غلام علی
و وی از حضرت شاہ محمد بقا سہرندی و طریقہ
سہروردیہ از حضرت میاں محمد قاسم ابو الوفاء داشت
... و حضرت میاں صاحب قصوری (مولانا غلام محی
الدین) وی را باین القاب یاد میفرمود، سید محمد بقاتارک
الدنیاء ولی کامل مکمل فناء فی اللہ بقا باللہ باین گداخیلی
میل خاطر میداشت کہ در تحریر نمی آید، الحمد للہ علی
ذلک، وفاتش روز شنبہ وقت صبح چہارم جمادی الاول
در سال یک ہزار و دو صد و پنجاہ و نہ از ہجرت، قبرش
پایان خوارزمی سادات والدبزرگوار خود است“ (۲)

(۱) حضرت سید عبدالرحیم ”در علم ظاہری و باطنی کامل بود، در توحید و تفرید بلند
شان داشت، حضرت نور شاہ را باوی اعتقاد تمام بود کہ بجای پیر میدانستی
مریدان وی بسیار بودند، اول ارادت قادریہ بحضرت مراد شاہ داشت، بعد
در طریق نقشبندیہ و قادریہ بحضرت شاہ محمد بقاء و او از خواجہ قطب الدین و او
از خواجہ محمد زبیر و او از خواجہ حجۃ اللہ و او از خواجہ محمد معصوم

(۲) محمد صالح: سلسلۃ الاولیاء قلمی

خوارزمی سادات میں سے تھے:

سید شاہ میر پشاورؒ

حضرت سید شاہ محمد غوث (۱) لاہوریؒ بن سید حسن پشاورؒ کے خواہر زادے تھے، مولوی محمد صالح نے انہیں اپنا پیر روشن ضمیر لکھا ہے، ان کی قبر پشاور میں ہے:

”پیر روشن ضمیر حضرت سید شاہ میر رحمتہ اللہ علیہ در عہد خود عالی شان بود خواہر زادہ و مرید حضرت سید محمد غوث است، بصورت ظاہری و باطنی کمال آراستہ بود، در سوق و درد مرتبہ عالی داشت، قبرش در پشاور و

(۱) حضرت شاہ محمد غوث لاہور کے مشہور عالم اور شیخ طریقت متعدد عربی و فارسی کتابوں کے مصنف اور بخاری شریف کی نہایت ہی بسیط شرح کے مؤلف تھے، آپ کا شجرہ نسب و طریقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے، پشاور میں ۱۰۸۳ھ / ۱۶۳۷ء کو پیدا ہوئے اپنے والد حضرت سید حسن کی وفات ۱۱۱۵ھ / ۱۰۷۳ء کے بعد ظاہری و باطنی علم کے حصول کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور اس وقت کے اجل علماء و مشائخ سے استفادہ کیا ایک عالم کو ظاہری و باطنی فیض پہنچا کر ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا مزار مبارک لاہور میں بیرون دہلی دروازہ ہے، آپ کی تصانیف میں سے شرح آپ کی تصانیف میں سے شرح غوثیہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء، (شرح صحیح بخاری فارسی) قلمی بحظ مصنف مملوکہ امیر شاہ قادری، پشاور، رسالہ در کتب سلوک و بیان معرفت و طریقت (فارسی) مطبوعہ پشاور ۱۸۶۶ء، رسالہ ذکر جبر قلمی مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری، شرح قصیدہ غوثیہ، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۱۰ء، اسرار التوحید (عربی) ودیگر رسائل در وحدت الوجود بحظ مصنف، روٹوگراف مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ، رسالہ مناجات، عربی بحظ مصنف، مملوکہ ایضاً رسالہ اصول حدیث، مطبوعہ پشاور، مع اردو ترجمہ (رک محمد امیر شاہ: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ، مطبوعہ پشاور، محمد اقبال مجددی: شاہ محمد غوث لاہوری، مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب) ام سلمی: محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث لاہوری (مقالہ برائے حصول درجہ اتری (عربی) دانشگاہ پنجاب لاہور)، مطبوعہ پشاور، ۱۹۹۰ء

فرزندش حضرت میر سید قبول متورع و متقی و متزبد
کہاں بود، رحمتہ اللہ علیہ“ (۱)

وفات

مولوی محمد صالح کی وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء کو کنجاہ میں ہوئی، حضرت پیر سید
سبز غازی، کنجاہ کے دروازے کے سامنے دفن ہوئے، ان کا مزار نہایت کسمپرسی کی
حالت میں علم و حکمت کی بے بسی پر نوحہ خواں ہے (۲) مولوی تاج الدین ساکن
(باگڑیا نوالہ) نے قطعات تاریخ وفات کہے تھے، جو سلسلۃ الاولیاء (بحفظ مولوی
تاج الدین) کے آخر میں درج ہیں (۳) ملاحظہ ہو:

صالح محمدیکہ عزیز زمان خود بود

بمہ دوستانش نور بدی بگفتا

سال وفات او چوں ز باتف سوال کردم

ناگہ سروش گفتا وی باخدا برفتا ۱۳۰۷ھ

خوش منش خوش روش و خوش کلام

رفت چو زین دار فنا پر محن

سال وصالش چو بجستم خرد

گفت کہ ”واہ بودچہ شیریں سخن“ ۱۳۰۷ھ

دریغا کہ جامع کمالات دوست

ز دنیا بملک فنا رفت وے

(۱) محمد صالح: سلسلۃ الاولیاء، خطی

(۲) احمد حسین احمد قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین، گجرات ۱۶۳

(۳) ایضاً

سنینش ملک گفت یا آہ آہ

کہ بیہات بیہات بیہات ہے ۱۳۰۷ھ
مولوی صالح کے ایک ہی فرزند حافظ غلام محی الدین کنجاہی تھے، جو کتاب مجمع
التوارخ کے مصنف ہیں۔

تصانیف

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد صالح کی تصانیف ضائع ہو گئی تھیں، جس کی وجہ
ان کی اولاد کی ان کے حین حیات وفات اور ناخلف تلامذہ ہیں، فقط وہی کتابیں بچ سکی
ہیں جو انہوں نے اپنی زندگی میں ہی کتابت کر کے اپنے مشائخ کرام مولانا غلام
محی الدین قصوری اور صاحبزادہ حافظ عبدالرسول کی خدمت میں قصور بھیجی تھیں، ذیل
میں بعض تالیفات کا مجمل تعارف کروایا جا رہا ہے:

سلسلۃ الاولیاء

یہ مولوی محمد صالح کی سب سے اہم تصنیف ہے ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۰ء میں لکھی گئی
، حواشی میں اس سنہ کے بعد کی بھی تاریخیں درج ہیں اس کتاب میں حضرت نبی کریم
(ﷺ) سے لے کر معاصر مشائخ تک مجمل طریقہ سے مشائخ کے مناقب درج ہیں،
متقدمین کے حالات سرسری ہیں اور ان میں کوئی امتیازی نکات نہیں لکھے گئے وہی
مروجہ روایات نقل کرنے پر اکتفا کی ہے البتہ قریب العہد اور معاصرین کے حالات
کے سلسلہ میں یہ کتاب ایک منفرد ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور مجمع التوارخ دراصل اسی
سلسلۃ الاولیاء کا تاملہ ہے۔

سلسلۃ الاولیاء میں حسب ذیل معاصرین کے حالات قابل توجہ ہیں:

سید شاہ میر پشاوری، شیخ محمد ابراہیم کنجاہی، محمد قاسم ابوالوفاء، مخدوم عبدالکریم، شاہ غلام علی دہلوی، مولانا غلام محی الدین قصوری، حافظ یار محمد، سید جملہ شاہ، سید نور شاہ، حافظ عبدالرحیم، سید بقاء اللہ، سید عباد اللہ، غلام محی الدین سیالکوٹی ثم کشمیری نبیرہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، محمد صالح گجراتی، حافظ محمد اعظم، مولوی شکر اللہ، میاں صدر الدین، میاں احمد جی، حافظ نصر اللہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی، خلیفہ غلام رسول لاہوری، حافظ غلام محمود، پیر اعظم شاہ، خواجہ سلیمان تونسوی، میاں مفتی محمد کاظم معروف کا کے شاہ، پیر کرم شاہ محلانوالہ، میاں محمد اشرف بھیروی۔

سلسلۃ الاولیاء کے فقط تین خطی نسخوں کا احقر کو علم ہے:

- ۱..... نسخہ بحفظ مصنف نوشتہ برائے متنبی و خواہر زادہ خود غلام یسین، بسال ۱۲۹۵ھ مملوکہ جناب پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات، پاکستان۔
- ۲..... مملوکہ جناب محمد حلیم خان پٹن، ملتان (۱)
- ۳..... نسخہ بحفظ مولانا سید شرافت نوشاہی مرحوم، ساہن پال، گجرات

مجمع التواریخ

یہ کتاب، مولوی محمد صالح نے اپنے بیٹے کی وفات (۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) کے بعد مؤلف کے مسودات کی مدد سے مرتب کی اور اس میں ایک مفید ضمیمہ کا اضافہ کیا، جس میں مصنف کے حالات بھی لکھے، جو نہایت قابل قدر ہیں، یہ نسخہ مولوی محمد صالح نے ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں نہایت خوش خط کتابت کر کے اپنے مرشد حافظ عبدالرسولؒ کی خدمت میں قصور بھیجا تھا، جو ہمیں ۱۹۷۴ء میں حضرت حافظ محمد قصوریؒ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا۔

(۱) تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

نغمہ توحیدی

یہ کتاب دراصل معمولات مظہریہ (حالات و ملفوظات حضرت میرزا مظہر جان جاناں) مولفہ مولوی نعیم اللہ بہرائچی کی تلخیص ہے، اس کا خطی نسخہ جناب محمد نسیاء، مدرس گورنمنٹ ہائی سکول، پسرور کے پاس ہے۔ (۱)

مجموعہ وظائف

یہ مجموعہ مولوی محمد صالح نے ۱۲۷۷ اور ۱۸۸۹-۱۸۷۲ء میں جمع کیا تھا یہ بھی مرتب و کتابت کر کے نہایت دیدہ زیب خط جلد اور کاغذ و روشنائی سے مزین کیا اور حضرت حافظ عبدالرسول قصوری کی خدمت میں ارسال کیا تھا جو آج حکیم سید ارشاد حسین صاحب ساکن قصور کے پاس محفوظ ہے، ایک اور مجموعہ وظائف مکتوبہ ۱۲۹۴ھ برائے متنبی خود غلام حسین کا ذکر پروفیسر قریشی احمد حسین صاحب نے اپنے مقالہ میں کیا ہے۔ (۲)

مکتوبات

اس مجموعہ میں مولوی محمد صالح نے اپنے معاصر عرفا کے مکتوبات جو ان کے نام آتے رہے تھے یکجا کر دیئے ہیں اس میں آٹھ مکتوبات مولانا غلام محی الدین قصوری کے، بارہ خواجہ عبدالرسول قصوری، ونوپیر کرم شاہ مغلانوالہ اور ایک مکتوب شیخ محمد عمر بن شاہ احمد سعید مجددی کا ہے۔

یہ مجموعہ سلسلۃ الاولیاء کے خطی نسخہ بحفظ مصنف مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔

دو بیاضیں

بیاض اول میں متقدمین، قریب العہد اور معاصرین کی شان میں قصائد کو یکجا

(۱) احمد حسین احمد: مولوی محمد صالح کنجاہی ۱۵۹ (۲) ایضاً

کیا کیا ہے، اس کا آغاز ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء کو ہوا اور ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں مکمل ہوئی، اس کا خطی نسخہ پروفیسر قریشی احمد حسین صاحب کے پاس ہے، دوسری بیانیہ میں مولوی محمد صالح نے اپنا طبع زاد کلام، نعت و مناقب مشائخ کرام اور شجرات طریقت وغیرہ نظم کئے ہیں۔

ذوق شعر و سخن

مولوی محمد صالح کو فارسی زبان پر پوری دسترس حاصل تھی، اپنا مافی الضمیر بخوبی بیان کر سکتے تھے، پہلے قلندر پھر فقیر اور آخر میں صالح تخلص اختیار کیا، تاریخ گوئی پر کامل عبور تھا، سلسلہ الاولیاء میں یہ اہتمام کیا ہے کہ مشائخ کے سنن نظم کر دیئے ہیں، جن میں خاصی روانی پائی جاتی ہے۔

خطاطی

مولوی محمد صالح نے علمی کتب کی کتابت میں بڑا اہتمام کر رکھا تھا، مدہ کاغذ، اعلیٰ روشنائی (سرخ و سیاہ) دل پسند تقطیع ہر وقت مد نظر رہتا تھا، ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں احقر کی نظر سے گزر چکی ہیں، ان سلسلہ الاولیاء، مملوکہ پروفیسر قریشی احمد، مجمع التواریخ، شور جنون، مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری، مجموعہ وظائف مملوکہ حکیم سید ارشاد حسین شاہ صاحب قصور، اپنی دیدہ زیبی کے لحاظ سے پُرکشش ہیں نیز منطلق الطیر اور مثنوی بوعلی قلندر کے خطی نسخوں کا ذکر قریشی صاحب نے اپنے مقالہ میں کیا ہے۔ (۱)

(۱) احمد حسین قریشی: مولوی محمد صالح گجراتی ۱۶۱-۱۶۳ (ان کے علاوہ غازی شہید بھیروی کی چہل

چراغ کا ذکر فہرست مشتمل ۸/۹۵ کیا گیا ہے)۔

حافظ غلام محی الدین کنجاہی

مجمع التواریخ کے مصنف حافظ غلام محی الدین کنجاہی رجب ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء کو کنجاہ میں پیدا ہوئے، مصنف کے والد مولوی محمد صالح کنجاہی لکھتے ہیں:

”ولادتش در ماہ رجب در سال یک ہزار و دو صد و

پنجاہ و یک از بجری مقدس بود“ (۱)

حافظ کنجاہی کی ابتدائی تعلیم و تربیت کے بارے میں ہمیں زیادہ معلوم نہیں ہے ہمارا خیال ہے کہ اپنے والد بزرگوار مولوی محمد صالح سے ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری اور صاحبزادہ عبدالرسول قصوری سے منسلک ہو گئے ہوں گے ابتدائی درسی کتب کی تحصیل کے بارے میں خود محمد صالح نے تصریح کی ہے:

”کتابہائے نظم چنانچہ بوستان و زلیخا و نیرنگ عشق کہ بس دقیق است بخوب و وجہ بیان نمودی کہ تسکین خاطر میگردیدی و ہمچنین کتابہای فقہ تعلیم می نمود و این بکمال عجب است کہ بجز قرآن مجید بر گز چیزی دیگر نخواندہ بود“ (۲)

جب ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء میں مولانا غلام محی الدین قصوری کا انتقال ہوا تو حافظ کنجاہی نے ان کی وفات کا قطعہ تاریخ لکھا یہ مصنف کی منظومہ پہلی تاریخ تھی، اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی، محمد صالح لکھتے ہیں:

”اولین گفته او تاریخ وفات حضرت مولینامیاں صاحب

(۲) ایضاً

(۱) محمد صالح: مجمع التواریخ: ضمیمہ ورق ۱۸

قصورى است و در آن وقت بيست ساله بود“ (۱)
 مولانا غلام محى الدين نے اپنے كنى مکتوبات ميں حافظ غلام محى الدين كنجاهى كا
 ذكر كيا ہے، ايك مکتوب ميں نصيحت فرماتے هيں۔

”برخوردار سعادت اطوار ميں غلام محى الدين را تا كيد
 پخته كردن سبق ياد“ (۲)

”برخوردار حافظ غلام محى الدين و ديگر دوستان دينى
 و مخلصان يقينى و اسلمه مسنونہ مع اشواق مشحونہ پذير
 باد، بالنون و الصاد“ (۳)

حضرت صاحبزادہ عبدالرسول بن مولانا غلام محى الدين قصورى نے اپنے متعدد
 مکتوبات ميں ان كا ذكر اچھے الفاظ ميں كيا ہے، ملاحظہ ہو:

برادر دينى مخلص يقينى اتحاد آگيں مشفقى حافظ غلام
 محى الدين (۴)... احبى و اعزى ميں غلام محى الدين (۵)
 ديگر نور بصر حافظ غلام محى الدين (۶)

(۱) ايضاً

(۲) غلام محى الدين قصورى، مکتوبات بنام مولوى محمد صالح (مشمولہ بطور ضميمہ در سلسلہ الاولياء) خطى

مملوكه پروفيسر قریشى احمد حسين احمد، گجرات، مکتوب دوم ورق ۱-ب

(۳) ايضاً، مکتوب ششم ورق ۳-ب مکتوب ہفتم ورق ۴-۱ مکتوب ہشتم ۳-ب

(۴) عبدالرسول قصورى: مکتوبات بنام مولوى محمد صالح مشمولہ ہميں ضميمہ مکتوب نمبر ۱ ورق ۵-الف

(۵) ايضاً، مکتوب چہارم و ششم ورق ۷-ب

(۶) ايضاً، مکتوب ہشتم ورق ۸-الف

مصنف کا فن تاریخ گوئی!

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ حافظ کنجاہی کو بچپن ہی سے تاریخ گوئی کے فن سے لگاؤ تھا۔ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں جب حافظ کنجاہی نے حضرت صاحبزادہ عبدالرسول قصوریؒ کی مدح میں طویل فارسی قصیدہ لکھ کر ممدوح کی خدمت میں قصور بھیجا تو صاحبزادہ صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عجب فصاحت و بلاغت و شیرین و نمکین بود بہ شعر

متقدمین شبابت تمام دارد“ (۱)

حافظ کنجاہی کے والد مولوی محمد صالح نے مصنف کی وفات کے بعد ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں مجمع التوارخ مرتب کر کے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ارسال کی، تو جواباً فرمایا:

”کلام الہام ترجمان حبیب الرحمن روحی و زوجی

حضرت حافظ غلام محی الدین اسکنہ اللہ تعالیٰ فی اعلیٰ

علین نور چشم و سرور صدر حاصل گردید“۔ (۲)

حافظ کنجاہی کی وفات (۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء) کی خبر سن کر پنجاب کے مشہور تاریخ گو عالم و شاعر مولوی عبداللہ ساکن چک عمر نے اسی نسبت سے گنج تاریخ سے ان کی تاریخ وفات نکالی، فرماتے ہیں:

گنج تاریخ بہ دل پاکش ”گنج تاریخ“ گشت تاریخ (۳)

(۱۲۸۴ھ)

(۱) ایضاً۔ مکتوب اول ورق ۵۔ الف

(۲) ایضاً مکتوب ۱۲۔ ورق اب

(۳) مجمع التوارخ، ضمیرہ ہذا ورق ۱۸ ب

وفات حافظ کنجاہی

انہوں نے ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء بوقت سحر روز پنجشنبہ کنجاہ میں وفات پائی اور وہ رجب ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء کو پیدا ہوئے اس حساب سے عمر صرف ۳۳ سال تھی۔

مصنف مولوی محمد صالح کے اکلوتے لڑکے تھے وفات پر باپ کو سخت صدمہ ہوا اور ان کا گھر بالکل اجڑ گیا، ان کے علاوہ ایک صاحبزادی بیگم بی بی تھیں جو غلام محمد قلعہ اری کے عقد میں تھیں، ان کے بطن سے غلام یسین تولد ہوا اور ایک بیٹی عابدہ بی بی بھی پیدا ہوئیں، عابدہ بی بی بھی جلد فوت ہو گئیں اس کے بعد بیگم بی بی دختر محمد صالح نے بھی باپ کے حین حیات ۱۱ ذی الحج ۱۲۱۸ھ میں انتقال کیا (۱) تو ان حالات میں مولوی محمد صالح کو انتہائی صدمہ ہوا ایسے میں اپنے نواسے غلام یسین کو متنبی بنا کر مولوی محمد صالح زندگی کے باقی دن گزارنے لگے، مشہور تاریخ گو مولوی عبداللہ ساکن عمر چک نے حافظ غلام محی الدین کنجاہی کی وفات کے سانحہ کی خبر سن کر قطعہ تاریخ وفات لکھا، جس کے ہر مصرعہ سے سال وفات برآمد ہوتا ہے

حافظ سالم کمال از دین آہ کہ آمادہ شد بخلد برین
شیخ سال وصال گو پس ازین آہ جان غلام محی الدین
گنج تاریخ بند دل پاکش ”گنج تاریخ“ گشت تاریخش
(۲)

مولوی عبداللہ کے علاوہ دیگر معاصر علماء و مشائخ کو بھی حافظ غلام محی الدین کی

(۱) احمد حسین قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی۔ مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین، گجرات ج ۵ ش ۲ دسمبر

۱۹۶۸ء، ۱۳۹-۱۵۰

(۲) مجمع التوارخ، ضمیمہ ورق ۱۸ ب

ناگہانی موت نے خاصا متاثر کیا، حضرت حافظ عبدالرسول قصوریؒ نے اپنے مکتوبات میں اس سانحہ پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا ہے، فرماتے ہیں:

از سنوح سانحه بوش ربا و جانگزاء انتقال فرزند آن
 مشفق بسیار از غم و الم دامن گیر حال حسرت اشتہال
 شد، انا لله وانا اليه زجعون اگرچہ این غم نہ آن غم است
 کہ بدستیاری معبرہ مجرہ و بیل قلم ازین دریای زخار
 عبور توان کرد و این الم نہ آن الم است کہ باہ و ویلا سوز دل
 و حرکت جگر توان بہ آورد مگر چونکہ سوائے اعتصام
 بحبل المتین صبر و شکیبای چارہ دیگر نیست، چار و نا
 چار بصیر گرایند، اللہ تعالیٰ آن مہربان را استقامت و صبر
 ارزانی فرمودہ بہ نعم البدل محفوظ العافیت فرماید، آمین
 یارب العالمین (۱)

مکتوب نہم میں پھر فرماتے ہیں:

”سابق، فقیر از انتقال و ارتحال۔۔۔ حضرت میاں حافظ
 غلام محی الدین مرحوم مغفور خیلی از طرف آن مخلص
 صادق الوفا مضطرب الاوقات بود، حالا از ملازمت
 طبیعت فیض طویت سامی زبانی حکیم پیر بخش
 صاحب ڈنگہ والا بسمع رسیدہ، نہایت قلقی بخاطر
 رسیدہ، بالعشی والابکار از جناب پروردگار حضرت
 پیران کبار و مزار پر انوار (مولانا غلام محی الدین

(۱) عبدالرسول قصوری: مکتوب ہشتم، نوشتہ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ ورق ۸ ب ۹۔ الف

قصوری) خواستہ میروود کہ بحق سبحانہ تعالیٰ آن
متوفی را غریق بحار مغفرت فرمودہ ، آن مخلص را
صحت و عافیت دارین نصیب کناد“ (۱)

۱۲۹۳ھ میں جب مولوی محمد صالح نے مجمع التوارخ کا یہ نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھ
کر حضرت صاحبزادہ عبدالرسولؒ کی خدمت میں قصور بھیجا تو اس کے حسن خط کی
تعریف کے بعد مصنف کی ناگہانی موت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

از مهاجرت صوری آن برادر مہربان حزن و ملال کمال در
دل نیاز منزل میماند و یادشما گابی از دل نمیرود و بر وقت
دعا با بصد التجا با برائے صلاح دارین و حصول مرادات
کونین شما میکنم اللہ تعالیٰ بفضل خود آن مہربان را از
غموم و ہجوم دنیا محفوظ داشته در محبت خود و محبان
خود محو و مستغرق گرداناد (۲)

مجمع التوارخ

مجمع التوارخ میں حضرت نبی کریم ﷺ سے لے کر اپنے معاصر علماء و مشائخ و
اقرباء کے سنین ولادت اور وفات نظم کی گئی ہیں، بعض متقدمین کے سنین وفات غلط
بھی ہیں اور بعض کے سنین وفات میں جو اختلاف چلے آ رہے ہیں ان کا لحاظ نہیں رکھا
گیا، البتہ قریب العہد اور معاصرین کے سنین وفات کے لئے یہ کتاب مفرد ماخذ کی
حیثیت رکھتی ہے۔

(۱) ایضاً مکتوب نیم رمضان ۱۲۸۷ھ ورق ۹-۱۰، ب

(۲) مکتوب ۱۲-نوشتہ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۳ھ ق ۱۰، ب

یہ کتاب محض قطعات تاریخ کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ان قطعات میں اعیان کے مناقب بھی ملیں گے گویا یہ ایک منظوم تذکرہ ہے، خصوصاً اس میں پنجاب کے علماء و مشائخ کے سنین وفات نہایت قابل توجہ ہیں، جن کی تاریخ ہائے وفات کا علم نہیں تھا، پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعہ پنجاب کے ان مشائخ کے سنین وفات کا علم ہوا ہے۔

خطی نسخہ

مجمع التواریخ کا خطی نسخہ جو مصنف کے والد مولوی محمد صالح نے ۱۲۹۳ھ میں خود کتابت کر کے اپنے اور اپنے بیٹے (مصنف) کے مرشد حضرت صاحبزادہ عبدالرسولؒ کی خدمت میں ارسال کیا تھا کے پہلے ورق پر لکھا ہے۔ ”جناب خواجہ عبدالرسول روشن دل“ حضرت صاحبزادہ اپنے ۱۲۹۳ھ کے ایک مکتوب بنام مولوی محمد صالح میں اس کتاب کے حسن خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جمادی الآخر ۱۲۹۳ ہجری اخلاص و اختصاص پناہ اتحاد و ارشاد دستگاہ احبب و اعزی حضرت محمد صالح اصلح اللہ تعالیٰ احوالہ و حصل امالہ و جعل الی خیر مآلہ بحرمة النبی وآلہ از مہجور مکسور محزون ملول عبدالرسول زرقہ اللہ و الرسول، بعد تسلیہا ذاکیات و اشتیاقات مضمورات و دعوات حصول مرادات مشہود آنکہ رقیمہ کریمہ و نسخہ مجمع التواریخ از دست میاں غلام احمد و اسمعیل بخیریت رسید از دیدن حسن خط مبارک و کلام الہام ترجمان حبیب الرحمن روحی و زوحی حضرت غلام محی الدین اسکنہ اللہ تعالیٰ فی

اعلیٰ علین نور چشم و سرور صدر حاصل گردید لیکن از
مہاجرت صوری آن برادر مہربان حزن و ملال کمال در
دل نیاز منزل میماند و یادِ تماگابی از دل نمیروود بر وقت
دعا با بصد، التجابائے برائے صلاح دارین و حصول
مرادات کونین شہا میکنم اللہ تعالیٰ بفضل خود آن مہربان
راز غموم و بموم دنیا محفوظ داشته در محبت خود و محبان
خود مستغرق گرداناد، چیزی برائے برآمدن حاجات
نوشته بعمل آرند“ (۱)

۔ اگرچہ اس نسخہ کے آخر میں ترقیمہ نہیں ہے، تاہم اس کے بخط مولوی محمد صالح
ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کیوں کہ مولوی محمد صالح کے جن دستخطی ترقیموں کے
یہاں عکس دیئے گئے ہیں مجمع التوارخ کا خط ان سے ملتا ہے۔

اس میں بعض قطعات مولوی محمد صالح نے اپنی تصنیف سلسلۃ الاولیاء کے
حواشی پر نقل کر دیئے تھے انہیں حواشی کو پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب نے یکجا
کر کے اس کی ایک نقل ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، لاہور کو دی تھی (۲) اور اس کی
دوسری نقل اپنی کتاب تاریخ گجرات میں شامل کر دی ہے، اصل خطی نسخہ کے بارے
میں پروفیسر قریشی صاحب لکھتے ہیں:

اس کا اصل مخطوط گم ہو چکا ہے..... راقم نے سلسلۃ الاولیاء کے حواشی سے
نقل کر کے مرتب کی ہے۔ (۳)

(۱) عبدالرسول قصوری: مکتوب دوازدهم جمادی الاخریٰ ۱۲۹۳ھ مشمولہ ضمیمہ سلسلۃ الاولیاء خطی

(۲) احمد حسین احمد قریشی: گجرات کی تمدنی تاریخ، خطی مملوکہ مصنف مدظلہ، جلد دوم ص ۱۳۱ حاشیہ

(۳) ذخیرہ ڈاکٹر وحید قریشی (اس نسخے کا ذکر فہرست مشترک ۱۰/۷۷ میں بھی کیا گیا ہے)

یہی گم شدہ خطی نسخہ ہمیں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا ہے اس میں بہت سے قطعات ایسے ہیں جو قریشی صاحب کے نقل کردہ نسخہ میں نہیں ہیں۔

استدراک

کتاب جو اہر علویہ تصنیف حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ کے اردو ترجمہ شائع کردہ ملک فضل الدین، کشمیری بازار، لاہور میں حضرت ابوعلی فارمدیؒ اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کے حالات کے سلسلے میں ان بزرگوں کے قطعات تاریخ و فوات غلام محی الدین کنجاہی سے منسوب ہیں (۱) اور یہ قطعات غلام محی الدین کنجاہی کی مجمع التواریخ میں بھی موجود ہیں (۲)۔ اور مولوی محمد صالح نے سلسلۃ الاولیاء میں بھی ان بزرگوں کے قطعات تاریخ و فوات، حافظ غلام محی الدین سے منسوب کیے ہیں (۳) اور یہ واقعی حافظ غلام محی الدین ہی کی تصنیف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان قطعات کا تعلق جو اہر علویہ کے اصل متن سے متعلق نہیں ہے جس کے وجوہ یہ ہیں:

۱۔ شاہ رؤف احمد رافت ۱۲۴۹ھ میں انتقال کر گئے تھے۔

۲۔ ان قطعات کے مصنف (غلام محی الدین) ۱۲۵۱ھ میں متولد ہوئے، گویا

شاہ رؤف احمدؒ کی وفات کے وقت حافظ غلام محی الدین دو یا تین سال کے تھے۔

۳۔ حافظ غلام محی الدین کے والد مولوی محمد صالح کے قول کے مطابق غلام محی

الدین نے پہلا قطعہ تاریخ، مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کی وفات ۱۲۷۰ھ پر لکھا،

(۱) رافت، رؤف احمد مجددی: جو اہر علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ص ۳۶-۳۷

(۲) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ۔ ورق ۷-۱، ب

(۳) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء ۳ قلمی ورق ۷۹ ب-۸۰-۱

جبکہ شاہ رؤف احمدؒ کو انتقال کئے سترہ برس ہو گئے تھے۔

اس لیے ہمارا خیال ہے کہ ملک فضل الدین نے جواہر علویہ کے جس خطی نسخہ سے یہ ترجمہ کروایا ہے وہ نسخہ مولوی محمد صالح کے کتب خانہ میں رہ چکا ہوگا جس کے حواشی پر یہ قطعاً منقول ہوں گے اور مترجم نے کم علمی کی وجہ سے اسے متن کا جز سمجھ لیا۔

حاصل یہ ہے کہ ان قطعاً کا شاہ رؤف احمدؒ کے متن سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم نے اپنے ایک سفر دہلی (۱۹۸۹ء) کے دوران حضرت ابوالحسن زید فاروقی مرحوم کے مآبائی کتب خانہ میں اسی غرض سے جواہر علویہ کا وہ خطی نسخہ دیکھا ہے جو اس کے بزرگ مصنف نے نقل کروا کر حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلوی (ف ۱۲۵۰ھ) کو دہلی بھیجا تھا (مقامات خیر ۲۳) اس کے متن میں واقعی یہ قطعاً تاریخ درج نہیں ہیں۔ (ورق ۲۷-۲۸)

بوالد العليم

بتوفیق حاکم حکیم کن فیکون
این در رکنون یعنی باغ و لآراء
منع

بجمع التاریخ

از جور غیب بظهور آمده

از زبان کرامت نشان

حافظ غلام محی الدین کنجاوی

جعل الله مشواه في اعالي علسين

مع الاولياء والصالحين

رضوان الله عليهم جميعين:



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِالْحَمْدِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول
 محمد وآله واصحابه واتباعه اجمعين. اما بعد
 اين تاريخات وفات خلفاء الراشدين وائمة
 معصومين وتابعين واتباع تابعين وديگر
 بزرگان دين وغيرهم تاريخات ولائت كوكان
 ومساجد ومكانات ارنيازند درگاه ايردي احقر^{العباد}
 غلام محي الدين ابن محمد صالح كنجايي حفظهما الله

عن اللہ واپی بعضی از آنها بصنعتی و وزنی علیحدہ

بر آورده بمنہ و کریمہ : تاریخ وفات حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ

بخوان تاریخ نقل شاہ صحابہ : ^{۱۳} تہی گیتی شد از صدیق اکبر

تاریخ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ : ^{۱۲} ابیات ^{۱۱} ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

سال تاریخ قدوہ اصحابہ : ^{۱۲} جستم ازل ^{۱۱} عقل ^{۱۰} یا اولی اللباب

گفت بی او بماندی سرو پا : ^{۱۱} در جہاں مہر و دل دین و ہدا

قطرہ تاریخ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

از پی تاریخ آن عین الحیا : ^{۱۱} چون زما جستم ای نیکو وجود

تا تم گفتا کہ بی او در جہاں : ^{۱۱} بی سرو پا حیا و شکر وجود

فرد تاریخ وفات حضرت علی اللہ اعقابہ ^{۱۱} م اللہ جمہ

بخوان سال نقل شہرتنا : ^{۱۱} علی سرفدا کرد در راه حق

رباعی تاریخ وفات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

سال تاریخ آن امام حلی : ^{۱۱} نور چشم نبی و ابن علی

تاریخات خلفاء
ارادتین

عدد لفظ صدیق اکبر
از لفظ گیتی بر آورده
باقی تاریخ بر آورده

تاریخات
تاریخات

عندو لفظ امام
از عدد و لفظ امام
بر آورده اند تا بی
مانند تاریخ خواص

ما تم گفت با تاسف و حزن : ناذا سلام بی امام تھی۔
۶۰۱ ۳۱۱

تاریخ وفات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ رباعی

سال تاریخ قبلہ شہداء : آن قتیل بسیف عشق خدای

ما تم گفت با صد آه و فغان : دین و ایمان شدہ بی سر و پای
۶۱

تاریخ وفات حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ ابیات
بی بی تم

سال تاریخ زینت عباد : جسم از عقل ای خجسته نہاد۔

گفت بی او شدت بی سر و پای : اندر آفاق زید و صدق و
۸۹ - صفای
۶۰

تاریخ وفات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ بیت

سال تاریخ امام عالمین : ای اخی برخوا ز ماہ اوچین
۱۲۰

تاریخ وفات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ ابیات

حیف آن جعفر فرزند رسول : از جہان رفت و جہان گشت ملول

سال تاریخ و فالتش دریا : گشت بی او گل ایمان بی آب
۱۲۸۹

تاریخ وفات حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ۔ قطعہ
۲۱۱ ۳۱۱

عند لفظ امام
بر آورده اند تا بی
مانند تاریخ خواص

حیف

م

حیث از ویرمیس در گذشت : موسی کاظم امام انس و جان
سال تاریخ وفاتش گفت : ^{عقل} از فراقش گشت گیتی بی روان

قطعه تاریخ وفات حضرت امام علی رضی الله عنه

حیث رفت از جها امام رضا : قبله کمالان اهل قلوب

گفت تاریخ او خرد گریان : آه دوران تویی شد از محبوب

بیت تاریخ وفات حضرت امام محمد تقی رضی الله عنه

سال نقل تقی امام جهان : گفت با تف امام اهل جهان

فرد تاریخ وفات حضرت امام علی نقی رضی الله عنه

سال تاریخ امام دین نقی : تا تم گفتا ملک دین

فرد تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری رضی الله عنه

سال امام حسن عسکری : عقل من گفت که محبوب رب

ابیات تاریخ وفات حضرت اولی قرنی رضی الله عنه

قبله تابعین اولی قرن : بود اندر قرن ستمین

عدد لفظ روان
از عدد لفظ گیتی
و آورده شود با هم
مانند تاریخ با هم

عدد لفظ محبوب
از عدد لفظ دوران
دور کرده شود
با یاد دست با هم

تاریخات بعضی
مابعدین

تاریخ حضرت غوث اعظم
قطب
۲۹۱۰

سال تاریخ آن قبول بی : خردم گفت جوز لفظ زکی

قطعه دو تاریخ حضرت قاسم بن محمد حضرت ابابکر صدیق رضی الله عنهما حضرت امام جعفر صادق

بود یک دروانه در ریایی من : حضرت قاسم امام اهل خود

سال تاریخ و فاش گفت : زنده بود و زنده بود و زنده بود

شبه قاسم پیر سردی بود : قاسم بره محمدی بود

تاریخ و فاش ای نکو : از لفظ محمدی همی جو

قطعه دو تاریخ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی رحمه الله علیه

سراج امت خیر البشر بود : بوریع وزهد بود از جمله اولی

چو بستم از خرد تاریخ تنگ : خرد گفتا که بد محبوب مولی

امام دین در دریای سرد : سراج امتان پاک احمد

چو پرسیدم ز یافت سال : بگفتا جوز محبوب محمد

قطعه تاریخ وفات حضرت امام مالک رضی الله عنه

بمخزون دل جهان چون رفت جهان : مالک امام خضر جبین و جسته بی

تاریخات وفات
شیخ بابین و ابن
ربیع بن اردن بن

۶

از عقل

از عقل خواستم چو سنین حیران و گفتا خرد پیام جنان با جاودان
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی
از بیاضی او بی ادبی

از عقل خواستم چو سنین حیران و گفتا خرد پیام جنان با جاودان

قطعه تاریخ وفات حضرت امام شافعی رحمه الله علیه

شافعی آن امام مطلبی : قِدْوَةُ أُمَّتِ رَسُولِ اللَّهِ

گفت با توفیق بگوش خاطر من : سال تاریخ او قبول الله

رباعی تاریخ وفات حضرت امام احمد حنبل رحمه الله علیه

احمد حنبل آن امام جهان : مُقْتَدَانِي فَرِيقٌ زَنَدَةٌ دَلَالَانِ

جستم از عقل سال تاریخش : گفت با و ابد مکن بجنان

فرد تاریخ وفات حضرت امام حماد فرزند امام عظیم رحمه الله علیهما

سال تاریخ خواجه حماد : جاودان حامد الهی بود

فرد تاریخ وفات حضرت امام ابویوسف شاکرد امام عظیم رحمه الله علیه

سنین ابریحال آن امام دین ابویوسف : بگفتا ناگما با توفیق مسیح و ایمان بود

فرد تاریخ وفات حضرت امام محمد شیبانی شاکرد امام عظیم رحمه الله علیه

از بی تاریخ شیبانی امام : گو دوام او حامد الله بود

فرد تاریخ حضرت امام زفر ایضا امام اعظم رحمه الله عليه
شکر دفت تاریخ

تاریخ سالها می وفات امام فر: چون خواستم بعقل بگفتا محبت حق

فرد تاریخ دفا حضرت شیخ ابولیمان داود کا شکر امام اعظم مرید عجمی
۱۶۵

سنین ارتحال شیخ داود ن ولی اللہ بدہ داود و طانی

فرد تاریخ دفا حضرت عبدالحامد معروف کفری شکر امام اعظم مرید داود کا
۱۰۱۹ ۴۶۶ ۴۵۲ ۴۳۱ ۳۳۱ ۳۱۱

سال تاریخ خواجہ معروف: گفت با بگو قبول نبی

فرد تاریخ دفا حضرت شیخ عبدالعزیز سقلمی حیمه اللہ
۲۵۳

سنین ارتحال پیر ابو الحسن سیری: بگفتا ناگوار دل خرد قطب سجانی

رباعی تاریخ دفا حضرت سلطان المحققین ابو القاسم جنید بغدادی رحمه الله عليه
۱۰۱۹ ۴۶۶ ۴۵۲ ۴۳۱ ۳۳۱ ۳۱۱

امام دین ابو القاسم جنید ان شیخ: بملک و دارفت چون زمین عارفانی

سنین ارتحال او ز عقل خویش پر سید: خردت او گفتا کہ بودہ قطب حقانی

فرد تاریخ دفا حضرت شیخ ابوبکر جعفر شبلی رحمه الله عليه
۳۳۳

سال تاریخ وفات شبلی: در جهان باو اید جاو او

تاریخات
بزرگان قادریہ

تاریخات

تاریخ فوت شبلی چنان استم عقل : گفتا خرد بگو که ز بهی سیر اسدین
 تاریخ فوت شبلی چنان استم عقل : گفتا خرد بگو که مرید جنید بود

فرد تاریخ وفات حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی ۲۰۵

سنین ارتحال عبد واحد : یکی هجرت و یکی کاف و یکی تان

فرد تاریخ وفات حضرت شیخ ابوسنهار رستمی

پی سال آن شیخ هکاری است : دو جیم و دو ویم و دو و رای

قطعه تاریخ سلطان حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخدومی رحمه الله

شیخ مخدومی مبارک سعید : ماه برج سن شاه و سلطان

سال تاریخ وصال پاک او : تا تقم گفتا که قطب عارفان

قطعه تاریخ ولادت حضرت شیخ محی الدین عبید القادر غوث الاعظم رزمی

منور کوکب اسلام و ایمان : چو از برج ولادت گشت

بگفتا عقل تاریخ طلوع : که ده نجم هندی گردید طالع

دو تاریخ وقت تشریف بردن غوث الاعظم از جیلان بیخدا و رضی الله عنه

چون ز جیلان بجانب بغداد قطعه برو تشریف خویش غوث جهان

۴۸۹

سال تاریخ او بگفت خرد : ماه جیلان برآمد از جیلان

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

از مقدم خود چون نوره . بغداد شد آن ماه گیلان

۴۸۹

تاریخ قد و مش گفت خرد . مه گیل بدر اسلام آمد

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

ایضا تاریخ وقت تدریس نمودن و وعظ و تلقین جناب غوث الاعظم رضی الله عنه .

چون بتدریس و وعظ و بهم تلقین : گشت مشغول شیخ محی الدین

۵۲۲

سال تاریخ آن بفکر رسا : گفته شد رهنما راه بندی

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

فرد تاریخ وفات حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه .

۵۶۱

تاریخ فوت غوث جهان : قطب عالمین : خواستم ز عقل بگفتا قیامی

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

رباعی دو تاریخ وفات بابا صاحب حضرت سید محمد ابراهیم گنجایی رضی الله عنه

شهادت ما مولینا محمد ابراهیم : فحشاء الهم علی ارواح العالمین

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

فقل تاریخ من بنده الایته : اولئک المقربون فی جنات

۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲

این عربی است از آیه بر آورده

دارم خدمت
بند و را گویند

در یک بیت
تاریخ ولادت و وفات
و وفات آن جناب
فرد از کجاست
سندش کجاست
و عاقل و عاقل
و عاقل و عاقل
و عاقل و عاقل

درین

کتابخانه جامع علمیه تبریز
کتابخانه آیت الله العظمی بروجردی
کتابخانه آیت الله العظمی خراسانی
کتابخانه آیت الله العظمی گلپایگانی
کتابخانه آیت الله العظمی همدانی
کتابخانه آیت الله العظمی قمی
کتابخانه آیت الله العظمی رشتی
کتابخانه آیت الله العظمی شیرازی
کتابخانه آیت الله العظمی نوری
کتابخانه آیت الله العظمی یزدی
کتابخانه آیت الله العظمی زنجانی
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا

دریغاکه آن شیخ روشن روان ایضاً چو جان از بدن خست بست از جهان

۱۳۴۳

خردگفت تاریخ آن زنده دل که با واکلمن ریاض جنان

فرد تاریخ و فاضل مشاد علو دینور مرید حضرت جنید بغدادی و نیز مرید بزرگ

۲۹۹

سال تاریخ خواجه ممشاد قدوه اولیای حق بود

فرد تاریخ و فاضل شیخ ابوجیب عبدالقاهر ضیاء الدین سهروردی

۲۶۳

سال تاریخ ابوجیب آن شیخ تا تقم گفت قطب گیتی بود

قطره و تاریخ و فاضل شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی

شهاب الدین عمر شیخ الشیوخ آن امام زمره اهل یقین بود

۴۳۲

سین ارتحالش گفت با شهاب الدین مه ایمان وین بود

خردگفت سین حیل شیخ فرد ولی شهاب الدین و اصل الم بود

ابیات و تاریخ و فاضل شیخ شهاب الدین زکریا تاجی رفرید

پیر ملتانی بها و الدین ملی قطب حق و وارث علم نبی

۶۶۶

سال تاریخ وصال این شده و اصل سجان بها و الدین شده

۹۰۶

کتابخانه جامع علمیه تبریز
کتابخانه آیت الله العظمی بروجردی
کتابخانه آیت الله العظمی خراسانی
کتابخانه آیت الله العظمی گلپایگانی
کتابخانه آیت الله العظمی همدانی
کتابخانه آیت الله العظمی قمی
کتابخانه آیت الله العظمی رشتی
کتابخانه آیت الله العظمی شیرازی
کتابخانه آیت الله العظمی نوری
کتابخانه آیت الله العظمی یزدی
کتابخانه آیت الله العظمی زنجانی
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا
کتابخانه آیت الله العظمی زکریا

برداشت تاریخ وفات حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی قطب جنات حق
تاریخ وفات مولانا ابوالحسن علی دہلوی قطب جنات حق

سالہائے ولادت آن شاہ : گفت عقل آفتاب عالیجاہ

فرد تاریخ وفات حضرت امیر ضیاء الحق حسام الدین چلبی خلیفہ حضرت مولانا روم

سال تاریخ وصال زین نجوان : جنسی باوا حسام الدین ایدہ

سال تاریخ وفات زین برآر بیت : وہ حسام الدین جنیت کرد کار

فرد تاریخ وفات حضرت سلطان الولد بہاؤ الدین فرزند مولانا روم

تاریخ وفات بہاؤ الدین : گو وہ در بحر فنا فی اللہ

قطب تاریخ وفات سلفا العارین حضرت ابابزید طیفور بطایع قدس

بایزید آن امام ربانی : قبلہ عارفان اہل شہر

سال تاریخ فوت آن شہساز : گفتہ شد قطب اہل ایمان

فرد تاریخ وفات حضرت شیخ ابوالحسن بن جعفر خرقانی رحمہ اللہ علیہ

سال تاریخ پیر خرقانی : گو تو وی عارف الہی بود

فرد تاریخ وفات حضرت شیخ ابو علی فضل فارہ رحمہ اللہ علیہ

ہست تاریخ شیخ فاریدی : بو علی قطب و اصل سبحان

تاریخات خراجک
تغشہ بنیاد

۱۳۱

دیگر از رفیع سوادمانی منظر کا ہوا جو قاتل کے مرتد شوم اور اونکے شہادت کی ہوئی خبر معلوم تاریخ وفات ادنیٰ

کئی بار درود و سوره سوره انعام کی کہانی جان جانان مظلوم
۱۹۰۰
۱۹۰۱
۱۹۰۲
۱۹۰۳
۱۹۰۴
۱۹۰۵
۱۹۰۶
۱۹۰۷
۱۹۰۸
۱۹۰۹
۱۹۱۰
۱۹۱۱
۱۹۱۲
۱۹۱۳
۱۹۱۴
۱۹۱۵
۱۹۱۶
۱۹۱۷
۱۹۱۸
۱۹۱۹
۱۹۲۰
۱۹۲۱
۱۹۲۲
۱۹۲۳
۱۹۲۴
۱۹۲۵
۱۹۲۶
۱۹۲۷
۱۹۲۸
۱۹۲۹
۱۹۳۰
۱۹۳۱
۱۹۳۲
۱۹۳۳
۱۹۳۴
۱۹۳۵
۱۹۳۶
۱۹۳۷
۱۹۳۸
۱۹۳۹
۱۹۴۰
۱۹۴۱
۱۹۴۲
۱۹۴۳
۱۹۴۴
۱۹۴۵
۱۹۴۶
۱۹۴۷
۱۹۴۸
۱۹۴۹
۱۹۵۰
۱۹۵۱
۱۹۵۲
۱۹۵۳
۱۹۵۴
۱۹۵۵
۱۹۵۶
۱۹۵۷
۱۹۵۸
۱۹۵۹
۱۹۶۰
۱۹۶۱
۱۹۶۲
۱۹۶۳
۱۹۶۴
۱۹۶۵
۱۹۶۶
۱۹۶۷
۱۹۶۸
۱۹۶۹
۱۹۷۰
۱۹۷۱
۱۹۷۲
۱۹۷۳
۱۹۷۴
۱۹۷۵
۱۹۷۶
۱۹۷۷
۱۹۷۸
۱۹۷۹
۱۹۸۰
۱۹۸۱
۱۹۸۲
۱۹۸۳
۱۹۸۴
۱۹۸۵
۱۹۸۶
۱۹۸۷
۱۹۸۸
۱۹۸۹
۱۹۹۰
۱۹۹۱
۱۹۹۲
۱۹۹۳
۱۹۹۴
۱۹۹۵
۱۹۹۶
۱۹۹۷
۱۹۹۸
۱۹۹۹
۲۰۰۰
۲۰۰۱
۲۰۰۲
۲۰۰۳
۲۰۰۴
۲۰۰۵
۲۰۰۶
۲۰۰۷
۲۰۰۸
۲۰۰۹
۲۰۱۰
۲۰۱۱
۲۰۱۲
۲۰۱۳
۲۰۱۴
۲۰۱۵
۲۰۱۶
۲۰۱۷
۲۰۱۸
۲۰۱۹
۲۰۲۰
۲۰۲۱
۲۰۲۲
۲۰۲۳
۲۰۲۴
۲۰۲۵
۲۰۲۶
۲۰۲۷
۲۰۲۸
۲۰۲۹
۲۰۳۰

بیت تاریخ وفات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سہروردی
سال نقل امام ربانی : گوشت فوت قطب سبحانی
۱۳۴
۲۰۲۳
۲۰۲۴
۲۰۲۵
۲۰۲۶
۲۰۲۷
۲۰۲۸
۲۰۲۹
۲۰۳۰
۲۰۳۱
۲۰۳۲
۲۰۳۳
۲۰۳۴
۲۰۳۵
۲۰۳۶
۲۰۳۷
۲۰۳۸
۲۰۳۹
۲۰۴۰
۲۰۴۱
۲۰۴۲
۲۰۴۳
۲۰۴۴
۲۰۴۵
۲۰۴۶
۲۰۴۷
۲۰۴۸
۲۰۴۹
۲۰۵۰
۲۰۵۱
۲۰۵۲
۲۰۵۳
۲۰۵۴
۲۰۵۵
۲۰۵۶
۲۰۵۷
۲۰۵۸
۲۰۵۹
۲۰۶۰
۲۰۶۱
۲۰۶۲
۲۰۶۳
۲۰۶۴
۲۰۶۵
۲۰۶۶
۲۰۶۷
۲۰۶۸
۲۰۶۹
۲۰۷۰
۲۰۷۱
۲۰۷۲
۲۰۷۳
۲۰۷۴
۲۰۷۵
۲۰۷۶
۲۰۷۷
۲۰۷۸
۲۰۷۹
۲۰۸۰
۲۰۸۱
۲۰۸۲
۲۰۸۳
۲۰۸۴
۲۰۸۵
۲۰۸۶
۲۰۸۷
۲۰۸۸
۲۰۸۹
۲۰۹۰
۲۰۹۱
۲۰۹۲
۲۰۹۳
۲۰۹۴
۲۰۹۵
۲۰۹۶
۲۰۹۷
۲۰۹۸
۲۰۹۹
۲۱۰۰

تاریخ وفات حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زبیر رحمتہ اللہ علیہ
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین

بی سال تاریخ آن معتدا به همینخوان و دون و دو لام و دو

فرد تاریخ وفات حضرت خواجہ ابراهیم ابن دهم رحمہ اللہ

سال تاریخ شیخ ابرہیم ما تم گفت قطب اہل ہدی

فرد تاریخ وفات حضرت خواجہ قطب الدین مودود حشمتی رح

سال تاریخ وفات مودود قطب اقطاب من قطب الدین

قطب تاریخ وفات حضرت خواجہ عثمان مارونی قدس سرہ

خواجہ عثمان ملک مارون رات روت شورت گنو

بحر حیا کان وفات شمعین مگد شین عیسی دم خضر رو

گفت خرد سار جیش چنین باو بفر دوس برین جا بر او

قطب تاریخ وفات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمہ اللہ

زنده دل قطب جهان خواجہ بلبل گلشن عشق بیچون

ملہم غیب نبینش گفته باو جاوید بفر دوس درون

قطب تاریخ وفات حضرت شیخ نصیر الدین اودی رحمہ اللہ

تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین

تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین
تاریخ وفات حضرت قطب الدین

در تاریخ حضرت سلطان
محمد بن نظام الدین اولیا پور
۱۰۰۰

نصیر الدین چراغ دہلوی پر : ز فیض حق بدش در گاہ والا

پی تاریخ سنا نقل او گفت : بمن با قبول حق تعالی

فرد تاریخ وفات حضرت بوعلی بن عثمان جلالی جویری مشہور انا گنج بخش لاہور

سنین ارتحال شاہ جویری : بگو مقبول در گاہ الہی

شاہ مانج بخش لاہوری : پیر لاہور است تاریخ بخش

فرد تاریخ وفات حضرت شیخ محمود مشہور میان میر لاہور قدس سرہ

بہر تاریخ فوت بیان میر : گفت ل شیخ ایزدی محمود

سال فوت شیخ میان میر گو : بادشاہ شکر اقطاب دین

فرد تاریخ وفات شیخ اسلام خواجہ احمد جام قدس سرہ

جناب شیخ احمد جام قدوہ اولیا : پی تاریخ فوت او بگو مقبول ربانی

فرد تاریخ وفات شیخ ابوس بن عبداللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

بگو سال فوت علی شاذلی : دوشین و دو کاف و دو ہا و دو

بخوان سال تاریخ فخر عراق : دو وال و دو سیم و دوشین ای

در تاریخ حضرت سلطان محمد بن نظام الدین اولیا پور
۱۰۰۰
در تاریخ حضرت بوعلی بن عثمان جلالی جویری مشہور انا گنج بخش لاہور
در تاریخ وفات حضرت شیخ محمود مشہور میان میر لاہور قدس سرہ
در تاریخ وفات شیخ اسلام خواجہ احمد جام قدس سرہ
در تاریخ وفات شیخ ابوس بن عبداللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
در تاریخ وفات علی شاذلی
در تاریخ وفات فخر عراق
در تاریخ وفات دوشین و دو کاف و دو ہا و دو
در تاریخ وفات دو وال و دو سیم و دوشین ای

فصل اول
در تاریخ وفات حضرت سلطان محمد بن نظام الدین اولیا پور
در تاریخ وفات حضرت بوعلی بن عثمان جلالی جویری مشہور انا گنج بخش لاہور
در تاریخ وفات حضرت شیخ محمود مشہور میان میر لاہور قدس سرہ
در تاریخ وفات شیخ اسلام خواجہ احمد جام قدس سرہ
در تاریخ وفات شیخ ابوس بن عبداللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
در تاریخ وفات علی شاذلی
در تاریخ وفات فخر عراق
در تاریخ وفات دوشین و دو کاف و دو ہا و دو
در تاریخ وفات دو وال و دو سیم و دوشین ای

تاریخ ولادت حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ ولادت حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ وفات حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ وفات حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ وفات حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ وفات حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

سال تاریخ شیخ دنیاودین فردگو تو حافی محبت اللہ بود

بیت تاریخ وفات شیخ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ

سن فوت شاہ مدار ای سہام دوباؤد و کاف و دوشین

قطعہ تاریخ وفات حضرت فظا یار محمد صاحب گنیا نوالہ رحمہ اللہ علیہ

سال تاریخ او حضور رب آفتاب بہشت بالا نیز

قطعہ تاریخ وفات حضرت احمد یار فرزند حافظ یار محمد صاحب مرحوم

چون جناب حافظ احمد یار بام شد ز دنیا جانب عقربی روانی

سال تاریخ وفات جناب زول گشتہ در روز محشر باو احمد یار

قطعہ تاریخ وفات حضرت سید نور شاہ کیر نوالیہ الد شریف سید خان محمد مرحوم

چراغ خانہ دین نور شاہ شہدل چو گشت حال از سجن و سنوی بی قید

سنین جلین بگفت ملہم کہ صد برین باو جاہ وی جاہ

قطعہ تاریخ وفات حضرت سیدنا مولانا محمد تقی فرزند حضرت سید فیظ عبد الرحیم

تاریخ ولادت حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر غریب نواز کرمی پناه

تاریخ وفات حضرت
 سیدنا ابوالفضل
 علی بن ابی طالب
 علیه السلام
 در روز پنجشنبه
 بیستم ماه رجب
 سنه ۴۰ هجری
 بمکه مکرمه
 بمقام امامان
 کبار آن زمان
 حضرت ابوبکر
 و حضرت عمر
 و حضرت عثمان
 و حضرت علی
 و حضرت فاطمه
 و حضرت زینب
 و حضرت اوس
 و حضرت سعید
 و حضرت ابوسلمه
 و حضرت ابوجحش
 و حضرت ابوجحاف
 و حضرت ابوجحاف
 و حضرت ابوجحاف

بتاریخش از غیب آمدند : فرو شده شمس درین علاء
 بجوان باز تاریخ نقلش چنان : اید ما و خوش مسکن وی چنان

فرد تاریخ و قاضی بین صدرالدین جہلمی مرحوم

سال فوت جناب صدرالدین : با دمر حرم رحمت رحمان

قطعه تاریخ وفات حضرت حافظ نصر اللہ جوہر و ولد

افسوس و درد و حین کرن در شش جہت : حلت نبود فقط نصر اللہ نیکخوا

ما تفت بگفت سیال حلیش بخاطر : حافظ دوام باوقول جناب او

قطعه تاریخ و قاضی مولانا حافظ شاہ عبدالعزیز ابن ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللعالمہ

پیشوا سی اہل ایمان مولوی عبدالعزیز : زین جہا برست خت کوچ آن فرخندہ

سال تاریخ و قاضی او بمن تفت : منکشف شد آفتابین و ان سوزہ

رباعی تاریخ و قاضی مولانا فخر الدین دہلوی رحمتہ اللعالمہ

آن فخر زمان و ذخیرین : خورشید سہما و ماہ زمین

تاریخ و قاضی گفت خرد : مقبول الہی فخر الدین

قطعه تاریخ وفات حضرت بابا صاحب مین اسماعیل ابن حضرت مین محمد ابراهیم کجانب
وقت پیش روز شنبه شانزدهم از صبح الاخر

مفرح خود اسماعیل صاحب : مدار الخلد چون جاننش خرابید
ربیع الاخرین را شانزده بود : بروز شنبه وقت ظهر گردید

سین ارتحالش بیستم از عقیل : خردگفتا خاک پاک خوابید
۱۲۶۹

قطعه تاریخ وفات حضرت بابا صاحب مین احمد یار برادر کلان مین اسماعیل موصوف
وقت دسین صبح روز آدینه بیستم ذی قعد

حضرت احمد یار نیکو کار بود : رحمت حق بر روانش مبدوم
رفت از دنیا سوئی دار البقاء : از وفاتش هست صدر رخ و الم

بیستم ذیقعد روز آدینه بود : نیز بد وقت دسین صبحدم
۱۲۶۹

سال تاریخش بیستم از خرد : گفت با آه و غم
۱۲۶۹

آن احمد یار حضرت مین : زین سخن فنا گشت بی قید
قطعه ایضا

تاریخ وفات او خرد گفت : در گلشن خلد با و جاوید
۱۲۶۹

دو قطعه تاریخ وفات جد شریف حضرت مین محمد یار صاحب غفر الله
۱۲۶۹

روز شنبه وقت پیشین پانزدهم ماه صفر مصرع با و منظور جناب و باب
۱۲۶۹

شیخ دین نور محمد انکم بود - فرد فرد فرد فرد فرد

۱۲۷۸

سال تاریخ و فاتش خوان بغم - فرد فرد فرد فرد فرد

۱۲۷۹

رفت پنجابی با دیده احسان - غم او صبر و قرار از دل سندان

۱۲۸۰

پس جو گفتم بجز و سار جلیش گو - گفت صدیف که خاقانی بجا

۱۲۸۱

قطعه تاریخ و فامیا کریم بخش مگروالی سیره خود هر مبارک

صدیف میا کریم بخش سعید - زمین سنجی سراسی رفت بعید

روز دوشنبه نیز نوزدهم - بود از مه ربیع یکم

سال تاریخ خورد بنوشت - با و ایم قرار او بهشت

قطعه تاریخ و فاحضرت امام علی شاه ز شرافت

چو با قضا خراجت جفا - جناب شاه امام علی بملک بقا

گفت سال جلیش چو تم از نا - شته امام علی مقبل خدا با و

چهار تاریخ و فاحضرت سید محمد کیر انوالیه - سیدی خان محمد دری سلام حق

بیت گفت تاریخ فوت آن حضرت - دل مغموم آوخ و حسرت

۱۲۸۱

Handwritten marginal notes on the left side of the page, including phrases like 'از سر تا سر' and 'صفت حضرت'.

Handwritten marginal notes at the bottom of the page, including phrases like 'سال در انام' and 'کلمه چو گوشت'.

تاریخ وفات حافظ و ...
بای حافظ مقبول ...
۱۱۱۵ ۹۰۰ ۲۱۰ ۲۱۰ ۲۱۰ ۲۱۰

حیف صد حیف کزین دیرین : رفت مثلی که ز تن جان برود
سیدی خان محمد خوشخو : مفتی وقاضی شرع امجد
۱۲۸۱

گفت تاریخ جلیس عظم : با و منظور جناب ایرود
حیف صد حیف که آن شاه سعید : خواجہ وسید مانیک سرشت
بیت و بود ز ماه شوال : شب شنبه که این عالم بهشت
۱۲۸۱

سال تاریخ وفات آن شاه : گفت دل و ده گلستان بهشت
قطعه تاریخ و قاضی غلام رسول والد نا حضرت حافظ نورالدین چکوری و ...
۲۰۵۶ ۲۰۲۲ ۲۰۵۶

چون ازین دیر سنجی صنائی ایرود : شربت میل بد او ند بجام حافظ
عصر و شنبه و هم یازدهم بد : سوئی جنات عدن خرام حافظ
حافظ چه بگردید آن سوئی : از بهشت آمد رضوان سلام حافظ
۱۲۸۳

سال تاریخ وفات او بگوش دل : گفت با بختان با و مقام حافظ
معلم حافظ غلام رسول : فرقت در برج خاکی چو ماه
۱۲۸۳

سین جلیس چه با بگفت : ز فوت چنین مرد بهشت آه
۲۰۴۸ ۲۰۴۸ ۲۰۴۸ ۲۰۴۸ ۲۰۴۸ ۲۰۴۸

سینی

تاریخ ولادت حضرت امام رضا علیه السلام در مدینه منوره در روز پنجشنبه بیست و دوم ربیع الاول

سنین حلتِ حاتمِ غلامِ رسولِ فَرْدِ پَرِ رَحْمَتِ حَقِّ بَادِ وِ سِدْمِ مِی

قطعه تاریخ و قاعه نصاب فیض احمد مرحوم مدینه و الله قبرش در اذ و اول روز پنجشنبه بیست و دوم ربیع الاول

فیض احمد که فرد نیکو بود : رفت زین خانه کهن بنیاد

سال تاریخ جلش ای دوست : گو بر او لطف و فیض احمد باد

تاریخات ولادت ولدان تاریخ تولد غلام حسنی اخوی نورانی اما او یکسال ز

نظم الله تعالی بفضل خویش نعم البدلش فرزند دیگر نظر فرموده بمنه و کرمه خالق الخلق واحد و صمد : الذی لم یلد و لم یولد

صدا و زینت زبان و من : وصف او زیور عروس سخن

بگر فکر سخنوران جهان : نکته زار ساخته او سجان

کرد با لطف خویش روشن تر : دیده آن اخوی بنور پسر

پسری نونمال باغ جهان : روشنی بخش دیده دل و جان

سعد طالع قریب و با دوا : عمر طبعی نصیب او با دوا

سال تاریخ آن نهال مراد : شد تولد مبارک باد

باز تاریخ آن مجلی عین : گو زید و ایما غلام حسین

تاریخات ولادت ولدان تاریخ تولد غلام حسنی اخوی نورانی اما او یکسال ز
نظم الله تعالی بفضل خویش نعم البدلش فرزند دیگر نظر فرموده بمنه و کرمه
خالق الخلق واحد و صمد : الذی لم یلد و لم یولد
صدا و زینت زبان و من : وصف او زیور عروس سخن
بگر فکر سخنوران جهان : نکته زار ساخته او سجان
کرد با لطف خویش روشن تر : دیده آن اخوی بنور پسر
پسری نونمال باغ جهان : روشنی بخش دیده دل و جان
سعد طالع قریب و با دوا : عمر طبعی نصیب او با دوا
سال تاریخ آن نهال مراد : شد تولد مبارک باد
باز تاریخ آن مجلی عین : گو زید و ایما غلام حسین

کتابت تو شیخ از اول کلام
 حضرت امام رضا علیه السلام
 در تاریخ کتب و تصنیفات
 در تاریخ کتب و تصنیفات
 در تاریخ کتب و تصنیفات

قطره و تاریخ کتاب رُو نَجْدِیَّةُ کَر از تصنیف حضرت حافظ نورالدین حکیم
 نمود و نوران نور اسلام و ره و مذہب دین بشمع کتاب
 زہی شمع تابندہ کز پرتو شد نمودار شد راه حق بر صواب
 دل دوستان گشت پروانہ اش و زو حاسدن جگر شد کیا
 شہ گشت روشن سنینش ز غیب زوی سینہ تجدیان و آغ
 ہست صد شکر کایزد منان ایست اندرین عمد ثانی نعمان
 از عنایات و مہربانیا ساخت از بہر حفظ دین سپدا
 حافظ شرع و نور ملت و دین ہست در شرع و دین بایں تکلمین
 پیشوائی بشاہراہ یقین یعنی حافظ جناب نورالدین
 یا الہی ہمیشہ بودش باد و ایما فیض از وجودش باد
 کرد تصنیف اندرین ایام رُو نَجْدِیَّةُ بہر نفع عوام
 با بر این و باد لایل خوب ہست آن نسخہ جملگی مرغوب
 سطر سطرش کہ تیغ آیین است از یہی حاسدن این دین است

بین راز خدا چه هویدا شده و جل و عظم شان الله
از بهر نوشتن تاریخش متحسین بودم گفت خرد

و می قدرت حق چه پدید آمد سبحان الله سبحان الله
۴۱۰۰۰ ۳۱۰۰۰ ۲۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۲۰۰۰۰ ۳۰۰۰۰ ۴۰۰۰۰ ۵۰۰۰۰ ۶۰۰۰۰ ۷۰۰۰۰ ۸۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۱۰۰۰۰۰

قطعه و تاریخ ستاره گیر دار که از آدم دار گویند در ماه صفر طلوع کرد در ماه

بر فلک شد پدید همچو علم : اختر ذو ذوائبه ای یاز
۶۲۴۵

تا تقم گفت سال تاریخش : یک عیان گشت نجر کیسوار
۲۱۰ ۳۱۰ ۴۱۰ ۵۱۰ ۶۱۰ ۷۱۰ ۸۱۰ ۹۱۰ ۱۰۱۰ ۱۱۰۰ ۱۲۰۰ ۱۳۰۰ ۱۴۰۰ ۱۵۰۰ ۱۶۰۰ ۱۷۰۰ ۱۸۰۰ ۱۹۰۰ ۲۰۰۰ ۲۱۰۰ ۲۲۰۰ ۲۳۰۰ ۲۴۰۰ ۲۵۰۰ ۲۶۰۰ ۲۷۰۰ ۲۸۰۰ ۲۹۰۰ ۳۰۰۰ ۳۱۰۰ ۳۲۰۰ ۳۳۰۰ ۳۴۰۰ ۳۵۰۰ ۳۶۰۰ ۳۷۰۰ ۳۸۰۰ ۳۹۰۰ ۴۰۰۰ ۴۱۰۰ ۴۲۰۰ ۴۳۰۰ ۴۴۰۰ ۴۵۰۰ ۴۶۰۰ ۴۷۰۰ ۴۸۰۰ ۴۹۰۰ ۵۰۰۰ ۵۱۰۰ ۵۲۰۰ ۵۳۰۰ ۵۴۰۰ ۵۵۰۰ ۵۶۰۰ ۵۷۰۰ ۵۸۰۰ ۵۹۰۰ ۶۰۰۰ ۶۱۰۰ ۶۲۰۰ ۶۳۰۰ ۶۴۰۰ ۶۵۰۰ ۶۶۰۰ ۶۷۰۰ ۶۸۰۰ ۶۹۰۰ ۷۰۰۰ ۷۱۰۰ ۷۲۰۰ ۷۳۰۰ ۷۴۰۰ ۷۵۰۰ ۷۶۰۰ ۷۷۰۰ ۷۸۰۰ ۷۹۰۰ ۸۰۰۰ ۸۱۰۰ ۸۲۰۰ ۸۳۰۰ ۸۴۰۰ ۸۵۰۰ ۸۶۰۰ ۸۷۰۰ ۸۸۰۰ ۸۹۰۰ ۹۰۰۰ ۹۱۰۰ ۹۲۰۰ ۹۳۰۰ ۹۴۰۰ ۹۵۰۰ ۹۶۰۰ ۹۷۰۰ ۹۸۰۰ ۹۹۰۰ ۱۰۰۰۰

عیان شد در صفر اختر بگردون : بسان یک لوا از با و تا سر
۱۲۴۵

بجتم از خرد سا طلوش : خرد گفتا پدید آمد چه اختر
۳۱۰۰۰ ۲۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۲۰۰۰۰ ۳۰۰۰۰ ۴۰۰۰۰ ۵۰۰۰۰ ۶۰۰۰۰ ۷۰۰۰۰ ۸۰۰۰۰ ۹۰۰۰۰ ۱۰۰۰۰۰

نظم تاریخ حجره کبر سقش رنگین تیار کنانید بفرمائش حضرت محمدا گفته شده

چون بمن فقیر نیک خصال : حجره تعمیر شد بخوش احوال
۱۲۴۵

هست تاریخ آن بنا بهین : گشت آبا و حجره رنگین
۵۱۰۰ ۶۱۰۰ ۷۱۰۰ ۸۱۰۰ ۹۱۰۰ ۱۰۱۰۰ ۱۱۱۰۰ ۱۲۱۰۰ ۱۳۱۰۰ ۱۴۱۰۰ ۱۵۱۰۰ ۱۶۱۰۰ ۱۷۱۰۰ ۱۸۱۰۰ ۱۹۱۰۰ ۲۰۱۰۰ ۲۱۱۰۰ ۲۲۱۰۰ ۲۳۱۰۰ ۲۴۱۰۰ ۲۵۱۰۰ ۲۶۱۰۰ ۲۷۱۰۰ ۲۸۱۰۰ ۲۹۱۰۰ ۳۰۱۰۰ ۳۱۱۰۰ ۳۲۱۰۰ ۳۳۱۰۰ ۳۴۱۰۰ ۳۵۱۰۰ ۳۶۱۰۰ ۳۷۱۰۰ ۳۸۱۰۰ ۳۹۱۰۰ ۴۰۱۰۰ ۴۱۱۰۰ ۴۲۱۰۰ ۴۳۱۰۰ ۴۴۱۰۰ ۴۵۱۰۰ ۴۶۱۰۰ ۴۷۱۰۰ ۴۸۱۰۰ ۴۹۱۰۰ ۵۰۱۰۰ ۵۱۱۰۰ ۵۲۱۰۰ ۵۳۱۰۰ ۵۴۱۰۰ ۵۵۱۰۰ ۵۶۱۰۰ ۵۷۱۰۰ ۵۸۱۰۰ ۵۹۱۰۰ ۶۰۱۰۰ ۶۱۱۰۰ ۶۲۱۰۰ ۶۳۱۰۰ ۶۴۱۰۰ ۶۵۱۰۰ ۶۶۱۰۰ ۶۷۱۰۰ ۶۸۱۰۰ ۶۹۱۰۰ ۷۰۱۰۰ ۷۱۱۰۰ ۷۲۱۰۰ ۷۳۱۰۰ ۷۴۱۰۰ ۷۵۱۰۰ ۷۶۱۰۰ ۷۷۱۰۰ ۷۸۱۰۰ ۷۹۱۰۰ ۸۰۱۰۰ ۸۱۱۰۰ ۸۲۱۰۰ ۸۳۱۰۰ ۸۴۱۰۰ ۸۵۱۰۰ ۸۶۱۰۰ ۸۷۱۰۰ ۸۸۱۰۰ ۸۹۱۰۰ ۹۰۱۰۰ ۹۱۱۰۰ ۹۲۱۰۰ ۹۳۱۰۰ ۹۴۱۰۰ ۹۵۱۰۰ ۹۶۱۰۰ ۹۷۱۰۰ ۹۸۱۰۰ ۹۹۱۰۰ ۱۰۰۰۰

ابیات این تاریخ بوقت نوشتن این تاریخها این نیز از موقوف این تاریخها است

سراسر این چمن بروجه احسن : شکفت از نوک کلک خوجه
من

مراد و الله

کسی ناز و لطف پاک سبحان خزان ره در بهار این گلستان

۱۲۸۷

بجو تاریخ این باغ دلآرا ن زبستان بهار و انش و راه

۴۰۲ ۵۰۱۴ ۱۵۲ ۲۱۷ ۵۱۳ ۶۳۱

اتمام رسید مجمع التواریخ قریب یکصد و هفتاد هستند سوئی آنها هم اند

این باغ دلآرا

بندی احوال مولف حافظ غلام محی الدین غفر الله له عجب

شخصی بود دانا و دقیقه شناس و متقی و متورع و مستقیم بر شرع

رسول کریم صلی الله علیه و سلم قلیل کلام خوش طبع و پاک مزاج

در عمر خود از کسی نرنجید و نه کسی را نماند منزوی و متحمل و صابر

و شاکر و دایماً ذکر حق جل جلاله در عالم رویا بصحبت رسول کریم

صلی الله علیه و سلم مشرف شدم و نیز گفت که شبی در خدمت

حضرت غوث الاعظم قدس الله سره العزیز مستفید شدم و بهم

که شبی حضرت قاضی حاشا غلام علی عبد الله قیوم زمان دهلوی

رحمة الله علیه نزد من جلوس نمود و یک شخصی دیگر که واقف من

نمودند بود جناب صاحب بجهت شفقت با من کلام میکردند

آن شخص گفت که این کدام کس است که با نهمربانی کلام مینمایند
 بر پشت تن دست نهاده میفرمودند که این فرزند من است ^{شاید}
 مورخ کمال بود که بزنگارنگ ^{صنعت} تاریخ گفتی و از ماده تاریخ کوائف
 تاریخ معلوم گردیدی و کتابها ^{نظم} چنانچه بوستان و زلیخا
 و نیرنگ عشق که بس دقیق است بخوبی بیان نمودی که تکلیف ^{خاطر}
 میگردیدی و همچنین کتابها ^{فوق} تعلیم میبود و این کمال عجب است
 که بجز آن مجید هرگز چیزی دیگر نخوانده بود ^{اولین} و گفت تاریخ ^{وفات}
 حضرت مولینا نصیحا ^{قصور} است و در آنوقت بیست ساله بود
 و آخرین تاریخ ^{نسخه} زو ^{جدیه} که تصنیف ^{حافظ} نورالدین ^{صاحب} حکوری ^{طاست}
 و در آنوقت عمرش ^{بی} چهار سال رسیده بود و لاوتش ^{در} ماه
 در سال یک هزار و دو صد و پنجاه و یک از هجرت مقدس ^{بود} فالتش
 وقت ^{حر} روز ^{پنجم} سیزدهم ماه رمضان در سال یک هزار و دو
 و هشتاد و چهار از هجرت مقدس بود ^{غفر} الله ^{وللا} بوی ^ط

ایضا تاریخ
از حق آگاه غلام محی الدین
بود و در وقت خود وزند دل و نیک سرشت
از تاریخ خود در دست صاحب
که اگر اندک شود از این
از غیب بلبلستان
بیت اندر سر آبی جاودانی
بیت از حق آگاه غلام محی الدین
بیت تاریخ او از نظر حق
بیت تاریخ او از نظر حق

بیت تاریخ غلام محی الدین : چار الف و چار کاف و چار شین

دیگر تاریخ او که ماده تاریخ هم از دست پیهات و سر تا که غلام محی الدین

زین سخن سوئی ملک بقا گشت خوشتر : وقت بحر که از یکس مانده بود

روزی سیزدهم از مه صیام : گفتا هر دو غیب سین حاصل او

با دوا نزار رحمت سی بر او اندام : عبدالله بن محمد بن عبدالمطلب

از استماع واقعه جانگاہ یعنی انتقال حافظ غلام محی الدین صا که سر آمد

سخنوران زمان بود المی و غمی رود او که بتقریر تحریر نمیکند غفر

بمنه و کریمه در تاریخ آن گنج تاریخ تاریخی گفته که هر صراع آن تاریخ تمام

حافظ سال کمال از دین : ۱۲۸۲ و ه که آماده شد بجلد برین

شیخ سال وصال گولین : ۱۲۸۲ آه جان غلام محی الدین

گنج تاریخ بدول پاکش : ۱۲۸۲ ایضا عنه

گنج تاریخ بدول پاکش : ۱۲۸۲ ایضا عنه

گنج تاریخ بدول پاکش : ۱۲۸۲ ایضا عنه

تک تصدیق

اپن قصیدہ ہم از غلام محمد الدین کنجاہی در مدح حضرت میان صاحب جامع کمالا
ظاہری و باطنی جناب ابو سعید فخر الدین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

قصیدہ

صدف سینہ من مسکین	باد پرور ز وصف شامہ مہین
آنکھ از مولدش قصور بیافت	سر بلندی و فرعت از پرین
فکرش اندیش مدح او چو شدم	کرد بر فکر من فلک تحسین
شکر اللہ کہ با چنین نعمت	کرد مارا بفضلا خویش قرین
مسجد خامہ سخن کاغذ شد	گاہ تخریر و صف آن شہین
فخر دین بو سعید عبد رسول	زینت عالمان دین متین
شاہ اورنگ کشور اسلام	ماہ برج سپہ شرح مہین
نکتہ دان حقیقت عرفان	زبدہ کاطلان اہل یقین
از پی طالبان اہل حق است	پیشوائی طریقہ تلقین
از خیال جمال اول شان	ہست رشک نگار خانہ چین
یکیک انگشت او بوقت دعا	وان کلید در سپہر برین

قطعه

هست امیدم که گر کند از لطف : یک توجه بحال این غمگین

یابد از جمله مشکلات غموم : خاطر این خزین همه تکین

هر که آمد بر آستانه او : ز روی خود را بیا نور آگین

در دولت سراسی ضووعه او : قبله جنت قلوب خزین

دید چون پایگاه مرتبه اش : بس باین جا ه و شمت و تکین

بهر خدمت به پیش او بنهاد : آسمان بنده وار سر زمین

نظم من گر چه هست بمقدار : خالی از لفظ و معنی رنگین

لیک چون در قبول افتد : شود انگاه رشک سلک درین

صله این نظم خویش هیچ نخواه : ای غلام غلام محی الدین

جز نگاهی که کیمیا اثر است : ز آن شه میربان و خلق این

ستفیض از فیوض او باشند : تا دم صور ساکنان زمین

بسر طالبان خود طلبش : بسط الله تا بیوم الدین

قطعه

قطعه

قطعه

این نظم را تصدیق فرمایند
انجمن ازادان

این قصیده مطابق قطعه حضرت خواجہ فاضل که مطلع او به پنج شش شخص غیر ملک فارس است

در مقطع او خدای عزوجل بعد از پیام زاده

۳۱

جبار

چهار شخص که بودند زبده عبا و قصیده که هر چهار بلا شک نبردند زیاد	یکم مرتبی اسلام جمله شاه
که بود ماه سپهر سخا و مهر و داف	ز روی نور هدایت چراغ درویش
که دعائی زبانش کلید کشتی	دویم عشیق الهی محمد ابراهیم
بجهره روشن چون ماه بود و نیک	سراج ملت و مصباح دین و روشندل
فراخ حوصله صفا حیا و پاک	سیوم حافظه عبد الرحیم سیدمان
بزند و در عشر ابد شهر اتقا آباد	چراغ روشن از دودمان ^{مصطفوی}
از یک توجیه او هر مرید یافت	چهارمین مهرا م مهر نیادین
ولی محمد قاسم ابوالوفا آزاد	غریق بحر و دایه خدا و مهر رسول
که در ریاض ریا چو سر بود آزاد	دعا محمد صالح کند شما امین
خدائی عزوجل جمله را بسیار داد	

این قصیده مکر تا سف روزگار و دایچ چند بزرگوار بر ایشان رحمت کرد	چشم بخت
وزید باد خزان بی باغ انسان	چهار عشرت ادین روزگار ^{ظلمانی}
فرح نهاد قدم هم بسوی ویرانی	رفاه دست آورد و روین کینج عدم

نماند یا سمن و ورد و لاله و شیرین	که بود تازه از ایشان بیار
کجاست پیر کرم شاه نوبین	که بود اکرم ز اولاد پیر ملتانی
کجاست وردوران شایسته	دلش خزینه از گنجهای ایقانی
شد از عنایت حق با جلال و با اقبال	چراغ شرع و مروج با مرفقانی
کجاست خواجه سلیمان بخت عالی	که بود سرش بر روی خدادانی
کجا حضرت شاه قصور و اسرار	بفقر و علم و عمل بود پیرورانی
قصیح و خواجه مان غلام محی	ملیح و زبده از عارفان حقانی
شهی کریم الاخلاق و خواجه آفاق	سراج دین نبی و فقیر سبحانی
و گر عجایب گلهما دین چمن بود	که گر نگاشته آید شود بطولانی
فصیح حضرت سید بقا فرید	ز بهی گزیده از اولیای ربانی
چه ذات پاکش بدو جهان	نزول رحمت از رحمت رحمانی
فرشته بد بحقیقت که محبت او	چو جان نیست اعضا انسانی
سراج روشن از خاندان تنویری	رخش منور از نور انسانی

الکفای

اگر نگاه بسوی کمالش آرد و	بر حج و ایس آید بسوی صیرانی
نشسته است بکلک قضا و بپیر ازل	خط سعاد و اورا بلوغ پیشانی
مدام بر دل پاکش رسیدن در باطن	فیوض سمیت از روح شاه گیلانی
جناب مجمع حسنات و منبع برکات	غریب پرور و مسکین نواز و ثانی
بزارش کنون سید مصطفی خلفش	قوی بعلم و بتقوی بغضلت نزدانی
چیز و زین بود آنکه در او صافش	نشسته آید بر کاغذ ز افشانی
گندزیر غم ایام و آفت دوران	خدائی حافظ و ناصر و رانگسبانی
درین زمانه شهبود الرسول و شندل	خجسته طلعت رونق ده
جمال صورت و معنی بزهد و هم تقوی	کمال ظاهر و باطن بعلم رویانی
و گر محمد اشرف که اشرف است	گذشت عمر شریفش بیکر و یانی
و گر محقق حاجناب نور الدین	فقیه و عالم از عالم انعمانی
قوی قیاس و کثیر العمل قلیل کلام	بعین عین جبار و تجرید نورانی
و گر تقی زمان و الدین غلام	خلیق و عالم و عابد کشته مشانی

تلمیذ

دگر گزیده حق مولوی علامہ بی	ستوده خصلت شاغل بند کز دوا
ولی چو رسید کامتیازی	ز مردم نفسانی و فرد رحمانی
شده محمد صالح دین ز ما محزون	خداش یاور باد از هر پریشانی
همیشه دار و در حفظ خویش ایامش	بروز حشر در آرد بیابان ضیائی
اندین دیر خرابات پر از رخ و بلا	وانمایم همه احوال خود از سر تا پایا
من نمیدارم سرمایہ ہنری و فی	نه ز علم لغت و صرف و نحو انشا
نه بیان نه معانی حساب و عروض	نه پی طب و نجوم است مر افکر ساء
تا توانستم و بجارہ و مسکین فر	نه کسی یاور و فی یار و نہ آمد نا
نه کسی خویش نه ہمدرد و نہ رفیق	مثل اندات شریف شہ دین بقا
ورد احمد ز گلستان رسول اکرم	شمع روشن شبتان علی وزیرا
خلعت حسن تقویم بقدرش احسن	زیب و درویش تاج لقد کرمنا
منہج علم و عمل مجمع اخلاق کرم	مظہر لطف و کرم مسبط انوار خدا
قائم و عامل شرع رسول عربی	در طریقت فرد و ہم حقیقت یکتا

تلمیذ

صاحبِ حلم و حیا ثابت عهد و وفا	حارسِ ملک و وارثِ علم نبوی
عارف و اصل و محبوب و محبت مونی	زبده زمره عباده و قبول عالم
از کرم خاتمہ بالخیر بہر کار نما	بہر آن سید یارب محمد صالح
روز محشر برسان نزد رسول و لای	وقت تودیع ازین دیر بایمان
در جنان جلوہ دیدار خود از زبان	باز از فضل و عطا و کرم و رحمت
عرصہ گیتی گرفت رہنق باغ ارم	از شرف و آپاک حضرت شیخ الام
تا مہرش و روز زبان مراد میدم	مرشد و ضمیر خواجہ عبدالرسول
معدنِ حلم و حیا مظہر فیض آتم	آخر برج و فاگوہر درج سخا
ہست زبانش کلید زہی باب حکم	طلعت زیبا راوشمع شبتان
مورد خلق عظیم صاحب شکیو شیم	لطف عمیم گرامی او
کو کب اوج ہدایت منبج خودم	ماہ سپہر رضا شاہ سہریر تقا
قامت عنایہ او سرور ریاض	حسن و لاراء او ہمچو چارہ
صالح مسکین فقیر بندہ اوبی	آقلیم دل شہزادگان

این ابیات فلو برکات جناب فیض مآب حضرت مولینا قصوری دست کمال
 در آنوقت زبا فیض تر جمافروند که این جعفر شریف فتوح بحرین بطریق تحفه و نیاز گذار
 ابیات از پی بنده عاصی طالع تحفه آورد محمد صالح : آنکه باشد بوطن کنجای
 هست در بحر محبت ماهی : این چنین تحفه ندیدم گاهی : نعمتم داد و ناگاه

با و مقبول بدرگاه خدایه وفق الله له تا ابدان

حالیست با او کسی که ندارد و در زبان و کلام
 از بجز زبان حق نیست حالش بحر
 باقی در روز و گوازی
 ایست بر تخت فنا نشسته ای : از ترک بتارکش کلاه ای :
 از هر دو جهان و را خبرنی : و از گرمی و سردیش ضررنی :
 بنشسته بیکسر : مردم پیش او فراموش
 با کس نه بهوش گفتگوی : فی دارد هیچ آرزوی :
 از باده بخودی چنان : کز الفت میل این و آن :
 جانست

این ابیات فلو برکات جناب فیض مآب حضرت مولینا قصوری دست کمال
 در آنوقت زبا فیض تر جمافروند که این جعفر شریف فتوح بحرین بطریق تحفه و نیاز گذار
 ابیات از پی بنده عاصی طالع تحفه آورد محمد صالح : آنکه باشد بوطن کنجای
 هست در بحر محبت ماهی : این چنین تحفه ندیدم گاهی : نعمتم داد و ناگاه
 با و مقبول بدرگاه خدایه وفق الله له تا ابدان
 حالیست با او کسی که ندارد و در زبان و کلام
 از بجز زبان حق نیست حالش بحر
 باقی در روز و گوازی
 ایست بر تخت فنا نشسته ای : از ترک بتارکش کلاه ای :
 از هر دو جهان و را خبرنی : و از گرمی و سردیش ضررنی :
 بنشسته بیکسر : مردم پیش او فراموش
 با کس نه بهوش گفتگوی : فی دارد هیچ آرزوی :
 از باده بخودی چنان : کز الفت میل این و آن :
 جانست

حال
 مرتضیٰ آدامش کرم اللہ وجہہ ^{نا} قابل قول سلوئی گاہ جوہ و ذوق
 معتدیش نور حق یعنی محمد مصطفیٰ ^{نا} بدر صفوت بی کلف شنبوت بی
 یا آتھنی با طفیل انہما صلح ^{نا} ساز مارا ہم زخیل صالحی اورم

باتمام رسید این باغ دل آرا و سعی بجم التواریح و قصاید
 و شجرہ متبرکہ بروز بہروز چہنہ بوقت شبت بتاریخ شہام
 از ماہ شوال سنہ ہجری مقدس یکہزار و دو صد و شہاد و ^{۱۳۸۳}
 ہجرتہ گذارش بطریق تحفہ و نیاز پیش خدمت حضرت پیرو ^{شہاد}
 سلم اللہ المتعالی الکبیر مصرعہ کہ قبول افتد زہی عز و شرف

مکتوبہ مقبولہ ہجرتہ ۱۳۸۳

شہ فضل آمد و در راہ ہولی دستگیر : شہ گدار حمان ثانی پیر و نیکو
 شاہ شمس الدین عارف قسری از خدا : شہ گدار حمان اول بہر حسن خصا
 شاہ شمس الدین صحری لیس آبادی : بندگی سید عقیلش رہنما بی قیل و
 کرد او حضرت سید بہا الدین منیر : بر سپہر حر جوں بدر کامل از پہلا
 عبد و تابت اور اہر پیر و شیر : شاہ شرف الدین داود صاحب متابع
 رہنمایش عبد رزاق ست قطب الدائرہ : سید السادہ امان الدین شہ عزو
 پیر پیر شیخ محمد الدین معیت جن : دستگیر و جہا محبوب تاج الرحاب
 پیشوا لیس شیخ مخزومی مبارک : ہندیش ابوسعید بخاری آمد نیک
 صیقل رنگ دل و بفرح طوطی : عبد واحد و استاد و کرب
 شیخ ابو بکر جعفر بی آمد پاکد : رہبرش حضرت جنید آن منبع جو دو
 رہنما با صفای شیخ سہری سیقط است : رفت شہ معروف کرخی اولش کرد
 پیر داود طائی بویجا نور دل : مرشدش حضرت حبیب آمد تیز با
 نور جان فروزا و خواجہ حسن بھری : طوطی گلزار و حد بلبل باغ و

گوشہ تحقیقات
محمد ہمایوں عباس

کحل الجواہر

مولف

حضرت شیخ عبدالاحد و حدت سرہندیؒ

بمقدمہ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

کحل الجواہر

خواجہ محمد سعید (۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے بڑے بیٹے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے وقت کے علوم عقلیہ و نقلیہ مکمل کئے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد گرامی کے علاوہ برادرِ اکبر خواجہ محمد صادق، اور ملا محمد طاہر لاہوری شامل ہیں۔ (۱) فقہی علوم پر آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ شیخ احمد سرہندی کو کسی مسئلہ پر تحقیق مطلوب ہوتی تو وہ آپ ہی سے کہتے۔ (۲) اگر کبھی دربار میں جاتے تو بادشاہ آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے سے مسائل دریافت نہ کرتا۔ (۳) علم حدیث میں بھی آپ کا گہرا مطالعہ تھا۔ مشکوٰۃ المصابیح پر آپ کا حاشیہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں آپ نے ان احادیث کی نہایت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے جو احناف کے مؤقف کی وضاحت کرتی ہیں۔ (۴) خانقاہ مجددیہ کے انتظامی امور میں بھی آپ کا بنیادی کردار تھا۔ (۵) تصوف میں آپ کے مقام کی بلندیوں کا اعتراف خود خواجہ باقی باللہ اور آپ کے والد گرامی قدر نے کیا ہے۔ (۶) علمائے عرب سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ (۷) آپ کے مکاتیب میں فصیح عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی ملتے ہیں۔ (۸) اورنگ زیب عالمگیر سے آپ کے گہرے روابط تھے، اس کا اندازہ ان مکاتیب سے ہوتا ہے جو شاہ وقت کے نام ہیں۔ (۹) شیخ عبدالاحد (۱۶۴۰-۱۷۱۴/۱۱۲۶-۱۰۵۰ھ) شیخ محمد سعید کے پانچویں فرزند تھے۔ (۱۰) اس طرح وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے پوتے ہوئے۔ (۱۱) قرآن مجید کے حافظ (۱۲) ہونے کے علاوہ مروجہ دینی علوم اپنے والد اور

اخوند سجاول (۱۳) سے پڑھے اور ان میں کمال حاصل کیا۔ اپنی خاندانی روایات کے مطابق سیر و سلوک کی منازل بھی طے کیں۔

آپ کے علمی تفوق اور وسعت کا پتہ آپ کی تصانیف سے چلتا ہے جو فارسی اور عربی زبان میں نہایت عالمانہ مباحث سے پُر ہیں۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ اکثر خطی نسخوں کی صورت میں مختلف کتب خانوں میں پڑی ہیں اور کئی کے صرف نام ہی ملتے ہیں۔ (۱۴) دستیاب ذخیرہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ جیسے ادق مضامین میں آپ نے تحریری سرمایہ چھوڑا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل کتب قابل ذکر سمجھتا ہوں۔

قرآنیات کے حوالہ سے ”حاشیہ بر بعض اقوال تفسیر بیضاوی“، ”منثور الدرر فی فضائل السور“، ”رسالہ فی قرآۃ النبی المختار و اصحابہ الکبار“، ”قرآۃ القارئین“ اہم ہیں۔ حدیث و سیرت میں ”سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث“ اور ”خزائن النبوة“ کا تذکرہ ملتا ہے۔ فقہی ذوق، جو آپ کو اپنے والد سے عنایت ہوا تھا، ”فیض العام“، ”بدائع الشرائع اسرار الجمعہ“ اور ”رسالہ نفی الاشارة فی الصلوۃ“ اس ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ دینی علوم پر آپ کی تصانیف کا یہ اجمالی تذکرہ بہر صورت آپ کے علمی و فکری رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے اپنے زمانہ کی ضروریات کی تکمیل کے لیے قلم و قرطاس سے اپنے رشتہ کو جوڑے رکھا۔

آپ کے خاندان نے برصغیر میں علم تصوف کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ مشرق و مغرب میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت اور عالم عرب میں فروغ (۱۵) میں آپ کا ایک اہم اور نمایاں کردار ہے۔ آپ اپنے

والد کے سجادہ نشین تھے اور اپنے چچا، خواجہ محمد معصوم کے فیض یافتہ بھی۔ آپ کے تربیت یافتہ افراد میں ایک بہت ہی نمایاں نام محمد عابد سنائی (۱۶) کا ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں (۱۷) محمد عابد سنائی (۱۸) کے مرید تھے۔ تفسیر مظہری کے مؤلف قاضی ثناء اللہ (۱۹) اور معروف صوفی محمد خالد کردی (۲۰) کا تعلق اسی سلسلۃ النور سے ہے۔ ایک صوفی کی حیثیت سے دو باتوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ ایک وہ بشارتیں جو مشائخ سے آپ کو ملیں اور دوسرا علم تصوف پر آپ کی تصانیف۔ جہاں تک ان مختلف بشارتوں اور مختلف مجددی بزرگوں سے تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کا تعلق ہے اس کا ایک اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱) آپ کے والد نے آپ کو ولایت کبریٰ کی بشارت دی۔

(۲) آپ کے چچا خواجہ معصوم نے آپ کو ولایت کبریٰ کے علاوہ صغریٰ، علیا، کمالات نبوت، حقائق اربعہ اور ان سے بھی بالا بشارتیں دیں۔

(۳) خواجہ معصوم نے ہی آپ کو ”محمدی المشرّب“ کی استعداد کی بشارت دی۔ (۲۱)

اگر آپ کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو ”سبیل الرشاد“، ”رسالہ لطائف“، ”رسالہ نقشبندیہ“، ”رسالہ در بیان طریقہ احمدیہ“ آپ کے صوفیانہ افکار کے مظہر ہیں۔

شیخ سے عقیدت و محبت، تصوف کا جزو لاینفک ہے۔ اسی عقیدت کے اظہار کے لیے آپ نے ”الجنات الثمانيہ“ کے علاوہ ”خیر الکلام“، ”رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی“،

”شرح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی“ اور اپنے والد کی سوانح عمری ”لطائف المدینہ“

لکھی۔ آپ کے صوفیانہ افکار کے آئینہ دار وہ خطوط بھی ہیں جو ہمیں نقشبندی سلسلہ کے

مختلف مجموعہ ہائے مکاتیب میں ملتے ہیں۔ (۲۲) ان خطوط کے مطالعہ سے باآسانی یہ

اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی ذات علمی اور عملی اعتبار سے مجددی طرز تصوف کے محاسن کا مجموعہ تھی۔ شیخ ابوالرضا محمد سے آپ کی مکاتبت صوفیانہ طرز تحریر کی عمدہ مثال ہے۔ (۲۳)

درج بالا سطور سے شاید کوئی یہ اندازہ لگائے کہ آپ ایک خشک ملا و زاہد تھے۔ حقیقت میں ایسا نہیں۔ آپ نہایت عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ فارسی اور ریختہ (۲۴) میں آپ کی شاعری کے نمونے دستیاب ہیں۔ ”وحدت“ اور ”گل“ آپ کے تخلص تھے اور خواجہ معصوم آپ کے اشعار کو ”رنگین“ قرار دیتے۔ شاعری میں ”خیابان وحدت“ اور ”دیوان وحدت“، نامی شعری مجموعے آپ کی یادگار بتائے جاتے ہیں۔ درحقیقت آپ نے آنے والے دور میں اردو شاعری کو مقصدیت و معنویت سے معمور کرنے کے ایک نئے دبستان کی بنیاد رکھی جس کو مظہر جان جاناں نے پروان چڑھایا۔ نقشبندی شعرا میں شعر تفنن طبع کا ذریعہ نہیں بلکہ فکر و احساس کی سچائی کا اظہار ہے۔ (۲۵) اسی لیے میر محمدی مائل دہلوی نے شیخ عبدالاحد وحدت کو ”استاد شعر ریختہ“ (۲۶) کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ کی فکر سے جس شعری ادب نے جنم لیا اس میں مظہر جان جاناں کے علاوہ شیخ سعد اللہ گلشن، (ان کے شاگرد) ولی دکنی، نقی سرہندی، انعام اللہ خاں یقین، ولی اللہ اشتیاق شامل ہیں۔

آپ کی فارسی اور ریختہ میں شاعری سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

شب خیال طرہ شوخی بدل پیچیدہ و رفت
ساعتی ہچموں شب قدر از بزم جو شید و رفت
خانہ زیں است دنیا عیش و پا در رکارب

شہسوار است آنکہ آرزوی زور دامن چیدہ و رفت (۲۷)

خوش کن لمحات والی رات گذر گئی ہے، وہ لمحے شب قدر کی طرح رخصت ہو گئے ہیں۔ اب دنیا میں اس طرح زندگی گزاریے کہ آخرت کے سفر کے لیے تیار رہیں۔ بہترین سوار وہ ہے جو جلدی اپنا رخت سفر باندھے۔

خواجہ سعید نے (اپنے والد گرمی قدر) کے وصال پر یہ اشعار (مادہ تاریخ) کہے:

سال رحلت بیابی از خوانی

رفت قطب زماں سعید ازل (۲۸)

درج ذیل جملے سے سال رحلت کا عدد نکلتا ہے:

رفت قطب زماں سعید ازل

$$۶۸۰ + ۱۱۱۱ + ۹۸ + ۱۴۴ + ۳۸ = ۱۰۷۱$$

اپنے والد کے وصال کے بعد چچا، خواجہ محمد معصوم کے پاس آئے تو یہ اشعار کہے:

سپردم بہ تو مایہ خویش را

تو دانی حسابی کم و بیش را (۲۹)

میں نے خود کو آپ کے حوالے کر دیا پھر کمی بیشی آپ بہتر جانتے ہیں۔

ریختہ جوار دوزبان کی ابتدائی شکل ہے، میں ایک غزل یہ ہے:

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے

نکل ہی جب گیا تن سوں تو پھر اپنا بگانا ہے

مسافر توں ہے اور دنیا سرائے، بھول مت غافل

سفر ملک عدم آخر تجھے در پیش آنا ہے

لگاتا ہی عبث دولت پہ کیوں دل کوں کہ اب ناحق
 نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز، یہاں سب چھوڑ جانا ہے
 نہ بھائی بند ہے کوئی، نہ یار و آشنا کوئی
 ٹک اک جو غور سے دیکھو تو مطلب کا زمانا ہے
 لگاؤ یاد میں اس کی نجات اپنی اگر چاہے

عبث دنیا کے دھندے میں ہوا گل کیوں دوانا ہے (۳۰)

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے آپ کی شخصیت علوم و فنون کے
 اعتبار سے کثیر الجہت تھی۔ میر صفرا احمد معصومی نے ”فصیح بیان شاعر“ اور ”فقیہ عارف“ کے
 القابات سے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا (۳۱) تو آپ کے چچا زاد بھائی خواجہ نقشبند
 نے آپ کے عالمانہ اور عارفانہ مقام و مرتبہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”ہمارے آباء و اجداد میں جتنا کچھ علم و معرفت اللہ نے الگ الگ لوگوں کو عطا
 کیا تھا وہ سب کچھ ایک عالم میں دیکھنا چاہیں تو صرف شیخ عبدالاحد کی ذات بابرکات
 تھی۔“ (۳۲)

خواجہ اعظم کشمیری آپ کے مخلص مریدین میں سے تھے انہوں نے آپ
 کے احوال الشجر الخلد و اثمار الاشجار میں تحریر کئے ہیں۔ اور اس کو ایک نظم میں بیان
 کیا ہے۔ اس میں سے یہاں پر چند اشعار نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے جن سے مادہ
 تاریخ نکلتا ہے۔

از عمر مبارکش بادشاد بگذشت چون سال ہفت و ہفتاد
 از وحشت این سرائے ادنیٰ رو کرد سوئے رفیق اعلیٰ

شہ باز ہوائِ لامکان شد
 ارشاد فزائی قدسیان شد
 این حال کہ جان و دل بفرسود
 در بیست و ششم ز ماہ حج بود
 در جمعہ کہ عید مؤمنین است
 تشریف وصال شاہ دین است
 حوران بہشتِ خاک راہش
 غلمان بصفایِ دل فدائیش
 رضوان ز بہشت سر کشیدہ
 امروز بکام دل رسیدہ
 می گفت پس از ہزار توصیف
 این بیت برائی سال تالیف
 عبد الاحد آن امام قیوم
 احمد سیر و سعید معصوم
 آراستہ تخت معرفت را
 اظہار نمود مرحمت را

- ☆ آپ کی عمر مبارک کا سفر، گزر گیا جب ستر سال مکمل ہوئے۔
- ☆ اسی ادنیٰ سرانے کی وحشت سے، رفیقِ اعلیٰ کی طرف رخ کیا۔
- ☆ لامکان کے شہباز بنے، قدسیوں کے رہنما بنے۔
- ☆ یہ وقت جب کہ دل و جان فرسودہ ہوا، ذوالحج کے مہینہ کی چھبیس تاریخ تھی۔
- ☆ جمعہ کے دن جو کہ مؤمنین کی عید ہوتی ہے، شاہ دین کا وصال مبارک ہوا۔
- ☆ جنت کی حوریں آپ کی خاک راہ ہیں، غلمان دل سے آپ کے فدائی۔
- ☆ رضوان نے جنت سے سر باہر نکالا، آج اپنے دل کی مراد کو پہنچے۔
- ☆ ہزار توصیف کے بعد، یہ شعر سال تالیف کے لیے کہے۔
- ☆ عبد الاحد وہ امام قیوم، احمد سیر اور سعید معصوم۔
- ☆ معرفت کے تخت کو انہوں نے سجایا، مرحمت کا اظہار کیا۔

اور یہ بھی انہیں کا منظومہ ہے۔

خواجہ کشمیری کی ایک اور نظم

کردر حلت قطب ارشاد آنکہ بود در رہ حق عارفان رامستند
از نسیم فیض نشگفتہ گلے ہمچو او در باغ وحدت سرسبد
منبع اسرار ذات لم یلد مطلع انوار اللہ الصمد
از عنایات ازل ذاتش سعید باکمال فضل معصوم ابد
زد رقم اعظم بسال وصل او ہادی دین بود شیخ عبدالاحد

- ☆ رحلت کر گے قطب ارشاد جو راہ حق میں عارفوں کے لیے مستند تھے۔
- ☆ نسیم فیض سے ایسا کوئی پھول نہ کھلا، کہ وہ باغ وحدت میں ہمیشہ رہے۔
- ☆ ذات لم یلد کے اسرار کا منبع، اللہ الصمد کے انوار کا مطلع۔
- ☆ عنایات ازلی سے دل ان کا سعید، کمال فضل کے ساتھ وہ ابدی معصوم۔
- ☆ اعظم نے ان کا سال وصال یوں لکھا، ہادی دین تھے شیخ عبدالاحد۔

ہادی دین بود شیخ عبدالاحد ۱۱۲۶ ہجری

یہ بھی خواجہ کشمیری کی نظم ہے:

چو شیخ عبدالاحد آن قطب آفاق
سفر کرد اختیار از دار دنیا
چراغ افروز بزمِ قدسیان شد
بر اوج چرخ مانند مسیحا
ولے از ہجر آن سرخیل اقطاب

بر اہل دل قیامت گشت برپا
 چو پر سیدم ز اعظم سال و صلش
 بگفتا رفت شاہ دین و دنیا
 الہی خاک پاک مرقدش باد
 ضیا بخش سواد دیدہ ما

- ☆ جب شیخ عبدالاحد قطب آفاق نے
 ☆ سفر اختیار کیا دار دنیا سے آگے
 ☆ اور قدسیوں کے بزم میں چراغ روشن کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔
 ☆ آسمان کی بلندیوں پر مسیحا کی طرح
 ☆ لیکن اقطاب کے سرخیل کے فراق سے
 ☆ اہل دل پر قیامت ٹوٹ پڑی
 ☆ جب اعظم سے ان کا سال وصال پوچھا
 ☆ انہوں نے کہا شاہ دین و دنیا رحلت فرما گئے۔
 ☆ اے اللہ ان کے مرقد کی خاک پاک
 ☆ میری آنکھوں کی بینائی کے لیے ضیا بخش ہو۔ (۳۳)

کحل الجواہر (تعارف)

حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی کا یہ مختصر سا رسالہ ہے۔ اس میں لطائف کے حوالہ سے انتہائی اہم معلومات دی گئی ہیں پروفیسر محمد اقبال مجددی نے لطائف المدینہ میں حضرت وحدت کے حالات کے علاوہ تالیفات کا تعارف بھی دیا ہے۔ اس میں وہ ”رسالہ در بیان طریقہ احمدیہ (لطائف خمسہ) کے تحت لکھتے ہیں:

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے طریقہ سلوک کے بارے میں ہے، آغاز یوں ہوتا ہے:

الحمد لله و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد چون
سالک از حجاب ہستی و خود پرستی بیرون آید درد یدہ بصیرتش بکحل
الجواہر معرفت ملکتھل گردد.....

اس کا ایک خطی نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی میں ہے۔ یہ رسالہ مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کی تصحیح سے کنز الہدایات مولف شیخ محمد باقر لاہوری کے ساتھ کحل الجواہر کے نام سے بطور ضمیمہ طبع ہو گیا ہے۔

حاشیہ میں یہ معلومات دی گئی ہیں:

مولانا نعیم اللہ بہڑا بچھی نے معمولات مظہر یہ ص ۶۶ میں رسالہ کحل الجواہر کو حضرت وحدت کا ایک مکتوب بتاتے ہوئے من وعن نقل کر لیا ہے جس کے آخر میں بعض اضافات بھی ہیں، حضرت وحدت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سناری کے حوالہ پر معاصر خطی رسالہ میں بھی ایک رسالہ ”در بیان لطائف خمسہ و اصول انہا“ کے نام سے نقل کیا گیا ہے

وہ یہی رسالہ لطائفِ خمسہ ہی ہے۔“ (مقاماتِ مظہری، تعلیقات ۵۶۲، طبع اول) 34
 ان معلومات کا بنیادی ماخذ مکتوباتِ امام ربانی اور مکتوباتِ معصومیہ ہیں۔ یہ
 رسالہ بھی ان شاء اللہ حوالہ جات و تعلیقات کے ساتھ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔ جس مخطوط
 سے اس کا ترجمہ دیا جا رہا ہے اس پر Manuscript details کے عنوان سے درج
 ذیل معلومات دی گئی ہیں۔

Abdulahad Wahdat Sirhindi, Kuhl al-Jawahir,
 Istanbul, Bayazid Davlat Library, Bayazid section,
 inventory: 3823, ff. 18a-21b.

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

۲۳ ستمبر ۲۰۱۷ء

حوالہ جات / حواشی

(۱) کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مکتبہ انوار مدینہ، سیالکوٹ: ۱۴۰۷ء، ص: ۴۱۶ / بدر الدین سرہندی، علامہ حضرت القدس، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ، ۱۴۰۳ھ، جلد ۲، ص: ۲۵۳

(۲) معصوم سرہندی، خواجہ مکتوبات معصومیہ، ادارہ مجددیہ، کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ۳

(۳) حضرات القدس جلد دوم، ص: ۲۵۳

(۴) زبدۃ المقامات، ص: ۴۱۶

(۵) مکتوبات معصومیہ دفتر دوم، مکتوب: ۳

(۶) سیر و سلوک سے متعلق آپ کی بلند نگاہی کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

باقی باللہ، خواجہ، مکتوبات (قلمی) (عکس)، کتب خانہ جامعہ ریاضی العلوم فیصل آباد، ص: ۵۹

مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۲۵۹، ۲۹۶، ۳۱۱۔ دفتر دوم: مکتوب ۳، ۷۱، ۹۱۔

دفتر سوم: مکتوب ۴۶، ۴۸، ۶۱، ۷۳، ۷۷، ۸۸، ۹۳۔ دفتر دوم (مکتوب ۵۵، ۹۸)

اور دفتر سوم (مکتوب ۲، ۴۳، ۶۴، ۷۸، ۸۲، ۸۵، ۱۰۴) آپ کے بھائی خواجہ محمد

معصوم کے یہ مکاتیب تصوف میں آپ کے مقام و مرتبہ کے عکاس ہیں۔

(۷) ملاحظہ فرمائیے سعید احمد، خواجہ، مکتوبات سعیدیہ، مرتب: خواجہ محمد فرخ، لاہور ۱۳۸۵ھ

مکتوب نمبر ۳۸، بنام شیخ ابراہیم، مدرس مدینہ منورہ

مکتوب نمبر ۸۷، بنام امام اسمعیل والی یمن

مکتوب نمبر ۶۸، بنام علمائے الحرمین الشریفین

مکتوب نمبر ۸۵، بنام شیخ احمد تبری خطیب مدینہ منورہ

(۸) مکتوبات کی عمومی زبان فارسی ہے۔ بعض مکاتیب فارسی اور عربی میں لکھے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں صرف عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی ملتے ہیں۔ درج ذیل مکاتیب ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب نمبر: ۷، ۸، ۱۶، ۲۹، ۳۰، ۳۶، ۸۹

شیخ محمد کے نام (مکتوب: ۹۷) امام ابوحنیفہؒ کے فضائل و مناقب اور حاسدین کے شبہات کے رد میں لکھا گیا۔ عربی زبان میں امام ابوحنیفہؒ پر یہ طویل خط (ص: ۱۵۸-۲۱۴) اس موضوع کے ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(۹) بادشاہ وقت اور نگزیب عالمگیر کے نام آپ کے درج ذیل ۹ مکاتیب ہیں:

مکتوبات سعیدیہ، مکتوب نمبر ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۴۶، ۶۵، ۶۶، ۸۲، ۴، ان میں ۵ مکاتیب اس کے زمانہ شہزادگی کے ہیں۔ ان خطوط میں آپ نے اسے ہندوستان میں اسلام کی زبوں حالی، اس کی ذمہ داریوں اور ترویج شریعت سے متعلق آگاہی دی ہے۔ شیخ محمد سعید کا وصال ۲۷ جمادی ال آخر ۱۰۷۱ کو دہلی سے سرہند جاتے ہوئے سنبھالکھ کے مقام پر ہوا۔ آپ کے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق کے ساتھ آپ کو سرہند میں دفن کیا گیا۔ آپ خازن الرحمۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ فرمائیے:-

زبدۃ المقامات، ص: ۴۱۵-۴۲۷

حضرات القدس، جلد ۲، ص: ۲۵۲-۲۸۰

روضۃ القیومیۃ، جلد اول، ص: ۴۶۳-۴۷۰

شیخ عبدالاحد بن خواجہ محمد سعید نے آپ کے حالات پر ”لطائف المدینہ“ کے نام سے

۱۰۶۷-۱۰۶۸ میں لکھی۔ یہ عربی نثر میں ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ نیشنل میوزیم آف

پاکستان، کراچی میں ۱۰۵۶/۲-۱۹۵۷ N.M کے تحت محفوظ ہے۔ اس مخطوط کا ملخص

اردو ترجمہ مع تعلیقات حوزہ نقشبندیہ، لاہور سے ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں محمد اقبال

مجددی نے شائع کیا۔

- (۱۰) شیخ محمد سعید کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں شیخ عبدالاحد کا پانچواں نمبر ہے۔ تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
- (۱۱) شیخ عبدالاحد کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

عمر الفاروق، عاصم، حفص، عمر، عبداللہ، ناصر، ابراہیم، اسحاق، ابوالفتح، عبداللہ (اکبر)، عبداللہ (الواعظ الاصغر)، مسعود، سلیمان، محمود، نصیر الدین، شہاب الدین علی فرخ شاہ، یوسف احمد، شعیب، عبداللہ، اسحاق، یوسف، سلیمان، نصیر الدین، نور الدین، امام رفیع الدین، حبیب اللہ، محمد، عبدالحی، زین العابدین، عبدالاحد، شیخ احمد سرہندی، خواجہ محمد سعید، شیخ عبدالاحد، گویا ۳۳ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔

- (۱۲) اقبال مجددی، محمد، مقامات معصومی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۴ء مقامات معصومی جلد دوم، ص ۱۴۳

- (۱۳) شیخ احمد سرہندی نے مکتوبات میں ایک جگہ اخوند سجاول کا ذکر کیا ہے۔ (احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، ادارہ مجددیہ کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ۹۱)

مکتوبات معصومیہ میں بھی ایک خط ان کے نام موجود ہے۔ (دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷)

مجددی خاندان کے اکثر احباب ان کے استاد ہیں۔ فقہ کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شرح وقایہ کا فارسی ترجمہ اور ہدایہ کی شرح کے علاوہ مسائل ضروریہ کے نام سے تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے (مقامات معصومی (جلد ۴، ص: ۳۸۹-۳۹۱)

حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں مقامات معصومی جلد اول، ص: ۶۱۸-۶۲۱

- (۱۴) محمد اقبال مجددی نے لطائف المدینہ کے مقدمہ میں کتب کی تفصیلات بڑی محنت سے اکٹھی کی ہیں۔ اقبال مجددی، محمد، مقدمہ لطائف المدینہ، حوزہ نقشبندیہ، لاہور ۲۰۰۴ء،

ص: ۴۵-۶۱

کتب کی تفصیلات کے لیے درج ذیل مآخذ بھی ملاحظہ فرمائیں:

محمد احسان سرہندی، روضۃ القیومیۃ، مکتبہ نبویہ، لاہور، جلد ۳، ص: ۵۶

روضۃ القیومیۃ، جلد ۴، ص: ۱۲۴

مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۵۳۸

عبدالحی، مولانا، نزہۃ الخواطر (اردو) دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۶، مترجم انوار الحق

قاسمی، جلد ۶، ص: ۱۸۷-۱۸۸ ضروی، احمد فہرست مشترک نسخہ های خطی فارسی

پاکستان، اسلام آباد جلد ۲، ۴، ۷

حسن انوشہ، دانش نامہ ادب فارسی، ادب فارسی در شبہ قارہ، تہران، ۱۳۸۰، ص:

۲۶۵۷-۲۶۵۶

(۱۵) غلام سرور لاہور، مفتی، خزینۃ الاصفیاء انصاری کتب خانہ جلد اول، ص: ۶۶۲-۶۶۳

(۱۶) مقامات مظہری، ص: ۲۴۸-۲۵۲

(۱۷) شیخ مظہر جان جاناں (م: ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ ہیں،

ان کے احوال، شاہ غلام علی دہلوی نے مرتب کئے۔ ان کے اردو ترجمہ اور تعلیقات کا کام محمد اقبال مجددی نے کیا ہے۔

(۱۸) خالد کردی شاہ غلام علی دہلوی کے نامور خلیفہ ہیں۔ مغرب کے اہل علم میں نقشبندی سلسلہ

کے معروف صوفیہ میں سے ایک ہیں۔

(۱۹) قاضی ثناء اللہ کی شخصیت و سوانح پر تحقیقی مقالہ بعنوان ”تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی“

لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

(۲۰) مکتوبات معصومیہ دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷

(۲۱) مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۷

- (۲۲) ملاحظہ فرمائیے:
- مکتوبات سعیدیہ، مکتوب: ۱۷، ۲۱، ۳۶، ۴۲، ۸۶
- مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۱۹، دفتر سوم، مکتوب: ۲، ۱۴، ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۴۸
- (۲۳) انفاس العارفين، ص: ۱۹۲، ۲۲۵
- (۲۴) اردو زبان کی قدیم ابتدائی شکل ریختہ کہلاتی ہے۔
- (۲۵) جالبی، جمیل احمد تاریخ ادب اردو، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۷ء، جلد ۲، ص: ۱۲۴
- (۲۶) تاریخ ادب اردو جلد ۲، ص: ۱۲۴ / مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیے، نجم الاسلام، دین و ادب ادارہ اردو حیدرآباد ۱۹۸۹ء، ص: ۹۹، ۱۱۸، ۱۱۶ / تذکرہ روز روشن، ص: ۶۹۰
- (۲۷) مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۵۴۱
- (۲۸) مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰
- (۲۹) مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰
- مزید اشعار کے لیے اسی جلد کا ص: ۲۲، ۵۳۳، ۵۳۳ ملاحظہ فرمائیں۔
- علاوہ ازیں صباء، مولوی محمد مظفر حسین، تذکرہ روز روشن، تصحیح و تحشیہ محمد حسین دکن، انتشارات کتابخانہ رازی، تہران، ۱۳۴۳ء، ص: ۶۹۱
- (۳۰) تاریخ ادب اردو، جلد ۲، ص: ۱۲۳
- (۳۱) مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۲۲
- (۳۲) قاسمی، احمد ندیم، (مدیر) سہ ماہی "فنون" لاہور، شمارہ ۲، جلد: ۴، دسمبر ۱۹۶۶ء، ص: ۲۴۲
- محمد اکرم چغتائی کا مضمون بعنوان "مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ" ص: ۲۳۷، ۲۴۵
- یہاں تک کے مندرجات کے لیے ملاحظہ فرمائیں (فکر و نظر، جلد ۶، جنوری، مارچ ۲۰۰۹ء، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)
- (۳۳) حاجی محمد فضل، عمدۃ المقامات، ترکی، ص: ۲۴۷-۲۴۸
- کحل الجواہر کا ایک ترجمہ کنز الہدایات کے ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا، صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں علامہ ظہور احمد جلالی نے یہ ترجمہ کیا۔
- (۳۴) لطائف المدینہ صفحہ ۵۲، تحقیق پروفیسر محمد اقبال مجددی

سلسلہ مجددیہ کے طریق سلوک کی کیفیت کا ذکر اور لطائف عشرہ کا بیان

حضرت شیخ عبدالاحد دلیل اللہ الصمد کے اس باب میں چند انتہائی متین مکتوبات ہیں جو کحل الجواہر سے موسوم ہیں اسے بعینہ دیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

جب سالک ہستی اور خود پرستی کے حجاب سے باہر آجاتا ہے اور اس کی باطنی آنکھ کحل الجواہر کی معرفت سے سرگیں ہو جاتی ہے تو آئیہ کریمہ و فی انفسکم افاد تبصرون کے مطابق اپنی بصیرت سے ان نشانیوں کا مشاہدہ کر لیتا ہے جو اس میں ودیعت رکھی گئی ہیں اس کے بعد بارگاہ قدس سے اس قالب انسانی میں ودیعت کی کرد نشانیوں اور حقائق میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے بمقتضائے من عرف نفسه فقد عرف ربه ان کو دھیان اور توجہ سے سنا جائے۔

جاننا چاہئے کہ انسان جو کہ عالم صغیر ہے دس اجزاء سے مرکب ہے جن کے اصول (جزئی) عالم کبیر میں ہیں اور عالم کبیر عبارت ہے مجموعہ کائنات سے عالم خلق ہو۔ امران میں سے پانچ عالم امر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں قلب، روح، سر، خفی اور اخفی اور پانچ عالم خلق سے ہیں اور وہ نفس اور عناصر اربعہ ہیں جس طرح ان عناصر کے اصول (جزئی) عالم خلق میں ہیں اسی طرح لطائف خمسہ مذکورہ کے اصول عالم امر میں ہیں جو کہ عبارت ہے فوق العرش سے اور لامکان میں متحقق ہے۔ اور عرش مجید سے اوپر اور باقی اصول سے نیچے اصل قلب ہے اور اسی لیے قلب کو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان

برزخ کیا گیا ہے کیونکہ عالم خلق کی انتہا عرش مجید ہے اور کیونکہ عرش عالم خلق کی انتہا ہے اور وہاں سے آگے عالم امر شروع ہوتا ہے اس لحاظ سے عرش کو بھی برزخ کہا گیا ہے۔

اور اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اس سے اوپر اصل سر اور اس سے اوپر اصل خفی اور اس سے اوپر اصل اخفی ہے جب حق جل وعلیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق انسان کو اس ترکیب سے بنانا چاہا تو اس کا قالب (ڈھانچہ) بنانے کے بعد لطائف خمسہ میں ہر ایک کا تعلق ورشتہ اس عنصر جسمانی سے جوڑ کر فوق العرش سے انہیں ہر ایک کے مناسب اور خاص مقام میں اتارا اور وہاں متمکن کر دیا۔

لطیفہ قلب کو اس لو تھڑے (دل) میں جگہ دی جو بائیں پستان کے نیچے واقع ہے جسے قلب صنوبری کہتے ہیں اور اسے قلب صنوبری اس لیے کہتے ہیں کہ یہ صنوبر پھل کی طرح مقلوب ہوتا ہے اور اس لطیفہ کا اصل الاصل حق تعالیٰ کی صفت اضافیہ ہے اور (صفت اضافیہ) عبارت ہے فعل و تکوین (الہی) سے اور اس لطیفہ کا کمال یہ ہے کہ سالک حق جل وعلیٰ کے فعل میں فانی و مستہلک ہو جائے گا اور اسی فعل سے بقا حاصل کرے گا اور اس دوران سالک خود کو مسلوب الفعل پائے گا اور اپنے افعال کو حق جل وعلیٰ سے منسوب کرے گا اور فنائے قلب اور تجلی فعل اسی مقام کے لیے کنایہ ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ (دل کو) غیر حق سے کوئی علمی وجہی تعلق نہیں رہا ہے اور ماسویٰ اللہ کو بالکل فراموش کر دیا ہے حتیٰ کہ اگر سالہا سال کوشش کرے ایک لمحہ کے لیے بھی ماسویٰ کو یاد نہ کر سکے گا اس وقت جب علم اشیاء اس سے زائل ہو گیا ہے محبت اشیاء بطریق اولیٰ زائل ہو گئی ہے۔

جب سالک فنائے قلب سے مشرف ہو جاتا ہے اولیاء کی جماعت میں داخل

ہو جاتا ہے اور اس (فنائے قلب) کا حصول تب تک ممکن نہیں جب تک کہ سالک دائرہ امکان ”یعنی فرش سے عرش تک اور عرش سے لے کر عالم امر تک“ اور مراتب عشرہ جن کا ذکر صوفیہ علیہ نے کیا ہے، کو مکمل طے نہیں کر لیتا۔ اور لطیفہ نور قلب زرد روشنی ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور سالک اس مشرب کا ہو اس کا وصول بارگاہ قدس تک اسی لطیفہ سے ہوگا ہے ہاں سوائے کسی پیر کامل کی کشش و قسر کے۔ اس مشرب والے میں ان ولایات پنجگانہ میں سے ایک درجہ حاصل کرنے کی استعداد ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ کوئی قاسر ہو جو قسر کر دے۔

لطیفہ روح چونکہ الطف (لطیف تر) ہے اور مقام قلب سے زیادہ مناسب رکھتا ہے اس بنا پر اسے سینہ کے دائیں جانب پستان کے نیچے جگہ دی گئی۔ اور اس لطیفہ اصل الاصل حق تعالیٰ کے صفات ثبوتہ ہیں جو ذات اقدس سے ایک قدم نزدیک تر ہیں۔ سالک اس لطیفہ میں (جو کہ تجلی صفات سے مربوط ہے) فنا کے حصول کے بعد خود کو اپنے آپ سے مسلوب پاتا ہے بلکہ جناب قدس سے منسوب ہو جاتا ہے اس لطیفہ کے نور کو نور سرخ بتایا جاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو ابراہیمی مشرب ہے اس کا جناب قدس تک وصول فنائے قلب کے درجات طے کرنے کے بعد اسی لطیفہ سے ہوگا اور اس مشرب والے کو مراتب قلب طے کرنے کے بعد ولایات پنجگانہ کے درجات میں دو درجوں کے حصول کی استعداد پیدا ہوگی الا یہ کہ کوئی قسر کرنے والا قسر کر دے۔

لطیفہ سرّ روح سے بھی الطف (لطیف تر) ہے اس کی جگہ سینہ کے درمیان ذرا بائیں ہٹ کر ہے اور اس (لطیفہ) کا اصل الاصل شیونات ذاتیہ ہیں جو کہ صفات میں

مزید ایک قدم حضرت حق سے قریب تر ہیں اس لطیفہ میں فنا کا حصول شیونات ذاتیہ کے تجلی سے ہوگا اور اس لطیفہ کے نور کو سفید نور بتایا گیا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو کوئی موسوی مشرب ہو اس کا وصول جناب قدس تک اسی لطیفہ سے ہوگا البتہ یہ سابقہ لطائف کو طے کرنے کے بعد ہوگا اور اس مشرب والے کو (مراتب طے کرنے کے بعد) لطائف کے پانچ مراتب ہیں سے تین درجات کے حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہے مگر یہ کہ کوئی قاسر قسر کرے۔

لطیفہ خفی یہ ستر سے (بھی) الطف (لطیف تر) ہے اس کو روح اور وسط سینہ کے درمیان جگہ دی گئی ہے اور اس لطیفہ کی اصل الاصل صفات سلبیہ تنزیہیہ ہے جو کہ شیونات ذاتیہ سے بالا ہیں اور اس لطیفہ کے فنا کا حصول اسی صفت کی تنزیہ تک وصول سے ہوتا ہے اور اس لطیفہ کے نور کو نور سیاہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو کوئی اس مشرب کا ہوذات اقدس کی طرف اس کا راستہ سابقہ لطائف طے کرنے کے بعد اسی لطیفہ سے ہوگا الا یہ کہ کوئی قاسر قسر کر دے۔ اس مشرب والے کو لطائف کے پنجگانہ مراتب میں سے چار مراتب کے حصول کی استعداد حاصل ہے۔

لطیفہ خفی عالم امر کے لطائف میں سب سے زیادہ الطف، احسن، اجمل اور حضرت حق سے اقرب ہے، اس کا مقام وسط سینہ میں ہے جو کہ مرکز ہے اور حضرت حق سے مناسبت تام رکھتا ہے اور اس لطیفہ کا اصل الاصل ایک مرتبہ ہے جو مرتبہ تنزیہی اور مقام احدیت کے درمیان برزخ کی طرح ہے اور اس لطیفہ کے فنا کا حصول بھی اسی مرتبہ مقدسہ کی تجلی سے مربوط ہے اور اس نفیس لطیفہ کے نور کی نشانی سبز نور بتائی گئی ہے اس

لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اور اس اعلیٰ مشرب والے کو ذاتاً تمام مراتب ولایت پنجگانہ کے حصول کی استعداد حاصل ہے اور میں نے حضرت قطب الاقطاب کی الہام ترجمان زبان سے سنا ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا غلس (آخر رات کی تاریکی) میں نماز فنائے اخفی کے لیے ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ عالم امر کے ان پانچ لطائف کا عروج ولایت کبریٰ، جو کہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے، کے دائرہ اولیٰ، تک ہوتا ہے اور جب معاملہ اس دائرہ سے گزر جائے اور اصل الاصل کے سیر میں داخل ہو جائے تب واسطہ نفس کے ساتھ پڑتا ہے اور (اس وقت) نفس فنائے اتم و بقائے اکمل، شرح صدر اسلام حقیقی، حصول اطمینان و یقین اور مقام رضا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر سیر ولایت علیا میں آجائے تب معاملہ تین عناصر ناری ہوائی اور مائی (آتش بادی اور آبی) سے پڑتا ہے اور اگر وہاں بفضل خدا تعالیٰ ترقی کا شرف حاصل ہو جائے تو کمالات نبوت میں سیر واقع ہو جائے گی اور پھر معاملہ اجزائے ارضی سے ہو جائے گا اور اگر وہاں (بھی) ترقی ہو جائے چاہے ترقی کمالات رسالت میں ہو چاہے حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوة میں ہو تمام کمالات فردا فردا حاصل ہونے کے بعد معاملہ ماہیت وحدانی سے ہو جاتا ہے جو کہ اجزاء عشرہ عالم خلق اور عالم امر کا مجموعہ ہے اس کے بعد معاملہ ہم اور آپ کے فہم و عقل سے برتر ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ محض اپنی بے انتہا عنایت سے تمام کمالات سے بطور اتم بہرہ مند فرمادیتا ہے انہ قریب مجیب۔

بحمد اللہ سبحانہ حضرات عالی درجات قدسنا اللہ باسرارہم العالیۃ کے طفیل ان

مذکورہ معاملات میں جو دیگر معاملات سے اتنے بلند و عالی ہیں جتنا کہ زمین سے آسمان، بقدر استعداد بلکہ اس سے بڑھ کر کہیں زیادہ کرم ہو اور اس ذرہ کو خاک ندامت و مذلت سے اٹھا کر آفتاب کے برابر بلند کر دیا اس کرم پر اگر ہزار سال لاکھ زبانوں سے انتہائی ادب سے شکر یہ ادا کروں تو ایک ہزار واں حصہ بھی ادا نہیں ہوگا۔ قل الحمد لله والمنة كما يليق بشانه ويجري والسلام على رسوله واله وصحبه البررة التقى۔

اس قسم کے امور کے ذکر سے اگرچہ فخر و مباہات کا ترشح ہوتا ہے لیکن شکر نعمت اور خاص مخلص احباء کے لیے جو ان اسرار سے واقف ہیں اور ان آثار کے مشاق اور اختیار کے لیے ذکر کیا۔ ربنا لا تو اخذنا ان نسينا او اخطانا بحرمت سيدنا محمد النبي الامي العربي صلي الله عليه وسلم اور اس مکتوب کے آخر میں یہ فائدہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مشائخ کرام کی یہ عادت ہے کہ سالک مبتدی کو دل سے ذکر (ذکر قلب) کرنے میں لگا دیتے ہیں تاکہ اس میں ذکر کا جوہر اور ملکہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے بعد ذکر روح میں مصروف کر دیتے ہیں اور اس کے بعد ذکر اخفی پر اور اس کے بعد ذکر نفس پر جس کا محل دماغ ہے پھر اگر اس کے بعد چاہیں تو ذکر سر و خفی کی بھی تربیت فرما دیتے ہیں اور اس کے بعد تمام اعضاء سے ذکر کیا جاتا ہے جب تک کہ ذکر پر مکمل عبور اور تسلط حاصل ہو جائے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذکر قلب، ذکر روح اور اخفی پر اکتفاء کرتے ہیں اور بعض اوقات تو صرف ذکر قلب پر لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ ذکر، قلب کا جوہر بن گیا ہو اور بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ فقط ذکر قلب سے ذکر کا غلبہ ہو گیا ہے اور تمام اعضاء میں سرایت کر گیا ہے اور بالجملہ سلوک کی منزلیں مبتدی کی استعداد کے مطابق طے کرانی چاہئیں والسلام علی من اتبع الهدی۔

اس رسالہ کے مصنف قطب الواصلین وقدوة الکاملین ولی اللہ الصمد حضرت

شیخ عبدالاحد ملقب بدلیل الرحمن بن خازن رحمت محمد سعید بن الامام الربانی حضرت احمد
 الفاروقی السہرندی لمجد دلالتی الثانی قدس اللہ اسرارہم واطلع علینا انوارہم، ہیں
 جو کہ گیارہویں صدی ہجری میں دارفنا سے عالم بقا تشریف لے گئے اور سرہندی کی
 معطر خاک میں اپنے بزرگوار چچا کے مزار میں آرام فرماہیں۔

رسالہ صاحبیہ

بامقدمہ و تصحیح سعید نفیسی

مؤلف

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی

رسالہ صاحبیہ کے مؤلف حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے اس رسالہ میں اپنے شیخ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال، مقامات اور ملفوظات ذکر کئے ہیں، اس نقطہ نظر سے یہ رسالہ نقشبندی طریقہ کی اہم کتب میں شمار ہوتا ہے۔ سعید نفیسی نے اس رسالہ پر لکھے گئے مقدمہ سلسلہ نقشبندیہ اور خواجگان نقشبندیہ کے بارے میں اہم معلومات فراہم کی ہیں، یہ متن ایران کے رسالہ فرہنگ ایران زمین جلد اول میں شائع ہوا۔ اسی کو بنیاد بنا کر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ترجمہ میں ابھی اصلاح کی گنجائش موجود ہے۔ یہ ترجمہ مع حواشی عنقریب علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

ان شاء اللہ

لندن سے جناب امجد جاوید کا شکر یہ جن کے توسط سے یہ متن دستیاب ہوا۔

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

۲۳ ستمبر ۲۰۱۷ء

رسالہ صاحبیہ

بامقدمہ و تصحیح سعید نفیسی

مقدمہ:

یکی از سنن بسیار پسندیدہ مشایخ تصوف ایران کتابہایست کہ باصطلاح در مناقب و مقامات یک دیگر نوشتہ اند۔ کلمۂ (مقامات) در اصطلاح ایشان یعنی شرح آنچه از شیخی دیدہ اند و یا از زبان او شنیدہ اند۔ گاهی این کتابہا شرح احوال چند تن از مشایخ یک طریقہ است و عدۂ بسیاری از آنها داریم کہ در ایران و ہندوستان بزبان تازی ولی بیشتر بزبان پارسی تألیف کردہ اند۔ این کتابہا باہمۂ اہمیت فوق العادہ ای کہ دارند باز در برابر کتابہای نوع دوم کہ اینک برمی شمارم چیزی نیستند، زیرا کہ قہراً آنچه در بارہ ہر یک ازین مشایخ نوشتہ شدہ، بیشتر مختصرست و نہ تنها جزئیات زندگی او در آن کمتر ہست و ازین حیث فایدہ آن برای تاریخ کمترست بلکہ اقوال آن شیخ را کمتر در آن آوردہ اند و از نظر تاریخ فلسفہ و تصوف کہ شعبہ ای از آنست و تاریخ زبان فارسی فواید آن کمترست۔

اما کتابہای نوع دوم کہ قطعاً مهم ترین ذخایر زبان فارسی و بزرگترین غنایمست کہ از روزگار ان گذشتہ بمارسیدہ کتابہایست کہ مستقلاً چہ در زمان همان شیخ و چہ بعدہا در جزئیات احوال وی نوشتہ شدہ و بجز عبدالقادر بغدادی کہ در بارہ او چند کتاب بہمین روش بزبان تازی

نوشته شده آنچه در باره صوفیہ ایران و ہندوستان و ماوراء النہر نوشته اند بزبان فارسیست۔ گاهی ابن کتابها بسیار مفصل و گاهی ہم رسالہ مختصریست۔ اگر بخوایم فہرستی ازین کتابها و رسایل اینجا ضبط کنم سخن بسیار دراز می شود۔ روی ہمرفته برای عدہ کثیر از مشایخ تصوف ازین گونه کتابها هست کہ متأسفانہ عدہ بسیار کمی از آنها چاپ شدہ و حال آنکہ چاپ این کتابها واجبترین کارهای ادبی و تاریخی ما بودہ است معروف ترین کتابهایی کہ درین زمینہ داریم در مقامات ابو الحسن خرقانی و ابوسعید ابوالخیر و روزبہان بقلی و عبدالقادر گیلانی و ابو اسحق کازرونی و مولانا جلال الدین بلخی و بہاء الدین نقشبند و ابو یعقوب یوسف ہمدانی و مودود چشتی و علاء الدولہ سمنانی و میر سید علی ہمدانی و عبید اللہ احرار و احمد جام ژندہ پیل و خواجہ محمد پارسا و علاء الدین عطار و شاہ نعمۃ اللہ ولی و صفی الدین اردبیلی و سعد الدین کاشغری و امیر سید کلال بخاری و نور الدین عبدالرحمن جامی از مشایخ ایران و ماوراء النہر و معین الدین سکزی و فرید الدین گنج شکر یا شکر گنج و نظام الدین اولیا و میر سید محمد گیسو دراز و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و امام ربانی مجدد الف ثانی و شرف الدین یحیی منیری و عدہ کثیر دیگر از مشایخ ہندوستانست و گاهی در بارہ یک تن کتابهای متعدد نوشته اند۔

فایدہ عظیم این کتابها برای تاریخ اینست کہ مؤلفان آنها زندگی عامہ مردم ہر عصری را با کمال امانت و صداقت و بی آنکہ کمترین تملق

واغلاق و قلب و تغییری در آن راه داده باشند برای ما گذاشته اند۔ امروز دانشمندان جهان تاریخ هر عصر و دیاری را شرح زندگی عامه مردم آن دیار می دانند و نه شرح جنگها و زندگی پادشاهان و حکومتها و دربارها۔ در هر عصری در برابر یک شاه و چند درباری هزاران و میلیونها مردم دیگر زندگی کرده اند و مامی خواهیم از زندگی آنها با خبر باشیم زیرا آنها جامعه را و کشور را فراهم کرده اند نه یک تن مرد جابر و چند حاشیه نشین و مزاج گوی درباروی۔ یگانه اسنادی که برای این نتیجه عالی و مقدس لازم داریم همین کتابهاست که در راست گویی و حق پرستی نویسندگان آنها اندک شک و تردید در میان نیست۔

سود عظیم دیگری که از این کتابها میبریم سود ادبیست زیرا که این کتابها را تقریباً همیشه کسانی که در همان عصر می زیسته اند نوشته اند و ساده ترین زبان محاورات و مشافهات همان عصر را برای ما گذاشته اند و اینها بهترین اسناد دست نخورده و تباہ نشده ادبیات ماست۔ اگر هم کسی در عصری که پس از زمان آن شیخ بوده است نوشته باشد باز از روی اسناد معاصر او ترتیب داده و این فایده عظیم ادبی از آن بیرون نرفته است۔

از جمله رسایل خردتری که درین زمینه بدست رسالت رسالت (بنام صاحبیہ) در مناقب و مقامات خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی عارف مشہور کہ مرید و جانشین معروف او خواجہ عبدالخالق غجدوانی نوشته است و در این صحیف انتشار می یابد۔

ابو یعقوب یوسف ہمدانی و عبد الخالق غجدوانی ہر دو از آن طریقہ معروفی هستند کہ بعدها بہاء الدین نقشبند آنرا تکمیل و تہذیب کردہ و از آن زمان بنقشبندیان یا نقشبندیہ معروف شدہ اند و یکی از بزرگترین حلقہ ہای تصوف را تشکیل دادہ و قرنہا در آسیای مرکزی و ماوراء النہر و افغانستان و ترکستان و ہندوستان و عراق و ایران و ترکیہ و شمال افریقا دستگاہ بسیار وسیعی را گردانیدہ اند کہ قطعاً وسیع ترین دستگاہ تصوف ایران بودہ و ہنوز ہم عدہ کثیر از صوفیہ این کشورہا از همان طریقہ اند، منتهی در ہندوستان در پایان قرن دہم و آغاز قرن یازدہم پیشوای بزرگی درین سلسلہ پیدا شدہ است کہ احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی کابلی سر ہندی نام دانستہ و در ۱۰۳۵ در گذشتہ و چون در آغاز ہزارہ دوم تاریخ ہجری زیستہ است اورا "مجدد الف ثانی" لقب دادہ اند و از آن روز طریقہ ای دیگر در میان نقشبندیان پیدا شدہ کہ بمناسبت ہمین لقب آنها را (مجددی) گفتہ اند و اینک در پاکستان و ہندوستان و افغانستان بسیارند۔ در پایان قرن دوازدہم در میان کردان ایران و عراق و عثمانی نیز یکی از پیشوایان نقشبندیان می زیستہ کہ ضیاء الدین خالد بغدادی سلیمانی عثمانی نام داشتہ و بیشتر ساکن دمشق بودہ و او ہم طریقہ ای دیگر رواج دادہ کہ بمناسبت نام وی بخالدی معروفند و امروز نقشبندیان کردستان ایران و عراق و سوریہ و ترکیہ از آن سلسلہ اند۔

در میان مشایخی کہ پیش از بہاء الدین نقشبند آمدہ اند عدہ ای

ہستند کہ اسلاف او بوده اند و چون بعد ایشان را درین طریقہ خواجہ لقب داده اند مجموع آنها را خواجگان و سوابق این طریقہ را طریقۂ خواجگان نام گذاشته اند۔ بہاء الدین محمد بن محمد بخاری نقشبند در دہی بنام قصر عارفان در بیرون شہر بخارا در محرم ۷۱۸ و ولادت یافتہ و در همانجا در شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ در گذشتہ و اینک مزارش در همانجا معروفست۔ طریقۂ وی ببایزید بسطامی عارف مشہور ایران می رسد و در میان وی و بایزید بسطامی پانزدہ تن مشایخ بودہ اند کہ جانشین یکدیگر شدہ اند و آنها را خواجگان می گویند۔ بدین گونه: بایزید بسطامی، ابوالحسن خرقانی، ابوعلی رودباری، ابوعلی کاتب، ابوعثمان مغربی، ابوالقاسم گرگانی، ابوعلی فارمدی، ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی، حسن انداقی، احمد یسوی، عبدالخالق غجدوانی، عارف ریوگری، محمود الخیر فغنوی، علی رامتینی خواجہ عزیزان، محمد بابا سماسی، امیر سید کلال، بہاء الدین نقشبند۔ از بایزید بسطامی طریقۂ دیگری ہم منشعب شدہ است کہ بمناسبت نام بایزید کہ طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان بودہ است آنها را طیفوریہ گفته اند۔ دربارہ بایزید بسطامی و عصر زندگی او سخن بسیار هست کہ باختصار نمی توان از عہدہ آن برآمد۔

خواجہ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی کہ این رسالہ (صاحبیہ) در مقامات وی نوشتہ شدہ چنانکہ گذشت مرید و جانشین شیخ

ابو علی فضیل ابن محمد فارمدی طوسی در گذشتہ در ۴۷۷ بودہ است و در ضمن سفرهایی کہ کردہ از ابو اسحق فقیہ شیرازی و عبدالقادر گیلانی و عبداللہ جوینی و حسن سمنانی نیز بہرہ مند شدہ است و بر طریقہٴ حنفی میزیستہ، در ۴۴۰ بجهان آمدہ و در راه ہرات بمرو در روز پنجشنبہ ۸ محرم ۵۳۵ از جهان رفتہ و قبرش در مرو بودہ است و وی چہار خلیفہ داشتہ کہ پی در پی بجای او نشستہ اند: خواجہ عبداللہ برقی، خواجہ حسن انداقتی، خواجہ احمدیسوی و خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ وی در ۱۸ سالگی از شہر خود بغداد رفتہ و سپس در اصفہان و آذربایجان و بخارا نیز دانش آموختہ و مدتی ہم در سمرقند و ہرات زیستہ است۔ در ہمین رسالہٴ صاحبیہ نسب وی بچہل و چہار پشت بکیو مرث و بچہل و شش پشت بآدم و بشش پشت بابو حنیفہ می رسد۔ حاجت بتا کید نیست کہ این گونه نسب نامہ ہا است و ساختگیست۔

خواجہ عبدالخالق بن عبدالجمیل غجدوانی از مردم غجدوان، بودہ (بضم غین و سکون جیم و ضم دال و فتح واو) کہ قریہٴ بزرگی بودہ است در شش فرسنگی بخارا و ہفتہ بازار معروفی داشتہ، پدرش دانشمندی بزرگ و بعبدالجمیل امام معروف بودہ و نسبش بامام مالک بن انس می رسیدہ، اما در برخی از کتابہا نامش را بخطا عبدالجلیل ضبط کردہ اند۔ وی نخست در شہر ملاطبہٴ روم در آسیای صغیر می زیستہ و گویند در آنجا خضر پیامبروی را بولادت این پسر مژدہ۔ دادہ و این

دلیلست برینکہ وی در ملاطبه و لادت یافته است۔ اما چنانکہ پس ازین معلوم خواهد شد خضر نام یکی از معاصران پدرش بوده است۔

پدرش پس از چندی بما وراء النهر رفته و در آنجا ساکن شده است۔ اما برخی ولادت وی را در غجدوان و برخی در بخارا ضبط کرده اند۔ نخست در بخارا دانش آموخته و گویند بر استاد خود امام صدر الدین کہ از بزرگان دانشمندان بود تفسیر میخواند، چون بدین آیت رسید کہ: (ادعوا ربکم تضرعوا و خفیه انه لا یحب المعتدین) از استاد خود پرسید کہ حقیقت این خفیه و طریقه آن چیست؟ اگر خوانندہ بلند بخواند و یا در هنگام خواندن اعضای خود را بجنابند دیگری از آن آگاہ می شود و اگر در دل خود ادا بکند بحکم حدیث (الشیطان یجری من آدم مجری الدم) آگاہ می شود۔ استاد گفت این علم لدنیست، اگر خدای خواسته باشد از اهل اللہ کسی بتومی رسد و ترامی آموزد و خواجہ ہم چنان منتظر بود تا اینکہ خضر باورسید و وقوف عددی برو تلقین کرد۔ خواجہ جلال الدین محمد پارسا پیشوای معروف نقشبندیان درگذشته در ۸۲۳ در کتاب معروف فصل الخطاب (چاپ تاشکند، ۱۳۳۱، ص ۵۱۸-۵۲۰) دربارہ وی می گوید: (آن شیخ علی الاطلاق و آن قطب باستحقاق، آن مطلع انوار و آن منبع اسرار، آن مکاشف بحقایق معانی خواجہ عبدالخالق غجدوانی، قدس اللہ روحہ، روش ایشان در طریقه حجتست و مقبول ہمہ فرق اند، علی الدوام در راه صدق و صفا و متابعت شرع و سنت مصطفی، صلی اللہ علیہ

وسلم و بجانب بدعت و ہوی کوشیدہ اند و روش پاک خود را از نظر اغیار پوشیدہ، نقلست کہ روزی از ایام عاشورا جماعت انبوه در خدمت خواجہ، قدس اللہ تعالیٰ روحہ، نشستہ بودند و ایشان در معرفت سخن میگفتند۔ ناگاہ جوئی در آمد، بر صورت زاهدان، خرقہ دربر و سجادہ بر کتف و در گوشہ ای بنشست۔ حضرت خواجہ باو نظر کردند۔ بعد از ساعتی آن جوان کہ بر صورت زاهدان در آمدہ بود برخاست و گفت: رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است کہ: (اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله عزوجل)، سر این حدیث چیست؟ خواجہ، رحمہ اللہ، فرمودند کہ سر این حدیث آنست کہ زنا بیری و ایمان آوری۔ آن جوان گفت: نعوذ باللہ کہ مر از نار باشد۔ خواجہ، رحمہ اللہ، بخادم اشارت کردند۔ خادم برخاست و خرقہ از سر آن جوان بر کشید، در زیر خرقہ زناری پیدا شد۔ آن جوان تر سادر حال زنا را قطع کرد و ایمان آورد۔ خواجہ، رحمہ اللہ، فرمودند: ای یاران، بیائید تا ما نیز بر موافقت این نوعہد زنا را قطع کنیم و ایمان آوریم، چنانکہ او زنا را ظاہر قطع کرد ما نیز زنا را باطن را، کہ عجب عبارت از آنست، ببریم، چنانکہ او آمرزیدہ شد ما نیز آمرزیدہ شویم۔ حالی عجیب بر یاران ظاہر شد، در قدمہای خواجہ میرفتند و تجدید توبہ می کردند۔ نقلست کہ درویشی در نظر خواجہ، رحمہ اللہ، می گفت: اگر خداوند تعالیٰ مرا مخیر گرداند میان بہشت و دوزخ، دوزخ اختیار می کنم کہ در ہمہ عمر خود بمراد نفس خود نرفته ام و در آن حال

بہشت مراد نفس من خواهد بود و دوزخ مراد حق سبحانہ خواجہ این سخن را رد کردند و فرمودند کہ: بندہ را با اختیار چه کار؟ ہر کجا گوید رو، رویم و ہر کجا گوید باش، باشیم بندگی اینست، نہ آنکہ تومی گویی۔ آن درویش گفت: شیطان را بر روندگان راہ ہیچ دست باشد؟ خواجہ، رحمہ اللہ، فرمودند: ہر رونندہ ای کہ بسر فنای نفس نرسیدہ باشد چون در خشم شود شیطان بروی دست یابد، اما آن رونندہ کہ بفنای معنی رسیدہ باشد اورا خشم نبود، غیرت بود و ہر کجا کہ غیرت بود شیطان از آنجا گریزد و این چنین صفت آن کسی را مسلم شود کہ روی براہ حق دارد و کتاب خدای، عزوجل، را بدست راست گیرد و سنت رسول را، صلی اللہ علیہ وسلم، بدست چپ گیرد و در میان این دو روشنایی راہ را سلوک کند۔ نقلست کہ مسافری از راہ دور بحضرت خواجہ آمدہ بود۔ ناگاہ جوانی خوب صورت پیش خواجہ، رحمہ اللہ، در آمد و دعا در خواست، خواجہ، رحمہ اللہ، دعا فرمودند۔ آن جوان از پیش ایشان ناپیدا شد۔ آن مسافر، کہ از راہ دور آمدہ بود پرسید: این جوان چه کسی بود، کہ از شما دعا در خواست و چون شما دعا فرمودید ناپیدا شد؟ خواجہ رحمہ اللہ، فرمودند کہ آن جوان فرشتہ بود کہ مقام او در آسمان چہارم بود، بسبب تقصیری کہ از وجود آمدہ بود حق تعالی اورا از مقام او دور کردہ بود و با آسمان دنیا فرستادہ، با فرشتگان دیگر گفت: چکار کنم کہ حق تعالی باز مرا بہمان مقام رساند؟ فرشتگان اورا باین جانسان دادند، بآن نشان آمدہ از مادعا در

خواست کرده، مانیز دعا گفتیم۔ حق تعالی دعای مارا در حق او اجابت فرمود و او را بمقام خود باز رسانید مسافر گفت کہ: خواجہ مرا بدعای ایمان مدد کنید، باشد کہ از این زاد گاہ شیطان جان بسلامت برم، خواجہ رحمہ اللہ، فرمودند و عدہ اینست کہ ہر کہ بعد از ادای فرایض ہر دعایی کہ گوید مستجاب شود، تو بر کار باش و مارا بعد از ادای فرایض بدعایاد کن و مانیز ترا یاد کنیم، باشد کہ درین میان اثر اجابت ظاہر شود، ہم در حق تو و ہم در حق ما)۔

از کرامات دیگری کہ در بارہ وی آورده اند اینست کہ گویند کہ در جوانی خضروی را بفرزند ی پذیرفتہ و او را گفتہ است در حوض آب رود و در دل بگوید: لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ و چون وی چنین کردہ و سبق را آموختہ و بکار مشغول شدہ گشادی یافتہ است و از آغاز تا پایان کار در نزدہمہ مردم مقبول بودہ است، و پس از آن خواجہ یوسف ہمدانی ببخارا رفتہ و عبدالخالق صحبت وی را در یافتہ است۔ خود در رسالہ صاحبیہ کہ در سال ۶۰۰ تألیف کردہ چنانکہ پس ازین خواهد آمد مطالبی در این زمینہ آورده است۔

جامی در نفحات الانس می گوید کہ عبدالخالق در ولایت بیابہ ای رسید کہ در یک وقت نماز بکعبہ می رفت و می آمد و در ولایت شام او را مریدان بسیار پدید آمد و خانقاہ و آستانہ پیدا شد و مدتی خلق را ارشاد می کرد۔ از آنچه وی در بارہ خویشتن گفتہ است معلوم می شود کہ در ہمدان

وہرات و سمرقند و بخارا زیستہ است و در پایان زندگی در غجدو ان بودہ و
 همانجا در گذشتہ است۔ داراشکوہ در سفینۃ الاولیاء رحلت وی را بسال
 ۵۷۵ نوشتہ و مؤلف خزینۃ الاصفیاء این قطعہ را در بارہ وی سرودہ است:

عبد خالق غجدوانی شیخ حق رفت از دنیا بفر دوس برین

انتحالش (آفتاب کامل) است ہم بفر ما (مطلع نور یقین)

باز (محبوب نبی مجتبی) نیز (تاج الاولیاء مہدی دین)

جملہای (آفتاب کامل) و (مطلع نور یقین) و (محبوب نبی

مجتبی) و (تاج الاولیاء مہدی دین) ہمہ بحساب جمل ۵۷۵ می شوند

اما باید در نظر داشت کہ مؤلف خزینۃ الاصفیاء از متأخران بودہ و از روی

تاریخی کہ در کتابہا یافتہ این قطعہ را سرودہ است۔ در برخی کتابہای دیگر

تاریخ در گذشت او را ۶۱۷ نوشتہ اند و قطعاً این تاریخ درستست، زیرا کہ

مرشد او ابو یوسف ہمدانی در ۵۳۵ در گذشتہ و چون وی سالہا پس از او

زندہ بود و خلیفہٴ چہارم وی بود و پس از مرگ ابو یوسف حسن انداقی

و احمد یسوی پیش از او مقام شیخوخت داشتہ اند می بایست مدت مدیدی

پس از او زندہ مانده باشد، چنانکہ حسن انداقی در ۵۵۲ و احمد یسوی در

۵۶۲ در گذشتہ اند و می بایست ہر دو پیش از او رحلت کردہ باشند تا مقام

ارشاد بوی رسیدہ باشد۔ از ہمہ گذشتہ خود در ہمین رسالہٴ صاحبیہ دو جا

تاریخ سال ۶۰۰ را آورده و پیدا است کہ پس از سال ۶۰۰ ہم زندہ مانده

است۔ خواجہ عبدالخالق را چہار خلیفہ بودہ است: خواجہ احمد صدیق،

خواجہ اولیاء کبیر معروف باولیاء کلان، خواجہ سلیمان کرینی، خواجہ عارف ریو کری و این ہر چہار از بزرگان مشایخ نقشبندیان شدہ اند۔ وی را در تصوف مولفاتیست، از آن جملہ وصیت نامہ ایست کہ خطاب بخواجہ اولیاء اللہ کبیر خلیفۃ دوم خود نوشتہ و قسمتی از آنرا فخر الدین علی بن حسین کاشفی متخلص بصفی در کتاب رشحات عین الحیوۃ در شرح حال وی آورده است و نیز قسمت کو چک تری در مجموعہ ای بعنوان مجموعۃ مسائل سلوک طریقۃ نقشبندیہ در مطبع مفید دکن چاپ شدہ است، دوم ہمین رسالۃ صاحبیہ است کہ درین اوراق انتشار می یابد۔

وی شعر فارسی نیز می سرودہ و مانند بسیاری از مشایخ صوفیہ

تنہا رباعیاتی از و مانده و آنچه بنام وی معروفست بدین گونه است:

گر در دلت از کسی شکایت باشد
درد دل تو ازو بغایت باشد
زنہار بانتقام مشغول مشو
بد را بدی خویش کفایت باشد

رو در صف دوستان ماباش و مترس
خاک در آستان ماباش و مترس
گر جملہ جهان بقصد جانت خیزند
دل دارقوی و زان ماباش و مترس

بر دوست مبارکیم و بر دشمن شوم
 در جنگ چو آہنیم و در صلح چو موم
 اندر تہ کوه غجدو ان منزل ماست
 شمشیر دو رویہ می زنیم تادر روم

درو یشانیم نشسته در کوه و درہ
 آنجا کہ پلنگ و شیر ازو در گذرہ
 پیران قوی دارم و مردان سرہ
 ہر کس کہ بما کج نگرہ جان نبرہ

چون می گذرد عمر کم آزاری بہ
 چون می دہدت دست نکو کاری بہ
 چون کشتہ خود بدست خود میدروی
 تخمیکہ نکوترست اگر کاری بہ

ماخذی کہ می توان دربارہ وی بدانہا رجوع کرد: مجمع

الفصحاء، ریاض العارفین، تذکرہ روز روشن، سفینة الاولیاء خرینة

الاصفیاء، رشحات عین الحیوة، نفحات الانس، فصل الخطاب، ہفت

اقلیم۔

آنچہ درین دفتر انتشار می یابد رسالہ صاحبیہ است کہ عبدالخالق

غجدوانی در مقامات مرشد خود ابو یوسف یعقوب ہمدانی نوشتہ است و متن آن متکی بر نسخہ ایست کہ روز سہ شنبہ چہارم صفر ۱۰۶۷ بپایان رسیدہ است در مجلد دیگر رسالۂ دیگری خواہد آمد کہ در مقامات عبدالخالق غجدوانی و خواجہ عارف ریوگری از مردم ریوگر از توابع بخارا متوفی در ۱۷۵۰ نوشتہ اند و نویسندہ آن معلوم نیست و متن آن متکیست بر نسخہ ای کہ توأم با شرح بیتین جامی چنانکہ از خط و کاغذ پیدا است در آسیای مرکزی نوشتہ شدہ و میر عابدین میر عبید در ۱۸ شعبان ۱۲۹۵ از روی نسخہ ایکہ تاریخ پنجشنبہ ۱۸ صفر ۱۲۳۳ داشتہ است نوشتہ و نسخہ بسیار پر غلطیست کہ پیدا است کاتب آن مرد نادانی بودہ و این نسخہ در سفر ۱۳۳۰ کہ در افغانستان بودم در کابل بدستم افتاد و مراد از شرح بیتین جامی شرح دو بیت از آغاز مثنویست در بارہ نی کہ از رسایل کوچک معروف جامیست و این دو بیت را بنظم و نشر شرح کردہ است۔

(۲۰ بہمن ماہ ۱۳۳۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی باخص صفاتک و بعز جلالک و بعظمتہ انبیاءک و بدم
شہداتک و بنفس اصفیاءک، نسألك زیادة فی العلم و بركة فی الرزق و
توبة قبل الموت و مغفرة عند الموت و راحة بعد الموت و نجاته من النار و
دخولہ فی الجنة و عافیة فی الدنیا و الاخرة۔

ہمی گوید بندہ ضعیف ترین بندگان بارگاہ احدیت و نحیف ترین
شکستگان حضرت صمدیت، عبدالخالق بن عبدالجمیل، (نزلہ اللہ
بمقاصد السالکین و وصلہ بمقامات العارفين، آمین یا رب العالمین)
دراوان شباب، کہ ہنگام غرور و ایام سرور و غلبات ہوا جس نفسانی
و وساوس شیطانی بود، ناگاہ جذبہ (ان الفضل بید (۱) اللہ، یوتیہ من یشاء
(۲) داعیہ طلب در ضمیر این ضعیف پدید آورد و تقاضای ”ان اللہ یحب
معالی الامور“ عزم برادران ”اصحب مع اللہ“ مصمم گردانید و ملہم غیب
بر صحیفہ خاطر این بیچارہ بقلم رشد این نقش میکشید کہ: نیل این
کرامات و دریافت این دولت و رسیدن برین سعادت بی اقتدای بسالک
محقق و بی اقتضای (۳) مخدوم مرفق نخواہد روی نمود۔ بر قضیہ صادقہ
”من طلب شیئا وجد وجد“ و بر نشانی ”یہدی اللہ لنورہ من یشاء“
(۴) سرارادت بر قدم آن ولی قبۃ ولایت و آن صفی کعبہ۔

(۱) دراصل بیدی (۲) سورہ آل عمران آیہ ۶۶

(۳) ظ: اقتضای (۴) سورہ النور آیہ ۳۵

ہدایت، آن مرشد صمدانی، شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی، نہاد۔
 بامعتکفان آستان ارادت و با ملازمان عتبہ رفیعہ جناب مودت آن دو دمان
 حقایق روی براہ آور دم و مدتی درین طریق مستقیم در متابعت آن سیاح
 بیدای طریقت و آن غواص دریای حقیقت، آن متابع شرع سید المرسلین و
 آن مکاشف اسرار غیبی، ابو یوسف یعقوب بن عبد الواحد بن عبد الباسط
 بن ظمزم بن باقر بن محمد بن اسمعیل بن ابو حنیفہ بن نعمان بن ثابت بن
 مرزبان بن شیت بن زید بن ہرمز بن پرویز بن دار ابن دار اب بن کسری بن دار
 نوش بن اشکبوس ابن ایزدیار بن کلباد بن بہوش بن نیارام شاہ بن اردشیر بن
 بہمن بن اسفندیار بن کشتاسب بن لہر اسب بن طہماسب بن کیکاوس بن
 کیقباد بن نوذر بن منوچہر ابن ایرج بن فریدون بن جم بن جمشید بن برد بن
 طہماس بن ہوشنگ بن شیرہند بن جرجیس بن سام بن احنوس بن
 گیومرث بن شیت بن آدم علیہ السلام قدم ہمت و متابعت و نیاز مندی
 میداشتم حضرت سلطان اولیا این ضعیف بی بضاعت را و این فقیر بی
 استطاعت را بواسطہ سپارش خواجہ خضر، علیہ الصلوٰۃ والسلام،
 بتعلیم و تلقین ذکر دل مشرف گردانیدند۔ اکنون واجبست بر ہمہ خلائق،
 از پادشاہ و وزرا و علما و زہاد و درویش از خاص و عام، کہ متابعت و مربی و
 مطیع این خواجہ بزرگ، عالم ربانی شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی باشند،
 زیرا کہ این عزیز بھیچ و جہ مخالفت شرع حضرت محمد رسول اللہ، صلی

اللہ علیہ وسلم، نکرده اند و بموافقت صحابه و تابعین و تبع تابعین و سلف
زندگانی کرده اند و دایم در بلده محفوظه همدان و در هر جا که میبوده اند
بر لفظ مبارک می رانده اند که: راه راست راه محمد رسول اللہست،
زیرا کہ خواجہ عالم فرموده اند کہ: یا اباہریرہ، بیاموز مردمان راست
مرا و تو ہم عمل کن، تا ترانوری باشد، روز قیامت، درخشندہ۔

چون اشارت حضرت رسول علیہ السلام این بود، شیخ بزرگ
پاک روش اصحاب و متابعان و ملازمان خود را، کہ خواجہ حسن اندا قی و
خواجہ عبد اللہ برقی و خواجہ احمد یسوی و خواجہ علیانہ و داعی فقیر، کہ
عبد الخالق بن عبد الجمیل و باقی درویشان کہ بخدمت حاضر بودند،
بر جادہ شرع نبوی میخواندند و از ہوی و بدعت و مخالفت شریعت و از
طریق اہل فتنہ و بطلان و از تقلید مقلدان نگاہ میداشتند و روش این صدیق و
عزیزان ایشان از جمیع آفات پاکست، نہ رنگ تعطیل دارد و نہ بوی تشبیہ،
بلکہ محض نور ہدایت و معرفتست و حضرت شیخ ما بر لفظ مبارک
رانند کہ: این روش حضرت ابوبکر صدیقست، رضی اللہ عنہ، قرنا بعد
قرن بما رسیدہ است و تاقیامت باقی خواهد بود۔ پس بر جمیع مومنان و
دارندگان راہ واجبست کہ متابع رای این برگزیدہ باشند و صحبت با اہل
این خانوادہ دارند و سلوک براہ ایشان کنند و از مجالست و موافقت این

طایفہ دور نباشند و در مقام شاہزادہ قثم بن عباس (۱) فرمودند کہ ہر کہ
باین روش عمل کند و باین تمسک جوید البتہ از جمیع ظلمات ایمن گردد
و از موج دریای بدعت رھایی یابد۔

بعده بر لفظ مبارک راندند کہ: ای عبدالخالق، بدان کہ سلوک
راہ حق بر دو قسمست: سلوک ظاہر و سلوک باطن۔

سلوک ظاہر آنست کہ در جمیع احوال حدود شرع را نگاہ
داشته آید و بوسع امکان محافظت کردہ آید و از هوای نفس اجتناب نمودہ
آید و قسم دوم کہ سلوک باطنست آنست کہ در تصفیۂ دل کوشیدہ آید
و سعی بلیغ در محو صفات ذمیمۂ نفسانی نمودہ آید، کہ طہارت باطن
اشارت ازین معنیست و در ذکر دل جد و جھد بی حد کردہ آید، تادل بذکر
حق گویا شود و ابتدای این تلقین ذکر بدل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) قثم بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی نخست از جانب عمش علی بن ابی
طالب حکمران مدینہ شد و پس از آن در سال ۵۶ ہجری کہ سعید بن عثمان والی
خراسان شد با او بخراسان رفت و سرانجام در جنگی کہ با مردم ماوراءالنہر می کردند
در سال ۵۷ کشتہ شد و بگفتہ ای در سمرقند بگفتہ دیگر در مرو بخاکش سپردند۔
اینک در سمرقند بنای بسیار زیبای مجلی هست کہ آنرا قبر وی میدانند و معروف
ترین زیارتگاہ سمرقندست و همانست کہ در متن (مقام شاہزادہ قثم بن عباس) گفتم
شدہ و ازین جا پیدا است کہ در آن زمانہم معروف و زیارتگاہ بودہ است۔ (فرہنگ
ایران زمین ۱۰)

بودہ و ازیشان بسلمان فارسی (۱) رسیدہ و ازیشان بجعفر صادق (۲) و ازیشان بسلطان بایزید (۳) و ازیشان بشیخ ابوالحسن خرقانی (۴) و ازیشان بشیخ بزرگوار ابوعلی فارمدی طوسی (۵) و ازیشان بمارسیدہ است

این گفتند و سرمبارک درپیش افگندند، تابانگ نماز پیشین برآمد۔ چون نماز پیشین گزار دند بر لفظ مبارک راندند کہ: ای درویشان، اگرچہ درین سلسلہ غیر ازین مخادیم عزیزان بودہ اند، اما تخصیص این اکابر باعتبار آنست کہ اصحاب اساطین کشف و عظمای مشاہدہ این سلسلہ ایشان بودہ اند۔

بعده روی مبارک بطرف این فقیر کردند و بر لفظ مبارک در ربار راندند کہ: ای عبدالخالق، چون شیخ بزرگوار خواجہ [ابو] علی فارمدی از دار فنا بدار بقار حلت نمودند ہر مشکلی کہ در شریعت و طریقت واقع می شد مرا، از رو حانیت ایشان التماس میگردم و همان لحظہ رو حانیت خواجہ

-
- (۱) صحاح معروف در گذشتہ در ۳۶ ہجری۔
 (۲) امام ششم ابو عبداللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب متولد در ۸۰ و متوفی در ۱۲۸ ہجری۔
 (۳) بایزید طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان بسطامی متوفی در ۲۳۴ یا ۳۶۱
 (۴) ابو الحسن علی بن جعفر خرقانی در گذشتہ در شب شنبہ عاشورای سال ۴۲۵
 (۵) ابوعلی فضیل بن محمد فارمدی طوسی در گذشتہ در ۴۷۷

کشف آن واقعہ میگرد و آنچه از فواید این راه از خواجہ علی کلان رسیده بود بسالکان راہ و بنیاز مندان بار گاہ اللہ می رسانیدم۔

بعده روی مبارک بطرف من کردند و بر لفظ مبارک راندند کہ:

ای عبد الخالق ہم چنانکہ من خلیفہٴ چہارم خواجہ علی کلان بودم تو نیز خلیفہٴ چہارم ما خواهی بودن۔ دیدم کہ چشمہای مبارکشان پر آب شدہ بود۔

بعده من سؤال کردم کہ: بعد از شما خلیفہ کہ خواهد بود؟ شیخ

بر لفظ مبارک راندند کہ: بعد از ما خواجہ عبد اللہ برقی خواهد بود و بعد

ازیشان خواجہ حسن انداقی و بعد ازیشان خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ

علیہم۔ چون خواجہ احمد یسوی بولایت ترکستان سفر کند خلیفہ تو

خواہی بودن۔ زنہار بر جادۃٴ شرع حضرت محمد رسول اللہ، باشی و از حد

شرع ذرہ ای تجاوز نکنی و ہر کرا بینی کہ مخالفت شرع میکند منع کنی

و اللہ تعالیٰ اعلم۔

بتاریخ روز چہار شنبہ یازدہم رمضان سنہ ۵۰۴ اربع و خمسماہ

بود کہ سنجر بن ملکشاہ نامہ بقاسم بن جوکی بسمرقند فرستاد و در آن نامہ

نوشته بود کہ: حضرت شیخ الاسلام و المسلمین خواجہ علی بن محمد و

قاضی علاء الدین عمر و خواجہ عماد الدین و امیر عبد الوہاب و خواجہ

دہقان و شیخ بکر الدین (?) و شیخ عز الدین و شیخ ابو القاسم بن یوسف و

شیخ لالای چاکر و شیخ محمد، رحمہم اللہ، بزرگان بلدہٴ سمرقند معلوم

فرمایند کہ: شنیدہ میشود کہ آن خواجہ سبحانی، شیخ ابو یوسف ہمدانی، بکمال سن رسیدہ اند ما را فرصت رفتن بدان طرف نیست، از جهت سلیمان شاہ کہ بالشکر بسیار بدین طرف متوجہ شدہ است و ولایت را نمیتوانیم گذاشتن و رفتن و از برای خرج خانقاہ درویشان بقاسم بن جو کی پنجاہ ہزار دینار فرستادہ شد، با احتیاط بسیار از وجہ حلال۔ باید کہ فاتحہ در کار ما فرمایند۔ توقع کلی آنست کہ سند حضرت شیخ رانوشتہ برای ما فرستند، زیرا کہ شنیدہ میشود کہ روش حضرت شیخ همچون روش صحابہ است، رضوان اللہ علیہم اجمعین البتہ این را مهم دانند و داعی را باین دولت مشرف سازند۔

بعده حضرت شیخ الاسلام بخدمت عزیزان بحجرۃ خواجہ عبداللہ برقی آمدند و خواجہ حسن انداقتی را و خواجہ احمد یسوی را، رحمۃ اللہ علیہم و خواجہ شاہ غاتفری را و خواجہ علیانہ را و خواجہ اقبہکم (?) را و خواجہ شمس الدین غاتفری را و شیخ محمد نظام الدین ماتریدی را و خواجہ محمد را و خواجہ کاروزن کلابادی را و خواجہ محمود سوجی را و خواجہ پل (?) غاتفری را و ابو موسی را و امام یحیی غاتفری را و خواجہ اسحاق را و امام سلمان عارف را و خواجہ محمد جہلہ (?) را و خواجہ قریش را و خواجہ آدم شاوداری را و خواجہ رباط (?) را و این فقیر عبدالخالق را جمع ساختہ، قصۃ سلطان سنجر را در میان آوردند و ہم چنان بجمعہم بخدمت در آمدند و قصۃ سنجر بن ملکشاہ و نذر او را بحضرت

شیخ عرض کردند و سورۃ فاتحۃ الکتاب در کاروی کردند۔ بعد از آن بر لفظ مبارک راندند کہ: ای درویشان، از ماچہ چیز در وجود آمدہ باشد کہ آنرا بسنجر تو انیم فرستادن، بغیر سہو و خطا و بدی؟ و بعدہ خواجہ علیانہ فرمودند کہ: ای بزرگوار، التماس درویشان از شما اینست کہ اجازہ فرمائید۔ بعد شیخ مابہر لفظ درربار راندند کہ: ہر چیزی کہ موافق شرع محمدرسول اللہست از ما دیدہ باشید بنویسید۔

و در تاریخ روز سہ شنبہ بیست و ہشتم ذوالقعدہ سنہ اربع و خمسماہ بود کہ از حیوۃ شیخ ماہزار و نہ ماہ و بیست و شش روز (۱) گذشتہ بود و مولود شیخ مادر روز دو شنبہ دوم ماہ صفر ختم بالخیر والظفر بودہ است و سی و ہشت حج پیادہ گزاردہ بودند و ہزار ختم قرآن بقراءۃ حفص در مصحف خواندہ بودند و ہفتصد پارہ کتاب از تفاسیر و احادیث و فقہ و اصول و فروع و کلام حفظ داشتند و دویست و سیزدہ مشایخ را دریافتہ بودند و اکثر اوقات روزہ دار بودند و شب و روز بندگی حق، سبحانہ و تعالیٰ مشغول بودند۔ ہشت ہزار بت پرست را مسلمان ساختہ بودند و آنہا کہ از گناہ توبہ کردہ بودند و در راہ درآمدہ بودند شمار ایشان را کسی نمیدانست و پای مبارک ایشان از طرف بہ (؟) کوتاہ بود و بر روی

(۱) ۸۴ سال و یک ماہ و ۲۶ روز و ازین قرار در ۲ شوال ۴۲۰ ولادت یافتہ

است و با حساب متن اختلاف دارد

مبارک ایشان داغهای آبله بود و محاسن مبارک ایشان دراز بود و میگون و بسی لاغر بودند و هر کرا دیدندی خواه گفتندی و سفر بسیار کردند و لباس ایشان پشمینه و مله - بود و خورش ایشان نان جو و نان ارزن و روغن تخم بود و در چهل شبانه روز یک بار گوشت مرغ خوردندی و گوشت شتر و گوسفند گاه گاه خوردندی و سر موزه دوزی و دهقانی کردند و هر چه خدای تبارک و تعالی، دادی بفقراء و بیوگان و یتیمان و غریبان و بمساکین صاحب عیال دادندی و در مدت حیوة خود درویزه نکر دندی و اصحاب رانہی کردند و دایم متوکل بودند و بعمارت دنیا اشتغال نمودندی و اگر دیگری کردی منع نکر دندی و در چهل روز احتساب کردند و بخانه بادشاه و اکابر نرفتندی و هفتاد و پنج سال مجرد بودند و در برج چشم ایشان شوخی بود، بعد وفات ایشان در آن شوخ اشتباه واقع شد۔ بعضی گفتند بطرف راستست و بعضی گفتند بطرف چپست و چشم مبارک ایشان نمکین بود و هرگز نظر بر روی نامحرم و پسرینه باختیار نکر دندی و در دهم رجب، عظمها اللہ حرمةً، بسمر قند آمدند، باذن حضرت خواه خضر علیہ السلام و آواز خوش داشتند و میانه بالا بودند و انگشتان مبارک ایشان دراز بود و ترکی نمیدانستندی و اکثر اوقات نعلین پوشیدندی و جامه دربه ناک پوشیدندی و از اصحاب هر که جامه دربه ناک پوشیدی او را دوست داشتندی و تعظیم و توقیر کردند و در مدت حیوة خود پای مبارک دراز نکردندی و گریان بودند از خوف حق تعالی

و شیرین زبان بودندی و سخن راتبسم کنان گفتندی و از گرسنگی و ریاضت پشت مبارک ایشان خم شده بود ذکر علانیہ نگفتندی و مرید بسیار گرفتندی و در زمان ایشان ذکر علانیہ نبود، شیخ شیخ خودا، کہ شیخ ابوالحسن خرقانیست، دیدہ بودند و مولو دایشان از ہمدان بود، از محلہ غنمیہ و پیادہ بسیار رفتندی و در شب جمعہ و در شب پنجشنبہ و شامہای عیدبزیارت بزرگان احیا کردند و از ہر مسافری، کہ از ولایتی آمدی، پرسیدندی کہ از کدام ولایتید و در آن ولایت از درویشان کیانند و آنہا کہ در پردہ اند نامہای ایشان چیست؟ و دایم اعضای مبارک ایشان در عرق بودی، بجهت ذکر دل، کہ نفس گرفتہ گفتندی و در عقب ادای ہر فریضہ یک سی پارہ قرآن خواندندی، بغیر اوراد کہ داشتندی و ازین منزل کہ آسودہ اند، کہ محلہ خوش رودست از محلات غاتفر، تابمسجد جامع ختم قرآن کردند و از مسجد تا بخانہ خواجہ حسن انداقتی و خواجہ احمد یسوی سورہ بقرہ را ختم کردند و در محل باز گشتن تابمسجد سورہ آل عمران ختم کردند و از مسجد شیخ ماتا بحجرہ این درویشان صد و ہفت قدم بود و در ہر رکعت نماز یک سی پارہ قرآن خواندندی و گاہ گاہ روی مبارک بطرف ہمدان کردند و بسی گریستندی و از خداوند تعالی فرزند پسرینہ و صالح خواستندی و دایم بو عظ خواجہ عبدالرحمن دہ مردہ علیانگی (در اصل: علیانہ کی) بنشستندی و در زمستان موی مبارک کم تراشیدندی و عصا و جرسدان سلمان فارسی با ایشان بودی و چون ماہ نو

دیدندی موالی سمرقند، را طلبیدندی و دعوت دادندی و بایشان بحث علم شریعت کردند و بزرگان سمرقند از صحبت ایشان دور نبودندی و صحبت باخواجہ زندہ دلان، خواجہ خضر علیہ السلام، داشتندی، تیرنیک انداختندی، ملک و اسباب نخریدندی، مصحف و سجاده و شانہ و مسواک و خوشبوی و رویمال بخود داشتندی و از برای درد چشم و ریشہ دار و مرہم ساختندی و از برای تب تعویذ دادندی و ہر گاہ کہ جتہ و توقماق آمدی بایشان حرب کردند و دایم باطہارت بودندندی و نماز جمعہ و جماعت بھیچ عذر ترک نکردندی و از ہر کہ جفا بیشتر دیدندی و فابیشتر کردندندی و آتش خود پختندی و جامہ خود شستندی و اگر جامع دریدی خود در بہ کردندندی و پختہ بازار نخوردندی و عمامہ کلان بستندی و فاش کلان گذاشتندی و آستین جامہ فراخ و کوتاہ داشتندی و جامہ بصابون کم شستندی و بلند نختندیدی و نصیحت و لقمہ از کس باز نہ داشتندی و سخن نرم گفتندی و براہ نرم رفتندی، صلوات و استغفار بسیار گفتندی و نماز و ترو تہجد و تسبیح قرین گزار دندی و دعا بسیار کردندندی و اصحابہ را نیز دعا بسیار فرمودندی و اظہار کرامت و ولایت نکردندی و ہر کہ از مومنان طلبیدندی رفتندی و ہیچ کس را وہیچ چیز را تحقیر و تصغیر و اہانت نکردندی و بر ہیچ کس فخر نکردندی و بزیارت اہل قبور بسیار رفتندی و در گورستان پای برہنہ رفتندی و براہل قبور سلام کردندندی و آیت ہا و دعا ہا، کہ آمدہ است، خواندندی و نان بسر کہ بسیار

خوردندی و دعای سیفی و قصیدہ بردہ و چهل اسم اعظم و آیات قرآن
بسیار خواندندی و بشب محاسن راشانہ بسیار کردندی و فایده بسیار
فرمودندی و براسب کم نشستندی و خروشر برنشستندی و بازار کم
رفتندی و فضیلت چہاریار بسیار گفتندی و از مناقب ایشان حکایہ
کردندی و حلال خواران و حلال کوشان را دوست داشتندی و مرگ و
قیامت را و جان دادن را و سوال گور را و زنده شدن را و نامہ خواندن و ترازو
گاہ را و گذشتن از صراط بسیار یاد کردندی و گریستندی و خلق را بہ حلال
پوشیدہ و حلال کوشیدن ترغیب کردندی و بامؤمنان طعام دریک ظرف
باہم خوردندی و پیش از طعام و بعد از طعام دستہا شستندی و ابتدای طعام
بنمک کردندی و انتہا نیز بنمک کردندی و کلمہای کفر را بیان کر
دندی کہ: (اللہم انی اعوذ بک من ان اشرك بک شیئا و انا اعلم و
استغفرک لما لا اعلم انک انت علام الغیوب) بسیار گفتندی و بعد از نماز
یس را ختم کردندی و ترک نکردندی و روز آخر جمادی الثانی معہ ماہ
رجب پیوستہ روزہ داشتندی و ترک نکردندی و بظرف مسین و نقرہ گیس
وزین غسل و طہارت نکردندی و بامردم قلب و مدبر و فاسق و
مبتکر و بدگوی و حیله جوی و ظالم و آزارندہ خلق و پدر و مادر و جنگ
کردہ و مبتدع و بد مذہب و بی نماز و مالا یعنی گوی و چاپلوس و قلاب
و سود خوار و دروغ گوی و بی پرهیز و بازاری و حرام خوار و لقب مانندہ
و قضیہ و دعوی خلق را بر خود گیرندہ و بحیلہ و تیز زبانی و تدبیر از جہت

دنیوی حق را ناقص کننده و خود را در میان مردم مومن و زاهد و پارسا و سنی و درویش و عالم و متقی و عابد و امر معروف و نہی منکر کننده و خود را نیک نماینده و ظاہر خود را بشرع آراینده و نزد مردمان از جهت طلب حرمت و عزت دنیا، این چنین کسان را در صحبت خود توبہ دادندی و اگر قبول نکردندی دشمن داشتندی و از مجلس خود راندندی و نان را با آب کم خوردندی فاما نان خشک خوردندی و من نگفتندی و اگر حاجت شدی چہار دہ سیر گفتندی۔ کسی را ای سگ و خوک و بدبخت و لعنت بر تو و بی دولت نگفتندی۔ چہ سرماست و چہ گرماست نگفتندی و حمام نرفتندی و کسی را دعای بدنکر دندی و ہر مؤمنی کہ پیش آمدی سلام کردندی و از برای ہمہ کس بر خاستندی و دایم متفکر و غمزدہ بودندی و حساب عدلی ندانستندی و خط خوب نوشتندی و موی لب خود و اصحاب را پست گرفتندی و وحدت و عزلت گزیدندی و آس را اکثر اوقات یوغان (۱) بی روغن خوردندی و دایم با مجاہدہ و ریاضت بودندی و طعام مردم نخوردندی و از صحبت خلق رمنده بودندی و موزہ سیاہ پوشیدندی و دستار بطور دانشمندان بستندی و فش را در میان دو کتف گذاشتندی و کلند نیک زدندی و مرد بیکار و مفت خوار و تن پرور را دوست نداشتندی و علم طب بیان کردندی و در راہ رفتن بہر طرف نیک

(۱) یوغان و یوغون بترکی جغتای بمعنی کلفت و ستبرست (فرہنگ ایران

لامین ۱۱)

نگریستندی و در مجلس سخن بہمہ کس گفتندی و در مجلس و خانقاہ
چون در آمدندی، بیای راست در آمدندی و چون بیرون آمدندی بیای چپ
بیرون آمدندی و طعام بدست راست خوردندی و سربرہنہ نماز
نگزاردندی و طعام نخوردندی و قرائت بلند نخواندندی و اگر روزی
صدبار طہارت ایشان شکستی باز طہارت کر دندی و یک ساعت
بیطہارت نبودندی و بمسجدہا و صحراہا و محلہا و قریہا و کوہہا بسیار
رفتندی و با ساکنان و باشندگان آن مواضع، از ترک و تاجیک و عرب
و از خواجہ و درویش و غلام و بازاری و پادہ بان و گلہ بان و شتر بان و با آشنا
و بیگانہ، فرایض و واجبات و سنن و مستحبات و آداب، از حلال و حرام
و مباح و مکروہ و از حیض و نفاس و استحاضہ و مستحاضہ و معاملات، از
خریدن و فروختن، بیان کردندی و باشیدندی و با ایشان بقدر وسع و طاقت
آموختندی و از ہر کہ اندک نیکویی دیدندی دو چند ان عوض گردا
نیدندی و دایم بخود خرما و مویز و کلیچہ نگاہ داشتندی و بہر کہ رسید
ندی بوی دادندی و در پیش شیخ خویش سخن نگفتندی و در مزرعہ مردم
راہ نرفتندی و نماز را در از نکر دندی و کار خانہ خود خود کردندی و آسیا
خود رفتندی و در بہار گشت بسیار رفتندی و نماز صبح و اشراق و اوابین و
تہجد و استخارہ ترک نکردندی و شہید شدن را دوست داشتندی و صدقہ
دادندی و زکوٰۃ دادندی و اعتکاف نشستندی و قربانی کردندی و بردہ
آزاد کردندی و از وعید ترسان بودندی و با وعدہ امیدوار بودندی و در دلہا

حبیب بودندی و بصدق و صفا بودندی و باخلاص بودندی و باحلم و
سخا بودندی و از خداوند شاکر بودندی و هرگز از خداوند شکایت
نکردندی و بقسمت حق تعالی راضی بودندی و دایم در استعداد مرگ
بودندی و بر همه خلائق مهربان بودندی و پیران را تعظیم کردندی و
نارسیدگان را نواختندی و امانت را نیک نگاه داشتندی و صلہ رحم را
بجای آوردندی، از هر خطری پناہ بخدای بردندی و دایم در طلب آخرت
بودندی و از خدای تعالی توفیق طاعت خواستندی و همسایہ ہا را رعایت
کردندی و راہ از موذیات پاک داشتندی۔ و در ایمان خود بشک نبودندی
و ”مومنم حقا“ گفتندی و جماعت مسلمان را خلاف نکردندی و نماز را
در پس ہر نیک و بد گزار دندی و ہیچکس را از اہل قبلہ کافر نگفتندی
و بر جنازہ خورد و بزرگ نماز گزار دندی و ”تقدیر نیکی و بدی ہمہ از
خداست“ گفتندی و بر بادشاہ مطیع بودندی و ”ایمان عطای خداست“
گفتندی و ”بندہ با ہمہ جلال و کرامات مخلوقست“ گفتندی و ”قرآن
کلام خداوندست بخلق“ گفتندی و ”عذاب گور حقست و نکیر و منکر
حقست“ گفتندی و ”از دعای زندگان مردگان را نفعست و شفاعت
رسول و معراج او حقست“ گفتندی و ”نامہ خواندن و صراط حقست“
گفتندی و ”دہ یار بہشتی اند“ گفتندی و ”کافر دایم در عذابست“
گفتندی و ”آنکہ خدای تعالی میخو اہد“ گفتندی و ”در استخوان مردہ
آتش چنانست کہ در سنگ“ گفتندی، ”دیدار خدایتعالی حقست“

گفتندی و ”عقل انبیاء برتر از عقل اولیاست“ گفتندی و ”کرامات اولیا حقست“ گفتندی و ”مرتبه انبیا برتر از مرتبه اولیاست“ گفتندی و ”عقل مومنان برتر از عقل کافرانست“ گفتندی و ”حقتعالی داناست بحقیقت و تواناست بقدرت“ گفتندی و ”خلق پنج فریقند: مؤمن و کافر و منافق و گنہگار و مشرک، ایمان حقیقتست نہ مجاز“ گفتندی و، ”خصمان راخشنود کسید“ گفتندی و ”توفیق با فعل برابرست“ گفتندی و ”ایمان یک چیزست برد و جوارح“ گفتندی و ”خدایتعالی بھیچ چیز نماند و هیچ چیز بخدایتعالی نماند و خدایتعالی بر مکان نیست و در مکان نیست، آفریدگارست و وی را ب مکان حاجت نیست و کسب فریضہ است و عمل نیک از ایمانست و ایمان طاعتست و نہ هر طاعت ایمانست و نہ هر معصیت کفرست و ایمان انبیا و اولیا و مؤمنان و صالحان و عاصیان و ایمان جبرئیل همان و حدث امام را حدث بینند“ گفتندی و ”ایمان نکاہد و نیفزاید و امر از محبان بسبب محبت نخیزد“ و از خوف خاتمہ ترسان بودندی و سنت آن بود کہ زفر فرمودہ بود و جماعت آن بود کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ و اصحاب او بر آن رفتہ باشند و فقر و فاقہ دوست داشتندی و از درویشان کسان بود کہ چاروق پوشیدندی و حضرت شیخ مسح فرمودندی و در ابتدای طعام بسم اللہ گفتندی و در آخر طعام الحمد للہ گفتندی، ”ہوش دردم دارید و نظر در قدم دارید و سفر در وطن و خلوت در انجمن دارید“ گفتندی و ”در پیش مشایخ بادب و تعظیم و با احترام نشینید، ہم

بظاہر و ہم بیاطن“ گفتندی و بابرادران صحبت بموافقت و خدمت و اسرار داشتندی و ایشان الحاح نکردندی و از همه خلایق راضی بودندندی و بر هیچ کس حسد نبردندی و از تو انگری ترسیدندی و گاہ گاہ بر لفظ مبارک راندندی کہ: ”این پادشاهان با عظمت و این نادانان [با] غافلیت از لذت و حلاوت درویشان ہمہ کس را از ذکر دل معلوم میکنند“ گفتندی و ”در شناخت نفس و خواطر کوشید“ گفتندی و ”ای عبدالخالق، شناخت خاطر بتو حوالہ شد“ گفتندی و ”ظاہر خود را از تفرقہ جمع گردانید“ فرمودندی، ”ہر چند ظاہر پریشانست باطن از آن پریشان ترست و این بلندان خوش فعل و بشاش باشند“ گفتندی و خانہ جہودان و ترسایان و مغان و گبران رفتندی و بایشان از فضیلت حضرت رسول ص بیان کردندی و از وعدہ و وعید چندان گفتندی کہ این دین را قبول کردندی، بعدہ از برای ایشان چیز جمع کردندی و خود دینہ چیزی دادندی و حکم سے بعت ایشان را آنہ سے و احباب را گفتندی کہ ایشان، اتعظم کنید و با اصحاب بسیار رفتن را دوست داشتندی و ”موافق عقل باشید و مخالف نفس باشید“ گفتندی و ”عقل بانفس ضدان لایجتماع“ گفتندی و ”بطاعت فریفتہ شوید و بزینت دنیا میل مکنید“ و نماز در عقب شیخ گزار دندی و در پهلوی شیخ نایستادندی و در مسجد پای چپ در کفش کردندی و پاشنہ را نگاہ داشتہ اول پای رادت را پوشیدنوی و بعدہ پای چپ را پوشیدندی و بعد از نماز نشتندی و بعد از گزاردن فریضہ زود برنخواستندی

و آية الكرسی و ”آمن الرسول“ و ”قل اللهم مالک الملک“ خواندندی و بسنت شروع کردندی و نماز را در وقت گزاردندی و تأخیر نکر دندی و در زمستان در شیب خود بالشت انداختندی و در تابستان در روی بوریا خفتندی و این مناجات کردندی کہ: ”الهی ما را بما ممان و بآن دار کہ رضایت بر آنست و عاقبت ما را محمود گردان و از مردم صورت دیوسیرت دوردار“ و اصحاب، را عزیز داشتندی، هر کہ از اصحاب غایب بودی و هر کہ حاضر بودی و هر کہ از اصحاب از یکدیگر شکایت آوردندی آن دیگر را طلبیدندی و هر دور اصفا دادندی و بسخن کسی از کسی نرنجیدندی و هر کہ گفتی فلان شمارا اهانت کرد، ”قابل آنم“ گفتندی و بقاضیان و مفتیان و داروغه و امامان و مؤذنان و محتسبان از فضیلت ثواب و درجه آن بایشان بیان کردندی و ایشان را بثواب راغب گردانیدندی و ”بطرف حق باشید“ فرمودندی و بزرگان سمرقند را فرمودندی ربض سازید و اگر کفچه بردیگ رست آمدی از آن طعام نخوردندی و بعیادت بیمار رفتندی و قرض دادندی و نطلبیدندی و بزیارت شاهزاده قثم بن عباس رفتندی و از اصحاب هر کہ شدی، در جنک جته و توقماق و اوروس، شنیدندی بنماز شروع کردندی و هیچ چیز و هیچ کی را العنت نہ کردندی و اصحاب را از خوردن گوشت و سخن گفتن بسیار منع کردندی و خود نیز سخن بسیار نگفتندی در حجره بغیر از بوریا و نمد و ابریق و قزاغندو دو بالشت چیزی دیگر نداشتندی و توانگر را از جهت توانگری

بر درویش نگزیدندی و دایم از سید فقرای صحابہ و اغنیای صحابہ تقریر کردندی و اصحاب را متابعت و موافقت ایشان فرمودندی، رگ زدندی و حجامت کردندی و دار و خور دندی و مکتب داشتندی و درس گفتندی و دایم مدام طهارت بودندی و باطهارت طعام خوردندی و در کارها تعجیل نکردندی و در رنج و مصیبت و بلا صبر کردندی و با هر کس راز خود نگفتندی و ترک و ظایف خود نکردندی و از فوت او در غصہ شدندی و استغفار کردندی و ہر شب حساب خود کردندی و غم روزی نخوردندی و نماز بسیار گزار دندی و روزہ بسیار داشتندی و از دشمنی جن و انس و شیاطین اصحاب را واقف کردندی و ”دفع این دشمنان بدوام وضو و دوام ذکر دلست“ گفتندی و ہر چہ از شیخ خود دیدہ بودندی و شنودہ بودندی باصحاب گفتندی و بحاجت انسانی ہر موضع را ملوث نساختندی، بغیر از منزل معین و گیاه را عزیز داشتندی و در موضع گیاه بول نکردندی و خوی نیفگندندی و سخن حق بسیار گفتندی و طعام بی ذکر خدای تعالی نخوردندی و فرمودند کہ: ”لقمہ خوردن تخم انداختنست، باید کہ تخم را آگاہ اندازد تا قوت طاعت شود“ و جامہ را از بول نگاہ داشتندی و بہر کہ وعده کردندی وعده را وفا کردندی، دست و زبان از مسلمانان بازداشتندی و ہر کہ حاجت خواستی روا کردندی و چون بوی خوش بمشامشان رسیدی صلوات گفتندی و کلمہ ”لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین“ و کلمہ ”سبحان اللہ الوظیم و بحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب

و اتوب الیہ“ و کلمۃ ”سبحان اللہ“ را بسیار خواندندی تا بآخرہ، و دایم از در دسر نالان بودندی، روزی در مقام خواجہ حمید الدین ملتانی بر لفظ مبارک راندند کہ: ”چهل و سہ سالست کہ مرا این درد عطا کردہ است“ و باز بر لفظ مبارکشان رفت کہ: ”در صحابہ نیز عزیزان بودہ اند کہ دایم درد مند بودہ اند و از خلق نہان می داشتند“۔

بیوہ و غریب و یتیم و مسافر را پرسان بودندی و از ولایت ہمدان بحضرت شیخ یازدہ کس آمدہ بودند۔ اول ایشان ابو موسی خادم و دوم بندۂ ضعیف عبدالخالق، سوم امام یحیی غاتفری، چہارم خواجہ اسحق، پنجم خواجہ رباط، ششم برادر زادہ خواجہ زکریا در غزنی، ہفتم خواجہ آدم شاو داری، ہشتم خواجہ محمد حکیم بلخی، نہم خواجہ محمد جہلہ، رحم اللہ علیہم اجمعین، دہم خواجہ قریش، یازدہم بابا سلمان عارف ترک۔

سبب آمدن شیخ ماشیخ یوسف، رحمۃ اللہ علیہ، بو لایت سمرقند آن بود کہ خواجہ حمید الدین ملتانی بو لایت رفتند و ازین شش سال گذشت، حضرت خواجہ خضر، علیہ السلام، بو لایت ملاطبہ بودند، مردی بود آنجا، از نسل امام مالک، عبدالجمیل نام و سن او بصد و سیزدہ سال رسیدہ بود و فرزندى نداشت و از خداوند تبارک و تعالی فرزند میخواست۔ القصہ پادشاہ را دشمنی پدید آمد و او را از ولایت بدر کرد و ملک او گرفت و این پادشاہ ملاطبہ در دشت و کوه و صحرا میگشت،

ریش و ابروی خود را تراشیدہ، قضا را این پادشاہ بخانہ خواجہ عبدالجمیل افتاد و مدت چند شبانہ روز بود کہ چیزی نخورده بود۔ بخود اندیشہ کرد کہ از صاحب این خانہ طعام طلبم چون بر در خانہ رسید بوی آشنایی در مشام اور سید۔ مردی دید پیر، برو سلام کرد و بر لفظ رومی گفت: ”از لشکر این ولایت و چند شبانہ روزست کہ طعام نخورده ام“۔ خواجہ عبدالجمیل فرمودند کہ: ”بدرون خانہ در آی“۔ چون پادشاہ بدرون خانہ درآمد اورا تعظیم بسیار کرد و گفت۔ ”بنشین“ و آب آورد و اورا فرمود: ”طہارت کن“ پادشاہ طہارت کرد۔ بعدہ فرمود کہ شکر و وضو گزار پادشاہ شکر و وضو گزار و بعد از آن خوانی آورد بانواع نعیم و در نزد پادشاہ نهاد، پادشاہ چندانکہ می بایست بخورد فرمود تاجامہای اور ایشویند و موی او تراشیدند و اورا گفت: ”زمانی بعدہ خواب رو“ پادشاہ در خواب شد۔ از خواب چون بیدار شد پادشاہ را گریہ آمد۔ گریست و سخت گریست۔ بعدہ خواجہ عبدالجمیل در خانہ بیامد۔ دید پادشاہ سخت می گرید۔ خواجہ از و سؤال کردند کہ سبب گریہ چیست؟ پادشاہ گفت: ”نمیتوانم گفت“ خواجہ عبدالجمیل سوگند دادند کہ: ”بگوی و شرم مدار“۔ چون پادشاہ التفات دیدہ بود گفت کہ: ”مرانمیشناسی؟“ خواجہ گفت: ”پادشاہ ملاطبتہ نباشی؟“ گفت: ”بلی“۔ خواجہ عبدالجمیل فرمود کہ: ”میخواہی کہ ولایت خود بگیری؟“ پادشاہ گفت: ”چون نخواہم کہ عیال و اطفال من ہمہ پریشان احوال اند“۔ باز خواجہ فرمود کہ: ”اگر

ولایت رابگیری دختر خود را بمن میدھی؟“ پادشاه قبول کرد۔ آنگاہ
خواجہ فرمودند کہ: ”ترامی باید رفت بر سر تربت پدر ما، امام مالک،
رحمة اللہ علیہ و اربعین می باید نشست“۔ پادشاه قبول کرد و رفت بر سر
تربت امام مالک، رحمة اللہ علیہ۔

حکایت از جانب آن پادشاه کہ چون ولایت ملاطبه گرفته بود
دست ظلم دراز کردن گرفت، چنانکہ فرزندان و اموال مسلمانان را
تصرف می کردند۔ از آن خلق فغان بدر آمد، بیچارہ شدند و این پادشاه
پیشین رامی طلبیدند، ونمی یافتند۔ بزرگان ولایت پیش خواجہ
عبدالجمیل آمدند و قصهٔ حال خود بخواجہ بگفتند و خواجہ گفتند:
”شمارا من در اوایل گفتم کہ با او یکدل باشید و بجنک کوشید،
شمامساهلت کردید، اکنون جزای خود میکشید“۔ بزرگان نعرہ
بر آوردند کہ: ”مارا آن پادشاه می باید، شماہمت بیاطن گمارید“۔ بعدہ
خواجہ فرمودند کہ: ”چون شب در آید ہمہ زرہ ہا در پوشید و سلاحہای
جنگ بر خود راست کنید و پادشاه را ہم در آن جایش فرو گیرید و پادشاه
و امرای او را در بند کنید، تا من بروم و پادشاه شمارا بیاورم“۔ این بگفت و
خلق را فرستاد و روی بزیارت امام مالک نهاد۔ چون بزیارت امام رسید،
پادشاه را دید خفیف گشتہ بود و نحیف شدہ۔ چون نظر پادشاه بخواجہ
افتاد بر خاست و تعظیم کرد و قصهٔ ولایت را سوال کرد و خواجہ فرمود کہ:
”ولایت را بتو تسلیم کردیم، بر خیز و بمرکب سوار شو“۔ چون پادشاه این

سخن بشنید بخواجه فرمود کہ: ”دختر مرا قبول کنید“ خواجہ عزیزان ولایت را طلبیدند و دختر پادشاہ را عقد کردند و روی بروم نهادند۔ بزرگان و کدخدایان روم باستقبال بیرون آمدند و ہم چنانچکہ خواجہ فرمودہ بود کردہ بودند و منتظر می بودند کہ خبر آمدن بادشاہ شد۔ فی الحال بیرون آمدند و پادشاہ را بر تخت نشانند و دشمنان را یک یک در پیش او ببندہای گران آوردند و بادشاہ بفرمود تا ہمہ را ہلاک کردند و بعدہ بفرمود تا شہر را آیین بستند و دختر را بخواجه سپردند۔ خداوند تبارک و تعالیٰ فرزند ی داد خواجہ عبدالجمیل را، خواجہ عبدالخالق نام نهادند۔

والد عزیزم در خدمت خواجہ خضر ^{السلام علیہ} چنین گفتند کہ: ”این نام را خواجہ اختیار کردند“۔ بعدہ چون بحد بیست و دو سال رسیدم حضرت خواجہ خضر، صلوات اللہ علیہ، مرا بخدمت شیخ بردند و شیخ بزرگوار در حضور خواجہ تلقین ذکر دل بمن گفتند۔ بعدہ خواجہ خضر ^{السلام علیہ} فرمودند بخدمت شیخ کہ: ”شمار ابولایت سمرقندی باید رفت“۔ بعد از آن شیخ بسمرقند آمدند، عزیزانی کہ اسامی ایشان مکتوب شدہ است۔

چون در سمرقند آمدند در خوشرود، کہ از محلہ غاتفرست، سہ ماہ باشیدند۔ خواجہ حسن انداقی و خواجہ احمد یسوی در ملازمت شیخ آمدند و تلقین ذکر دل برگرفتند و بعد نہ ماہ خواجہ عبداللہ برقی آمدند، مرید شدند و سمرقند در زمان این عزیزان چنان شدہ بود کہ از لب آب

اموی تابقرا خواجہ واز ولایت خوارزم تابیدخشان هیچ مبتدع و هوادار
نہود۔

ووفات حضرت شیخ، قدس اللہ روحہ، در بیست و ہشتم محرم
الحرام بود، در روز پنجشنبہ۔ نماز پیشین گزار دند و پشت مبارک
در محراب کردند و اصحاب را فرمودند کہ: ”آب گرم کنید“ اصحاب
گریان شدند۔ بعدہ روی مبارک بطرف خواجہ عبداللہ برقی و خواجہ حسن
انداقی و خواجہ احمد یسوی و بندہ ضعیف عبدالخالق و باقی اصحاب، کہ
آنجا حاضر بودند، کردند و بر لفظ مبارک راندند کہ: ”ما قایم مقام خود
خواجہ عبداللہ برقی را گذاشتیم، باید کہ در موافقت او باشید و مخالفت
نکنید و چون خلافت بشمارسد نیک زندگانی کنید و اصحاب را
فرمایید تا ذکر دل بگویند و ذکر بلند بگویند و آنچه از برای سلطان
سنجر بن ملکشاہ نوشته اند، از آداب، بمریدان خود و اصحاب خود
گویید۔“ بعد از آن روی مبارک بطرف خواجہ احمد یسوی کردند و
فرمودند کہ: ”سورہ ”فاطر“ را و سورہ ”یس“ و سورہ ”النازعات“
را بخوانید۔“ چون ختم تمام کردند غریو ازیاران بدر آمد۔ بعدہ بر لفظ
مبارک راندند کہ: ”خدای را بندگان اند، کہ جان دادن ایشانرا بغیر
خداوند کسی ندانستہ است“، این بیت بر خواندند:

در کوی تو عاشقان چنان جان بدهند

کانجاملک الموت نگنجدھر گز

بعدہ تغیری در چہرہ مبارک شیخ بزرگوار پدید آمد۔ خواجہ عبداللہ برقی روی بطرف یاران کرد و گفت: ”شما بیرون آید“ بعدہ شیخ فرمودند کہ: ”مراد رہمین خانہ دفن کنید و نماز مرا در مسجد جامع گزارید و دختر را پس رسید شرف الدین بدهید“ و پیش از شیخ بچہل روز عیال ایشان فوت کردہ بود و اورا در چاکر دیزہ دفن کردہ بودند و بعد گفتند: ”مرا خواجہ عبداللہ برقی غسل کند و در قبر مرا خواجہ حسن اندا قی نہد“ و درین سخن بودند کہ حضرت خواجہ خضر و حضرت خواجہ الیاس و ابدال و غوث و قطب درآمدند و ہریک ازین مردان حضرت شیخ را بدرود کردند۔ بعدہ خواجہ خضر ^{السلام علیہ} دست مبارک دراز کردند و یکی سیبی سفید بحضرت شیخ دادند۔ چون شیخ ماسیب را بوییدند بغوث دادند۔ چون غوث بویید حضرت شیخ ما بر لفظ مبارک راندند کہ: ”یاران نماز را بر پای دارید و با خلق خداوندی مہربان باشید و غوث را در پهلوی من دفن کنید“ بعد چون وصیت را تمام کردند مرغ روح شیخ ما بعالم بالا پرواز کرد و غوث نیز بر موافقت شیخ ما قالب مبارک خالی کردند۔ بعد بزرگان حاضر شدند و وصیت شیخ را بجای آوردیم و ایشان نیز نماز جنازہ گزاردند۔ بعد در قبر دفن کردیم۔ قالوا انا اللہ و انا الیہ راجعون و حضرت غوث رانیز در خانہ دفن کردیم و آن خانہ را گشادیم و صفہ عمارت کردیم، تمت۔

حضرت شیخ ما فرمودہ انہ کہ: ”وقت گفتن ذکر، بعد از جمع

آوردن خاطر و حاضر کردن دل سر زبان را بر کام بالا پیوندند، چنانکه حرکت نکند و همه اعضا برقرار خود باشد و نفس را نگاه دارد، بی تکلف و در وقت گفتن کلمه "لا اله" اشارت بطرف دست راست کند و در وقت گفتن "الا لله" بطرف دل کند و عدد را نگاه دارد و در وقت انقطاع نفس "محمد رسول الله" گوید ذکر بدین وجه و اسطه انشراح صدر و اطمینان قلب بود، تمت۔

بتاریخ روز آدینہ چہارم شعبان سنہ ستماء ہ بود کہ دولت پابوس میسر شد خواجہ ناصح الدین قلتی و پسر خواجہ حمید الدین ناگوری و مولانا حمید الدین شاشی بخدمت حاضر بودند۔ از شیخ ما التماس کردند کہ شرایط در باب ذکر دل فرمایند۔ بعدہ شیخ ما بر لفظ در بار راندند کہ: "ہر رونده ای کہ قدم درین راہ نهد بروی لازمست کہ دل خود را از غبار غفلت و زنگار طبیعت پاک دارد و از صفات ذمیمہ نفسانی صافی گرداند کہ تصفیہ دل بگفتن کلمہ طیبہ طاہرہ است و شرط آنست کہ بتعلیم و تلقین شیخ کامل مکمل گوید، تارفتن این راہ بروی آسان گردد۔"

وروزی بابا سلمان عارف ترک سؤال کرد کہ: "شیخ برہان الدین قلیج میگوید کہ: "ذکر را چند طہارت شرطست"۔ شیخ ما بر لفظ مبارک راندند کہ: "پنج طہارت: اول طہارت چشمست چشم باید کہ پوشیدہ باشد از دیدن نامحرم، دوم گوش و گوش باید کہ پاک باشد از شنیدن آوازہای حرام، سوم زبان و زبان باید کہ پاک باشد از غیبت و دروغ

و سخن بی فایده و بہتان، چہارم شکم، باید کہ پاک باشد از ماکولات و مشروبات و مطعومات حرام و شبہت، پنجم باید کہ صحبت بغافلان و کاهلان و جاہلان ندارد، زیرا کہ جبلت آدمی چہینست کہ باہر کہ صحبت دارد طبع وی گیرد۔ پس مہم شد صحبت با اہل معرفت داشتن و احوال خود را از غیر محرم نہان داشتن، بلکہ از محرم نیز، گفتہ اند:

راز خود بایار خود چند انکہ بتوانی مگوی

یار را یاری بود از یار یار اندیشہ کن

و باز فرمودند کہ: ”چہار چیز دیگر است کہ ذکر دل را معتبر گرداند: اول اخلاص، دوم تعظیم، سوم حلاوت، چہارم حرمت۔ زیرا کہ ذکر بی اخلاص ذکر منافقانست و ذکر بی تعظیم ذکر مبتدعانست و ذکر بی حلاوت ذکر فاسقانست و ذکر بی حرمت ذکر مرایانست“ و شرط دیگر فرمودند کہ: ”شیخ باید کہ از صعوبات راہ بگوید و از دشواریہای منازل حکایت کند و از مخاوف و مہالک طریقت مرید را خبر دہد، تا اگر از راہ مجاز آمدہ باشد یا بہوای نفس آمدہ باشد بر گردد و بعضی از حضرت ابوبکر صدیق، رضی اللہ عنہ، روایت میکنند کہ بتوقف گوید کہ از راہ حقیقت آمدہ باشد بتکلیف طریقت بدل و جان قبول کند و بصدق ارادت دست دہد، تمت۔

بتاریخ ماہ مذکور سنہ ستمائہ بود کہ دولت پای بوس میسر شد۔

شیخ جمال الدین ہانوسی و مولانا شمس الدین نبیرہ قاضی حمید الدین

ناگوری و خواجہ عین الدین حاضر بودند کہ پادشاہ کاشغر یوسف بن قراخان بمریدی آمدہ بود۔ از شیخ سؤال کرد کہ: ”علامت توبہ نصوح چند ست؟“ شیخ مافرمودند کہ: ”شش است: اول پشیمانی بر عمر تلف شدہ بغفلت، دوم عزم ناکردن بباز گشتن بر گناہ، سوم ادای فریضہایی کہ میان وی و خداست عزوجل، چهارم رد مظلمہای خلائق چند انکہ قوہ دارد، پنجم گداختن گوشتی کہ برتن او از حرام رستہ است، ششم چشانیدن بدن خود را الم در طاعت کردن و خلاف نفس و مرادات او کردن، ہم چنانکہ حلاوت معصیت چشیدہ بود، اکنون حلاوت طاعت نیز بچشد، واللہ اعلم۔

تمت الرسالہ الشریفۃ الصحیبیۃ من مولفات قطب الاقطاب

خواجہ جهان خواجہ عبدالخالق غجدوانی، قدس سرہ، بتاریخ روز سہ شنبہ

چہارم ماہ صفر سنہ ۱۰۶۷۔

رسالہ صاحبیہ

مؤلف

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی

ترجمہ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

رسالہ صاحبیہ

مقدمہ

ایران کے مشائخ تصوف کی عمدہ روایات میں سے ایک (پسندیدہ روایت) وہ کتابیں ہیں جو انہوں نے ایک دوسرے کے مقامات و مناقب میں لکھی ہیں۔ لفظ مقامات ان کی اصطلاح میں کسی شیخ سے جو کچھ دیکھا اور سنا، اس کا بیان ہے۔ بعض کتابیں ایسی ہیں جن میں ایک طریقہ کے کئی ایک مشائخ کے احوال کا ذکر ہے اور بہت سی کتابیں ان میں سے ایران اور ہندوستان میں تازی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن زیادہ تر کتابیں فارسی زبان میں ہیں۔ یہ کتابیں انتہائی اہم اور گراں قدر ہونے کے باوجود ان کتابوں کے مقابلے میں کچھ نہیں جن کا ہم اب ذکر کریں گے ہیں کیونکہ وہ کتابیں جو مشائخ کے احوال پر لکھی گئی ہیں زیادہ تر مختصر ہیں ان میں نہ صرف یہ کہ مشائخ کے احوال زندگی کی جزئیات کا ذکر کم ملتا ہے بلکہ اس شیخ کے اقوال کا ذکر بھی کم ملتا ہے۔ ان کتابوں سے فلسفہ اور تصوف کی تاریخ کو ”جو کہ اس شعبہ سے ہے“ اور اسی طرح زبان فارسی کی تاریخ کو بہت کم فائدہ ملتا ہے۔ لیکن نوع دوم کی کتابیں زبان فارسی کا اہم ترین خزانہ اور بہت بڑے غنائم میں سے ہیں جو ان سے ہم کو ملیں وہ چاہے ان مشائخ کے زمانے میں ہی لکھی گئی ہوں یا بعد میں ان کے تفصیلی احوال لکھے گئے ہوں البتہ عبدالقادر بغدادی کے بارے میں کچھ کتابیں اسی طرز کی تازی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اور جو کتابیں صوفیائے ایران، ہندوستان اور ماوراء النہر کے بارے میں ہیں وہ فارسی

زبان میں ہیں۔ ان میں کچھ مفصل ہیں اور کہیں مختصر رسالے ہیں اگر میں یہاں ان کتابوں کی فہرست دینا چاہوں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ مجموعی طور پر بہت سے مشائخ صوفیہ پر بہت سی کتابیں ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے بہت کم شائع ہوئی ہیں حالانکہ ان کتابوں کا شائع ہونا اہم ترین ادبی و تاریخی کاموں میں سے تھا۔ مشائخ ایران و ماوراء النہر پر ہمارے پاس جو معروف کتابیں ہیں وہ مقامات ابوالحسن خرقانی، ابوسعید ابوالخیر، روز بہان بقلی، عبدالقادر گیلانی، ابواسحق کازرونی، مولانا جلال الدین بلخی، بہاء الدین نقشبند، ابویعقوب یوسف ہمدانی، مودود چشتی، علاء الدولہ سمنانی، میر سید علی ہمدانی، عبید اللہ احرار، احمد جام زندہ پیل، خواجہ محمد پارسا، علاء الدین عطار، شاہ نعمۃ اللہ ولی، صفی الدین اردبیلی، سعد الدین کاشغری، امیر سید کلال بخاری اور نور الدین عبدالرحمن جامی ہیں جبکہ معین الدین سکزی، فرید الدین گنج شکر یا شکر گنج، نظام الدین، میر سید محمد گیسو دراز، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام ربانی مجدد الف ثانی، شرف الدین یحییٰ منیری اور ایک کثیر تعداد مشائخ ہندوستان کی ہے اور کہیں تو ایک شخص پر متعدد کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔

ان کتابوں کا ایک بڑا فائدہ جو تاریخ کو ملایا ہے کہ ان کتب کے مولفین نے ہر زمانے کے عام لوگوں کی زندگی کو کمال امانت و صداقت سے بغیر کسی تغیر و تملیق کے لکھ کر ہمارے لیے چھوڑا ہے آج دنیا کے دانشور، عام لوگوں کی (۱) شرح زندگی کو اس عصر و دیار کی تاریخ قرار دیتے ہیں نہ کہ بادشاہوں کی زندگی یا حکومتوں، درباروں اور جنگوں کے حالات کو۔

ہر دور میں ایک بادشاہ اور چند درباریوں کے مقابلے میں دوسرے ہزاروں

اور کروڑوں لوگ زندگی گزارتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی کے متعلق جانیں کیونکہ معاشرہ اور ملک انہیں سے ملکر بنا ہے نہ کہ ایک فرد جابر اور اس کے چند حاشیہ نشین اور درباریوں سے۔ اس عظیم مقصد کے لیے ہمیں ان کتابوں کی ضرورت ہے جن کے لکھنے والوں کی راست گوئی اور حق پرستی میں کوئی شک و تردد نہ ہو۔

ان کتابوں کا دوسرا بڑا فائدہ جو ہم اٹھاتے ہیں وہ ادبی ہے۔ کیونکہ یہ کتابیں اکثر اس دور میں رہنے والوں کی لکھی ہوتی ہیں جس میں اس دور کی سادہ ترین زبان اور محاورات و مکالمات ہوتے ہیں یہ ہمارے ادبیات کی محفوظ اور بہترین اسناد ہیں جس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی اگر کسی نے کوئی تحریر اس شیخ کے بعد والے دور میں لکھی ہے تب بھی اس شیخ کے دور کے مطابق ترتیب دی ہے اس طرح اس کا فائدہ ختم نہیں ہوا۔ ان رسائل میں سے ایک چھوٹا سا رسالہ جو اس بارے میں ہمارے پاس ہے صاحبیہ کے نام سے جو کہ مشہور عارف حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے مقامات و احوال زندگی پر ہے۔ جسے ان کے معروف مرید و جانشین خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے لکھا ہے۔ جو اس کتابچے میں شائع کیا جا رہا ہے۔

ابو یعقوب یوسف ہمدانی اور خواجہ عبدالخالق غجدوانی دونوں اس معروف سلسلہ سے ہیں کہ جس کی تکمیل و تہذیب بعد میں بہاء الدین نقشبند نے کی تب سے ”نقشبندیان“ یا نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوئے اور یہ سلسلہ تصوف کے عظیم ترین حلقے کی صورت میں سامنے آیا اور صدیوں سے وسطی ایشیا اور ماوراء النہر، افغانستان، ترکستان، ہندوستان، عراق، ایران، ترکیہ اور شمالی افریقہ میں بہت وسیع ادارے بنے جو کہ تصوف ایران کے وسیع ترین ادارے تھے اور اب بھی اس ملک کے بہت سے صوفیہ اسی طریقہ

پر ہیں البتہ ہندوستان میں دسویں صدی کے آخر اور گیارھویں کے آغاز میں ایک بڑے رہنما اس سلسلہ میں پیدا ہوئے جو احمد بن عبدالاحد، فاروقی نقشبندی کابلی سرہندی کہلائے اور ۱۰۳۵ھ میں ان کا وصال ہوا۔ چونکہ دوسرے ہزارہ کے آغاز میں ہوئے تھے ان کو مجدد الف ثانی کا لقب دیا گیا اور اس دن سے ایک اور طریقہ نقشبندیوں کے درمیان رائج ہوا جس کو اسی مناسبت کی وجہ سے ”مجددی“ کہا جانے لگا اور اب پاکستان اور ہندوستان میں اس سلسلہ کے کثیر لوگ ہیں۔ بارھویں صدی کے آخر میں ایران و عراق کے کردیوں اور عثمانیوں میں بھی ایک نقشبندی رہنما آئے تھے جن کا نام ضیاء الدین خالد بغدادی سلیمانی عثمانی تھا وہ زیادہ تر دمشق میں سکونت پذیر رہے انہوں نے بھی ایک اور طریقہ رائج کر دیا جو ان کے نام کی مناسبت سے خالدی کہلایا ہے اور آج کردستان (ایران)، عراق، سوریہ اور ترکیہ کے نقشبندی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہاء الدین نقشبند سے پہلے کچھ مشائخ تھے جو خواجہ بہائی الدین کے اسلاف تھے چونکہ بعد میں ان کو اس طریقہ میں خواجہ کا لقب دیا گیا ہے اس لیے ان کو ”خواجگان“ اور اس طریقہ کے سلوک کو طریقہ خواجگان کہا جاتا ہے۔

بہاء الدین محمد بن محمد بخاری نقشبند شہر بخارا سے باہر ایک دیہات قصر عارفان میں محرم ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ اتوار کی رات وصال فرما گئے اس وقت ان کا مزار وہاں پر مشہور ہے ان کا سلسلہ ایران کے مشہور عارف بایزید بسطامی تک پہنچتا ہے ان کے اور بایزید بسطامی کے درمیان پندرہ مشائخ تھے جو یکے بعد دیگرے جانشین ہوئے اور ان کو خواجگان کہتے ہیں ترتیب حسب ذیل ہے بایزید بسطامی، ابوالحسن خرقانی، ابوعلی رودباری، ابوعلی کاتب، ابوعثمان مغربی، ابوالقاسم گرگانی،

ابوعلی فارمدی، ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی، حسن انداقی، احمد یسوی، عبدالحالغ غجدوانی، عارف ریوگری، محمود الخیر فغنوی، علی رامتینی خواجہ عزیزان محمد بابا سماسی، امیر سید کلال، بہاء الدین نقشبند۔

بایزید بسطامی سے ایک اور طریقہ بھی چلا ہے جو آپ کے نام ”طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان“ کے مطابق طیفوریہ کے نام سے معروف ہے بایزید بسطامی اور ان کی زندگی کے دور سے متعلق بہت ساری باتیں ہیں جو اختصار سے بیان نہیں ہو سکتیں۔

خواجہ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی، جن کے احوال میں یہ رسالہ ”صاحبیہ“ لکھا گیا ہے، شیخ ابوعلی فضیل ابن محمد فارمدی طوسی: (۴۷۷ھ) کے مرید و جانشین تھے۔ حصول علم کے لیے جو سفر انہوں نے کیے اس دوران وہ ابو اسحق شیرازی، عبدالقادر گیلانی، عبداللہ جوینی اور حسن سمنانی سے بھی فیض یاب ہوئے اور ان کے معمولات فقہ حنفی کے مطابق تھے۔ ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ہرات کے راستے مرو میں ۵۳۵ھ ۸ محرم بروز جمعرات رحلت فرما گئے ان کی قبر مرو میں ہے اور ان کے چار خلفا تھے جو پے درپے ایک دوسرے کے جانشین ہوئے۔ خواجہ عبداللہ برقی، خواجہ حسن انداقی، خواجہ احمد یسوی، اور خواجہ عبداللہ ہمدانی، آپ (خواجہ ابو یعقوب) ۱۸ سال کی عمر میں اپنے شہر سے بغداد چلے گئے پھر اصفہان، آذربائیجان اور بخارا میں بھی تحصیل علم کی اور ایک مدت سمرقند اور ہرات میں بھی رہے اسی رسالہ میں ان کا نسب ۴۴ پشتوں سے کیومرث اور ۴۶ واسطوں سے آدم اور ۶ واسطوں سے امام ابوحنیفہ تک پہنچتا ہے کچھ بیان کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کے نسب نامے کمزور اور من گھڑت ہوتے ہیں۔

خواجہ عبدالخالق بن عبد الجمیل غجدوانی غجدوان کے تھے (غجدوان) جو بخارا سے ۶ فرسنگ پر واقع ایک بڑا شہر ہے اور وہاں ہفتہ بازار مشہور ہے۔ آپ کے والد ایک بزرگ دانشمند، عبد الجمیل امام مشہور تھے اور ان کی نسبت امام مالک بن انس تک پہنچتی ہے لیکن کچھ کتابوں میں ان کا نام غلطی سے عبد الجلیل لکھا گیا ہے پہلے آپ روم کے شہر ملاطہ ”ایشیائے صغیر“ میں رہتے تھے کہتے ہیں وہاں حضرت خضر نے ان کو بیٹے کی بشارت دی تھی اور یہ دلیل ہے کہ وہ ملاطہ میں پیدا ہوئے ہیں لیکن جیسا کہ بعد میں معلوم ہوگا خضر علیہ الرحمۃ ان کے والد کے (معاصرین میں سے) ایک معاصر کا نام تھا۔ ان کے والد کچھ مدت بعد ماوراء النہر چلے گئے وہاں سکونت اختیار کی لیکن بعض محققین ان کی جائے ولادت غجدوان بتاتے ہیں اور بعض علم و فضل نے ان کی پیدائش کو بخارا میں لکھا ہے۔

پہلے بخارا میں تعلیم حاصل کی کہتے ہیں کہ اپنے استاد امام صدر الدین جو کہ بزرگ دانشمندوں میں سے تھے تفسیر پڑھتے جب اس آیت ”ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ انہ لایحب المعتدین“ پر پہنچے اپنے استاد سے پوچھا کہ خفیۃ کا مطلب اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اگر پڑھنے والا اونچا پڑھے یا پڑھنے کے دوران اپنے اعضاء (زبان ہونٹ وغیرہ) کو ہلاتا ہے تو دوسرا اس سے مطلع ہو جاتا ہے اور اگر دل ہی دل میں ادا کرے تو حکم حدیث ”الشیطان یجری من آدم مجری الدم“ کی زد میں آجاتا ہے استاد نے کہا یہ علم لدنی ہے اگر خدا چاہے تو اہل اللہ میں سے کوئی تمہیں مل جائے گا وہ تجھے سکھا دے گا خواجہ اسی طرح منتظر رہے یہاں تک کہ خضر ملے اور وقوف عدوی کی تلقین کرا دی خواجہ جلال الدین پارسا نقشبندیوں کے مشہور پیشوا جو ۸۲۳ھ

میں گذرے ہیں اپنی معروف کتاب فصل الخطاب (طبع تاشکند) ۱۳۲۱ھ، ص: ۵۱۸-۵۲۰ میں ان کے بارے لکھتے ہیں ”وہ شیخ علی الاطلاق (یعنی شیخ کل)، قطب باسحقاق، مطلع انوار، منبع اسرار، کاشف حقائق خواجہ عبدالخالق غجدوانی (قدس اللہ روحہ) انکا طریقہ اس سلسلہ میں نجت ہے اور وہ تمام فرقوں میں مقبول ہیں دائماً راہ صدق و صفا، متابعت شریعت، سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بدعت و خواہش نفسانی سے دوری میں کوشاں رہے اپنی پاکیزہ روش کو اغیار کی نظر سے پوشیدہ رکھا۔

منقول ہے کہ بروز عاشور ایک جم غفیر خواجہ کی خدمت میں حاضر تھا وہ معرفت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اچانک ایک جوان آنکلا زاہدوں کی صورت میں خرقہ پہنا ہوا مصلیٰ کندھے پر ڈالے ایک کونہ میں بیٹھ گیا حضرت خواجہ نے اس کی طرف دیکھا کچھ دیر بعد وہ کھڑا ہوا اور کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله عز وجل“ اس حدیث کا مطلب اور راز کیا ہے خواجہ نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ کہ زنا (صلیبی علامت) اتار دو اور ایمان لے آؤ جو ان نے کہا نعوذ باللہ میرے پاس کوئی زنا نہیں خواجہ علیہ الرحمۃ نے خادم کو اشارہ کیا خادم اٹھا اور اس کے سر سے خرقہ اٹھایا نیچے سے زنا نکلا وہ جوان گھبرایا اور زنا کو پھینک دیا اور ایمان لایا خواجہ نے فرمایا آؤ ہم بھی زنا روں کو اتار پھینکیں اور ایمان لے آئیں اور جس طرح اس نے ظاہری زنا اتار پھینکا ہم باطن کے زنا (یعنی عجب) کو اتار دیں اور جس طرح وہ بخشنا گیا ہم بھی بخشنے جائیں یہ سن کر یاران طریقت پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور خواجہ کے قدموں میں گر پڑے اور تجدید توبہ کرنے لگے۔

منقول ہے کہ ایک دن ایک درویش نے حضرت خواجہ کی مجلس میں کہا کہ اگر

خدا تعالیٰ مجھے اختیار دیدے بہشت و دوزخ کا تو میں دوزخ اختیار کرونگا کیونکہ میں عمر بھر نفس کے پیچھے نہیں چلا در عین حال بہشت میرا مقصود تھا اور دوزخ خدا کا اور میں اپنی مراد (بہشت) پر حق تعالیٰ کی مراد (دوزخ) کو ترجیح دوزخ حضرت خواجہ نے اس بات کو رد کر دیا کہا بندہ کو اختیار سے کیا کام! جہاں جانے کا حکم ہو جائے جہاں رہنے کا حکم ملے رہے بندگی یہ ہے وہ نہیں جو تم کہہ رہے ہو۔ اسی درویش نے پوچھا شیطان کو اس راہ پر چلنے والوں پر کوئی دسترس ہے یا نہیں؟ خواجہ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص فنائے نفس کے مقام تک نہ پہنچا ہو جب وہ غصہ میں آئے تو شیطان اس پر حاوی ہو جاتا ہے لیکن اگر سالک فنائے نفس تک پہنچا ہوا ہو اس کو پھر غصہ نہیں غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے وہاں سے شیطان گریز کرتا ہے اور یہ وصف اس شخص میں پیدا ہوتا ہے جو راہِ حق کی طرف جا رہا ہو کتاب خدا اس کے داہنے ہاتھ میں اور سنتِ مصطفیٰ اس کے بائیں ہاتھ میں اور وہ ان دور و شبانیوں کے درمیان راستہ طے کرے۔

منقول ہے کہ دور سے آیا ہوا ایک مسافر حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا اچانک ایک خوبصورت نوجوان خواجہ کے سامنے آکھڑا ہوا اور دعا کی درخواست کی خواجہ نے دعا کی اور وہ غائب ہو گیا۔ اس مسافر نے پوچھا یہ کون تھا جس نے آپ سے دعا کرائی اور غائب ہو گیا۔ خواجہ نے فرمایا وہ جوان ایک فرشتہ تھا اس کا مقام چوتھے آسمان پر تھا اس سے کوئی تقصیر ہوئی تو حق تعالیٰ نے اسے اس مقام سے گرا کر آسمان دنیا پر پہنچا دیا تھا اس نے دوسرے فرشتوں سے بات کی کہ اب کیا کروں کہ اپنے مقام پر بحال ہو سکوں انہوں نے اس کو یہاں کا پتہ دے دیا وہ اس لیے آیا تھا ہم سے دعا کروائی ہم نے دعا کی حق تعالیٰ نے ہماری دعا اس کے حق میں قبول فرمائی اور اس کو اپنے مقام پر

بحال کر دیا مسافر نے کہا کہ خواجہ میرے لیے ایمان کی دعا کر کے میری مدد فرمائیں تاکہ یہاں شیطان کے جال سے سلامت رہ سکوں خواجہ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر ادائے فرض کے بعد جو دعا کی جائے مستجاب ہوتی ہے۔ تم اپنا کام کرو اور فرض کے بعد دعا کر کے ہمیں یاد کرو ہم بھی دعا کر کے تمہیں یاد کریں گے امید ہے کہ اس درمیان قبولیت کا اثر ظاہر ہو جائے ہمارے حق میں بھی اور تمہارے حق میں بھی۔ نیز ان کی دیگر کرامات میں سے یہ بھی آیا ہے کہ کہتے ہیں جوانی میں خضر نے ان کو فرزندگی میں قبول کیا اور ان سے کہا کہ پانی کے حوض میں جائے اور دل میں کہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب انہوں نے ایسا کیا سبق سیکھ لیا اور کام میں لگ گئے کشادگی پائی اور آغاز سے لیکر انجام تک سب کے ہاں مقبول تھے اور اس کے بعد خواجہ یوسف ہمدانی بخارا چلے گئے اور عبدالخالق غجدوانی نے ان کی صحبت پائی رسالہ صاحبیہ میں جو کہ ۶۰۰ھ میں تالیف کی جس کا ذکر بعد میں آئے گا، اس بارے ذکر کیا ہے۔

جامی نجات الانس میں لکھتے ہیں عبدالخالق ولایت میں اس مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ایک نماز کے وقت میں وہ کعبہ جاتے اور آتے اور شام میں ان کے بہت سے مرید ظاہر ہوئے اور وہاں خانقاہ اور آستانہ بھی پایا گیا ہے اور ایک مدت وہاں لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ اور جو کچھ انہوں نے اپنے متعلق کہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمدان، ہرات، سمرقند اور بخارا میں بھی رہے ہیں اور آخری عمر میں غجدوان رہے ہیں اور وہیں وفات پائی داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں ان کی رحلت ۵۷۵ھ لکھی ہے اور مؤلف خزینۃ الاصفیاء نے یہ قطعہ ان کی شان میں لکھا ہے۔

عبدخالق غجدوانی شیخ حق
رفت از دنیا بفردوس برین
انتحالش ”آفتاب کامل“ است
ہم بفرما ”مطلع نور یقین“
باز ”محبوب نبی مجتبیٰ“
نیز ”تاج الاولیاء مہدی دین“

(یعنی عبدخالق غجدوانی شیخ حق دنیا سے فردوس بریں چلے گئے ان کی رحلت کی تاریخ ان الفاظ سے اخذ کریں۔ آفتاب کامل، مطلع نور یقین، محبوب نبی مجتبیٰ، تاج الاولیاء مہدی دین)

یہ سب جملے بحساب جمل ۵۷۵ بنتے ہیں لیکن یاد رہے کہ خزینۃ الاصفیاء متاخرین میں سے ہیں انہوں نے جو تاریخ کتابوں سے دیکھی یہ قطعہ لکھا اور بعض دیگر کتابوں میں ان کی تاریخ رحلت ۶۱۷ھ لکھی گئی ہے اور یقیناً یہ تاریخ درست ہے کیونکہ ان کے مرشد ابو یوسف ہمدانی ۵۳۵ھ میں رحلت فرمائے گئے ہیں اور چونکہ آپ ان کے بعد کئی برس زندہ رہے ہیں ان کے چوتھے خلیفہ تھے ابو یوسف کی وفات کے بعد حسن انداقی اور احمد یسوی ان سے پہلے مقام بزرگی و شیخوخت میں تھے لازماً ان کے بعد طویل مدت زندہ رہے ہوں گے چنانچہ حسن انداقی ۵۵۲ میں اور احمد یسوی ۵۶۲ میں فوت ہوئے ہیں اور چاہیے کہ دونوں ان سے پہلے فوت ہوئے ہوں تاکہ مقام ارشاد (و خلافت) ان تک پہنچے ان سب باتوں کے علاوہ خود اسی رسالہ صاحبیہ میں دو جگہ تاریخ و سال ۶۰۰ھ درج کی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ۶۰۰ھ کے بعد بھی زندہ رہے

ہوں گے خواجہ عبدالخالق کے چار خلفا تھے خواجہ احمد صدیق خواجہ اولیائی کبیر معروف بہ اولیاء کلاں، خواجہ سلیمان کریمینی، خواجہ عارف ریوگری اور یہ چاروں نقشبندی مشائخ کے بزرگان ہوئے ہیں (خواجہ عبدالخالق) ان کی تصوف میں کئی تالیفات ہیں ان میں ایک وصیت نامہ ہے جو خواجہ اولیاء کبیر خلیفہ دوم کے لیے لکھا اس کے کچھ حصے فخر الدین علی بن حسین کاشفی (جن کا تخلص صفی تھا) رشحات عین الحیوۃ میں ان کے حالات کے ضمن میں لائے ہیں اور ایک چھوٹا حصہ بنام مجموعہ رسائل سلوک طریقہ نقشبندیہ میں آیا جو کہ مطبع مفید دکن سے چھپا ہے دوسرا یہی رسالہ صاحبیہ ہے جو ان صفحات پر چھپ کر شائع ہوا۔

وہ فارسی شعر بھی کہتے اور بہت سے مشائخ صوفیہ کی طرح ان کی بھی چند

رباعیات رہ گئیں ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہیں کچھ اس طرح ہیں:

گردر دلت از کسی شکایت باشد

درد دل تو ازو بغایت باشد

زنهار بانقمام مشغول مشو

بد را بدی خویش کفایت باشد

اگر تیرے دل میں کسی کے لیے شکوہ ہو، اس سے تجھے بہت دکھ ملا ہو، رک جاؤ اس

سے انتقام لینے کی نہ سوچو، کیونکہ برے کے (انجام) کے لیے اس کی برائی ہی کافی ہے۔

و در صف دوستان ماباش و مترس

خاک در آستان ماباش و مترس

گر جملہ جہان بقصد جانت خیزند

دل دار قوی وزان ما باش و مترس

ہمارے دوستوں میں ہو جاؤ اور نہ گھبراؤ، ہمارے درآستاں کے خاک بن جاؤ
پھر نہ گھبراؤ، اگر سارا جہاں بھی تیری جان کا دشمن بن جائے، دل قوی رکھو اور ہمارے
ساتھی بنو اور نہ گھبراؤ۔

بر دوست مبارکیم و بردشمن شوم
در جنگ چو آہنیم و در صلح چو موم
اندر تہ کوہ غجدوان منزل ماست
شمشیر دو رویہ می ز نیم تادر روم

دوستوں کے لیے ہم مبارک ہیں اور دشمن کے لیے آفت، جنگ میں فولاد کی
طرح (سخت) ہیں اور صلح کی جگہ موم کی طرح (نرم)، غجدوان کے پہاڑ میں ہمارا مسکن
ہے، دو رویہ تلوار چلاتے ہیں در روم تک۔

درویشانیم نشستہ در کوہ و درہ
آنجا کہ پلنگ و شیراز و درگذرہ
پیران قوی دارم و مردان سرہ
ہر کس کہ بما کج نگرہ جان نبرہ

ہم پہاڑ اور درہ میں رہنے والے درویش ہیں، جہاں شیر اور چیتے بھی گھبراتے
ہیں گزرنے سے، پیر قوی اور مرد کامل والے ہیں، جو ہماری طرف تیرھی آنکھ سے
دیکھے گا وہ بچے گا نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی بأخص صفاتک وبعز جلالک وبعظمة انبیاءک و بدم
شہدائک و بنفس اصفیاءک، نسألك زیادة فی العلم و برکة فی الرزق
و توبة قبل الموت و مغفرة عند الموت و راحة بعد الموت و نجاة من النار
و دخولا فی الجنة و عافية فی الدنیا و الآخرة۔

بندگان بارگاہ احدیت میں کمزور ترین بندہ اور حضرت صمدیت کے شکستگان
میں نحیف ترین بندہ عبد الخالق بن عبد الجلیل نزلہ اللہ بمقاصد السالکین و وصلہ
بمقامات العارفين آمین یارب العالمین عرض کرتا ہے کہ جوانی میں جو غرور کا وقت
تھا اور سرور اور خواہشات نفسانی کے غلبہ اور وساوس شیطانی کے دن تھے اچانک ”ان
الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء“ کا جذبہ داعیہ طلب بن کر اس ضعیف کے ضمیر میں
نمودار ہوا اور ”ان اللہ یحب معالی الامور“ کا تقاضا تھا تو عزم برادران ”اصحب
مع اللہ“ کے تحت پکا ہو گیا۔ اور ملہم غیب اس بے چارہ کے دل کے صحیفے پر اپنے قلم رشد
سے یہ نقش کرتا ہے کہ: ان کرامات اور اس سلطنت کا دریافت اور اس سعادت تک
رسائی کسی سالک محقق کی اقتدائی اور مخدوم مرفق کی خدمت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ میرے
قضیہ صادقہ کے مطابق ”من طلب شیئا و جد و جد“ اور ”یہدی اللہ لنورہ من
یشاء“ کی نشانی کے مطابق میں نے اس ولی قبہ ولایت اور اس صنفی کعبہ ہدایت اس
مرشد صمدانی شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی کے قدم پر اپنا سر ارادت رکھا اس آستانہ کے
معتکفین کیساتھ ارادت اور حقائق سے آگاہ خاندان کے آستانہ رفیعہ کے خادمین سے
محبت کا دم بھرنے لگا اور ایک مدت اس راہ مستقیم پر اس بیابان طریقت کے سیاح اور

دریائے حقیقت کے غواص متابع شرع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، مکاشف اسرار غیبی ابو یوسف یعقوب بن عبدالواحد بن عبد الباسط بن ظمظم بن باقر بن محمد بن اسمعیل بن ابو حنیفہ بن نعمان بن ثابت بن مرزبان بن شیت بن زید بن ہرمز بن پرویز بن دارا بن دارا بن داراب بن کسری بن دارنوش بن اشکبوس ابن ایزدیار بن کلباد بن بہوش بن نیارام شاہ بن اردشیر بن بہمن بن اسفندیار بن کتاسب بن لہراسب بن طہماسب بن کیکاوس بن کیقباد بن نوزر بن منوچہر ابن ایرج بن فریدون بن جم بن جمشید بن برد بن طہماس بن ہوشنگ بن شیر ہند بن جرجیس بن سام بن احنوس بن گیومرث بن شیت بن آدم علیہ السلام، کی متابعت اور نیاز مندی میں استقامت سے گذارا اور انہوں (حضرت سلطان اولیاء) نے اس بے بضاعت ضعیف اور اس بے استطاعت فقیر کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی سفارش سے تعلیم و تلقین ذکر قلبی سے مشرف کر دیا۔

اب بادشاہ، وزراء، علماء زہاد، درویش اور ہر خاص و عام تمام خلایق پر واجب ہے کہ اس خواجہ بزرگ عالم ربانی شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی کے متابع اور مطیع ہو جائیں کیونکہ اس معزز (ہستی) نے کسی بھی طرح سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی مخالفت نہیں کی ہے۔ صحابہ اور تابعین و تبع تابعین و سلف کے مطابق زندگی گذاری ہے۔ محفوظ شہر ہمدان اور جہاں بھی ہوتے ہمیشہ یہ مبارک الفاظ دہراتے: ”سیدھا راستہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے کیونکہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے ابو ہریرہ لوگوں کو سکھاؤ میری سنت اور تم بھی عمل کرو تا کہ قیامت کے دن تمہارے لیے نور بن جائے۔“ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا تو شیخ بزرگ اپنے پاک روشن اصحاب، پیروکاروں اور سنگیوں خواجہ حسن انداقی، عبداللہ برقی، خواجہ احمد یسوی، خواجہ علیانہ اور یہ

فقیر داعی عبد الخالق بن عبد الجلیل اور باقی درویش جو حاضر خدمت تھے کو شرع نبوی کے رستے پر چلنے کی تعلیم دیتے تھے اور ہوی و بدعت، مخالفتِ شریعت اور اہل فتنہ و بطلان کے رستے پر چلنے سے اور مقلدوں کی تقلید سے بچا رکھتے تھے۔ ان بزرگوار اور ان کے عزیزوں کا طریقہ تمام آفات سے پاک ہے نہ اس میں تعطیل کا رنگ ہے نہ تشبیہ کی بو بلکہ نور ہدایت اور معرفت ہے۔ ہمارے حضرت شیخ یہ مبارک الفاظ فرماتے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق کی روش ہے (رضی اللہ عنہ) قرن بہ قرن ہم تک پہنچی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔ پس تمام مومنین اور اس راستے پر چلنے والوں پر واجب ہے کہ اس برگزیدہ کی رائے کے پیرو بن جائیں اور اس گھرانے کی صحبت اختیار کریں اور ان کے طریقہ کے مطابق سلوک طے کریں اور اس طائفہ کی مجالست و موانست سے دور نہ ہوں مقام شاہزادہ قثم بن عباس (زیارت گاہ) پر فرمایا کہ جو اس روش پر عمل کرے اور اس سے متمسک ہو جائے یقیناً تمام گمراہیوں سے محفوظ ہو جائے گا اور دریائے بدعت کی موج سے نجات پائے گا۔

اس کے بعد یہ مبارک الفاظ فرمائے: اے عبد الخالق جان لو کہ راہ حق کا سلوک

دو طرح ہے (۱) سلوک ظاہر (۲) سلوک باطن

سلوک ظاہر وہ ہے جس میں سالک بہر حال حدود شرعی کا خیال رکھے اور بقدر

ممکن محافظت کرے، ہوائے نفس سے اجتناب کرے اور سلوک باطن وہ ہے جس میں

تصفیہ قلب کے لیے کوشاں رہے اور صفاتِ ذمیرہ نفسانی کو مٹانے کی سعی بلیغ کرے

کیونکہ طہارت باطن کا مطلب یہی ہے۔ اور ذکر قلبی میں بے حد جدوجہد کرے تاکہ

قلب ذکر حق سے گویا ہو جائے اس تعلقین ذکر قلبی کی ابتداء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ سے ہوئی ان سے سلمان فارسی کو پہنچا اور ان سے جعفر الصادق اور ان سے یہ فیض سلطان بایزید اور ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی اور ان سے شیخ بزرگوار ابوعلی فارمدی طوسی اور ان سے ہم تک پہنچا ہے۔

یہ الفاظ ارشاد فرمائے اور سر کو جھکایا اتنے میں اذان ظہر ہوئی نماز ظہر ادا کی پھر یہ مبارک الفاظ ارشاد فرمائے کہ اے درویش اگرچہ اس سلسلہ میں ان معزز خادموں کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن ان اکابر کی تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ اس سلسلہ کے اساطین کشف اور بزرگان مشاہدہ یہی ہیں۔

اس کے بعد روئے مبارک اس فقیر کی طرف کیا اور یہ مبارک الفاظ ارشاد فرمائے: اے عبد الخالق جب شیخ بزرگوار خواجہ (ابو) علی فارمدی دارفنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرمائے مجھے شریعت و طریقت میں کوئی بھی مشکل پیش آتی میں ان کی روح سے التماس کرتا اور اسی لمحہ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح اس واقعہ میں رہنمائی فرماتی اور اس راہ کے فوائد میں سے جو کچھ خواجہ علی کلاں سے مجھے پہنچتا اس راہ کے سالکین اور بارگاہ الہی کے نیاز مندوں تک پہنچا دیتا، اس کے بعد میری طرف چہرہ مبارک کیا اور یہ مبارک الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے عبد الخالق جس طرح سے میں خواجہ علی کلاں کا خلیفہ چہارم تھا تم بھی ہمارے چوتھے خلیفہ ہو گے“ اور دیکھا کہ آپ کی چشم ہائے مبارک پر نم ہو گئیں۔

اس کے بعد میں نے سوال کیا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہو گا؟ شیخ نے یہ مبارک الفاظ ادا فرمائے: ”ہمارے بعد خواجہ عبداللہ برقی ہوں گے اور ان کے بعد خواجہ حسن انداتی اور ان کے بعد خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہم اور جب خواجہ احمد یسوی ترکستان سفر کریں گے تم خلیفہ ہو جاؤ گے پس راہ شرع حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدم رہنا اور شرع کی حد سے ایک ذرہ تجاوز نہ کرنا اور جس کو بھی شرع کی مخالفت کرتے دیکھو منع کرنا (واللہ تعالیٰ اعلم)“

۱۱ رمضان سنہ ۵۰۴ بدھ کا دن تھا سنجہ بن ملکشاہ نے قاسم بن جوکی کو سمرقند خط بھیجا اور اس خط میں لکھا تھا: ”حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ علی بن محمد، قاضی علاؤ الدین عمر، خواجہ عماد الدین، امیر عبدالوہاب، خواجہ دھقان، شیخ بکر الدین عمر، شیخ عزالدین، شیخ ابوالقاسم بن یوسف، شیخ لالا چاکر اور شیخ محمد رحمہم اللہ شہر سمرقند کے بزرگان معلوم فرمائیں کہ سنا ہے وہ خواجہ سبحانی، شیخ ابو یوسف ہمدانی بزرگی کو پہنچے ہیں ہمیں ان کی طرف جانے کی فرصت نہیں کیونکہ سلیمان شاہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہمارے ملک کی طرف (حملہ کے لیے) روانہ ہوا ہے اس لیے ملک کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا لہذا درویشوں کے خانقاہ کے خرچ کے لیے بڑی احتیاط اور حلال روزی سے قاسم بن جوکی کو پچاس ہزار دینار بھیج دیے گئے۔ فاتحہ پڑھ دی جائے پوری توقع ہے کہ حضرت شیخ کی سند لکھ کر ہمیں بھیج دیں کیونکہ سنا جاتا ہے حضرت شیخ کی روش، روش صحابہ جیسی ہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

تاکید کی جاتی ہے اس (کام) کو، ہم جانیں اور طالب کو اس دولت سے مشرف فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ برقی کے کمرے میں احباب کی خدمت میں آئے اور خواجہ حسن انداقی خواجہ احمد یسوی (رحمۃ اللہ علیہم) خواجہ شاہ غاتفری، خواجہ علیانہ، شیخ محمد نظام الدین ماتریدی، خواجہ محمد، خواجہ کاروزن کلابادی، خواجہ محمود سوجی، خواجہ پل (?) غاتفری، ابو موسیٰ، امام یحییٰ غاتفری، خواجہ اسحاق، امام سلمان عارف خواجہ محمد جہلمہ؟؟ خواجہ قریش، خواجہ آدم شاو داری، خواجہ رباط (?) اور

اس فقیر عبد الخالق کو اکٹھا کر کے سلطان سنجر کا پیغام سنایا اور سب نے ملکر سنجر بن ملکشاہ کے نذر کو حضرت شیخ کے سامنے پیش کیا اور سورہ فاتحہ ان کے لیے پڑھ لی اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ مبارک الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے درویشو ہمارے پاس کوئی ایسی چیز (عمل) ہے جو سنجر کو بھیج سکیں سوائے بھول، خطا اور بدی کے“؟ اس کے بعد خواجہ علیانہ نے فرمایا: ”اے بزرگوار درویشو آپ سے یہ التماس ہے کہ اجازت فرمائیں پھر ہمارے شیخ نے یہ مبارک الفاظ فرمائے کہ ہر وہ چیز جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کے مطابق ہم سے دیکھی ہو لکھ لو۔“

بروز منگل ۲۸ ذوالقعدہ سنہ ۵۰۴ھ ہمارے شیخ کی زندگی کے ایک ہزار نو ماہ اور ۲۶ روز گزرے ہیں اور ہمارے شیخ کی ولادت بروز پیر ۲ صفر المظفر تھی آپ نے ۳۸ حج پیدل کیے اور قراءت حفص پر ہزار ختم قرآن کیے۔ ۷۰۰ کتابیں تقاسیر، احادیث، فقہ، اصول، فروع اور کلام کی حفظ تھیں، ۲۱۳ مشائخ کو پایا تھا، اکثر اوقات روزہ دار ہوتے شب و روز حق تعالیٰ کی بندگی میں مشغول رہتے آٹھ ہزار بت پرستوں کو مسلمان کیا اور گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی تعداد کوئی نہیں جانتا، انکا پائے مبارک ایک طرف سے چھوٹا تھا، چہرہ مبارک پر چچک کے داغ تھے، داڑھی لمبی سرخی مائل تھی، آپ بہت کمزور تھے، جس کو بھی دیکھتے خواجہ کہہ کر بلاتے، بہت سفر کرتے ان کا لباس پشم اور کپاس کا ہوتا، ان کا کھانا جو اور باجرہ کی روٹی اور نباتی گھی ہوتا تھا ۴۰ دنوں میں ایک بار مرغ کا گوشت کھاتے اونٹ اور گوسفند کا گوشت کبھی کبھی کھاتے موزہ دوزی اور دہقانی کرتے اور جو خدا تعالیٰ دیتا فقرا، یتیموں، بیواؤں، غریبوں، مسکین عیال داروں کو دیتے، زندگی میں کبھی گدائی نہیں کی، اپنے اصحاب کو بھی منع کرتے ہمیشہ متوکل تھے، دنیا

کی تعمیر میں مشغول نہ ہوتے، اگر کوئی دوسرا کرتا منع کرتے، ہر سال چالیس دن میں احتساب کرتے، امراء اور بادشاہوں کے گھر نہ جاتے ۷۵ سال مجرد (غیر شادی شدہ) رہے، ان کی ایک آنکھ کے کونے میں شوخی تھی ان کی وفات کے بعد اس میں اختلاف واقع ہوا تھا کہ وہ دائیں طرف میں تھی یا بائیں طرف ان کی چشم مبارک نمکین تھی، کبھی نامحرم یا امرد (نابالغ لڑکے) کی طرف نہ دیکھا۔ ۱۰ رجب کو آپؐ (خواجہ ابو یعقوب ہمدانی) حضرت خواجہ خضر علیہ الرحمۃ کی اجازت سے سمرقند آئے، اچھی آواز رکھتے تھے ان کا قدمیانہ ذرا اونچا تھا، ان کی انگلیاں لمبی تھیں، ترکی نہیں جانتے تھے، اکثر نعلین پہنتے، پیوند لگے ہوئے پہنتے، اصحاب میں سے جو بھی پیوند شدہ پہنتا اسے دوست رکھتے اور اس کی تعظیم و توقیر کرتے، اپنی مدت حیات میں کبھی ٹانگیں لمبی نہیں کیں اور خوف خدا سے گریبان رہتے، شیرین زبان تھے، تبسم کے ساتھ گفتگو فرماتے، بھوک اور ریاضت سے ان کی کمر جھک گئی تھی۔ ذکر جہری نہ کرتے بہت مرید سے ان کے زمانہ میں ذکر جہری نہیں ہوتا تھا اپنے شیخ کے شیخ (ابوالحسن خرقانی) کو دیکھا تھا، ان کی ولادت ہمدان میں ہوئی تھی محلہ غنمیہ سے پیدل بہت مرتبہ گئے ہیں جمعرات اور جمعہ کی رات اور عید کی راتیں بزرگان کی زیارت میں (جاگ کر) گزارتے ولایت سے آئے مسافر سے پوچھتے کہ کس علاقے سے ہیں اس علاقہ میں درویش کونسے ہیں، جو پردہ فرما چکے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

ذکر قلبی کی وجہ سے ہمیشہ ان کے اعضاء پسینہ سے شرابور رہتے کیونکہ سانس روک کر کرتے تھے، ہر فرض نماز کے بعد قرآن کا پارہ پڑھتے علاوہ ان اوراد کے جو ان کے تھے اس گھر سے ”جہاں ان کی آرام گاہ ہے جو کہ غاتفر کے محلات میں خوبصورت

محلہ ہے، جامع مسجد تک ختم قرآن کرتے، مسجد سے لیکر خواجہ حسن انداقی اور خواجہ احمد یسوی کے گھر تک سورہ بقرہ ختم کرتے اور ہمارے شیخ کی مسجد سے ان درویشوں کے کمرے تک ۱۰۷ قدم فاصلہ تھا، نماز کی ہر ایک رکعت میں ایک پارہ پڑھتے، کبھی کبھی ہمدان کی طرف رخ کرتے اور بہت گریہ فرماتے اور خداوند تعالیٰ سے اولاد نرینہ و صالح کی درخواست کرتے، ہمیشہ خواجہ عبدالرحمن کے وعظ میں بیٹھتے، سردیوں میں بال مبارک کم ہی کٹواتے سلمان فارسی کا عصا اور جرسدان ان کے ساتھ ہوتے، جب نیا چاند دیکھتے سمرقند کے موالیوں کو بلاتے ان کو دعوت دیتے، ان کے ساتھ علم شریعت پر بحث کرتے، سمرقند کے بزرگان ان کی صحبت سے دور نہ ہوتے، خواجہ زندہ دلاں اور خواجہ خضر علیہ الرحمۃ کی صحبت میں ہوتے تیرا چھا چلاتے سامان وغیرہ نہ خریدتے بس اپنے ساتھ قرآن، سجادہ، مسواک، کنگھی، خوشبو اور رومال رکھتے آنکھ درد اور داڑھی کی دوا بناتے بخار کے لیے تعویذ دیتے، جب جتہ اور توقماق آتے (دشمن حملہ آور ہوتے) ان کے ساتھ جنگ کرتے ہمیشہ باطہارت رہتے۔ نماز جمعہ اور جماعت کسی عذر سے بھی نہ چھوڑتے، جس سے جتنا زیادہ جفا دیکھتے اس سے اتنا زیادہ وفا کرتے جو کا سوپ بناتے، اپنے کپڑے دھوتے اپنے پھٹے کپڑے خود رفو کرتے بازار کا کھانا نہ کھاتے بڑا عمامہ باندھتے، لباس کے آستین کھلے اور رکھتے، کپڑے صابن سے کم ہی دھوتے، اونچی آواز سے نہ ہنستے نصیحت اور لقمہ سے کسی کو نہ روکتے اور بات نرمی سے کرتے اور نرم رفتار تھے استغفار اور درود بہت پڑھتے نماز وتر تہجد اور صلوٰۃ التسبیح ساتھ ادا کرتے اور دعا کرتے، اصحاب کے لیے بھی دعا کرتے، ولایت و کرامت کا اظہار نہ کرتے مومنین میں سے جو بھی بلاتے چلے جاتے، کسی شخص کی اور کسی چیز کی تحقیر و اہانت نہ

کرتے، کسی بات پر فخر نہ کرتے، زیارت اہل قبور کے لیے بہت جایا کرتے، قبرستان برہنہ پا جاتے اور اہل قبور کو سلام کرتے، آیات اور دعائیں جو منقول ہیں پڑھتے اور زیادہ تر روٹی سرکہ سے کھاتے دعائے سیفی، قصیدہ بردہ، چہل اسم اعظم اور قرآنی آیات بہت پڑھتے، رات کو داڑھی پر کنگھی بہت کرتے اور بہت فوائد بتاتے، گھوڑے پر کم بیٹھتے، گدھے اور اونٹ پر بیٹھتے، بازار کم جاتے، خلفائے اربعہ کی بہت فضیلت بیان کرتے، ان کے مناقب بیان کرتے حلال کما کے کھانے والوں کو دوست رکھتے اور موت، قیامت، جان دینے، قبر کے سوال، دوبارہ زندہ ہونے، نامہ اعمال پڑھے جانے، انصاف ہونے اور پل صراط سے گذرنے کو بہت یاد کرتے اور روتے، لوگوں کو حلال پہننے اور حلال کمانے کی ترغیب دیتے، مومنین کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتے، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور طعام کی ابتداء نمک سے کرتے اور اختتام بھی نمک پر کرتے، کفر یہ کلمات کے متعلق بیان فرماتے اور ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ بِہِ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَامُ الْغُیُوْبِ“ بہت کہتے، نماز کے بعد ہمیشہ یس ختم کرتے جمادی الثانی کے آخری دن ماہ رجب سے پیوستہ روزے رکھنے ترک نہ کرتے، پیتل، چاندی، سونے کے برتن سے غسل و طہارت نہ کرتے۔

فاسق، مکار، بدگو، حیلہ گر، ظالم، لوگوں اور ماں باپ کو ایذا دینے والے، مبتدع، بد مذہب، بے نماز، فضول گو، چاپلوس، چالاک، سود خور، دروغ گو، لا ابال، بازاری، حرام خور، بدی میں مشہور و حیلہ، تیز زبانی اور چالاک سے حق کو ناحق ثابت کرنے والے، لوگوں میں خود کو نیک، زاہد، مومن، پارسا، درویش، عالم، متقی، عابد، امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کنندہ ظاہر کرنے والے، اپنے ظاہر کو شرع کے مطابق سجانے اور اس طریقہ سے دنیا کی عزت و حرمت کے طالب کو اپنی صحبت میں تو بہ کراتے اگر قبول نہ کرتا تو اس کو دشمن رکھتے اور اپنی مجلس سے نکال دیتے۔

روٹی، پانی کے ساتھ کم کھاتے، اکثر خشک روٹی کھاتے، لفظ من استعمال نہ کرتے ضرورت پڑنے پر ۱۴ سیر کہتے کسی کو اے کتے اے خنزیر، لعنتی، بد بخت کہہ کر نہ پکارتے۔ گرمی ہو سردی ہو نہ کہتے، کسی کو بددعا نہ کرتے، جو بھی مومن سامنے آتا سلام کرتے اور ہر کسی کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہمیشہ فکر مند اور غمگین رہتے، علم حساب نہیں جانتے تھے (البتہ) خوشخط لکھتے تھے اپنی اور اصحاب کی موچھیں پست رکھتے عزالت میں رہتے اور اکثر بغیر گھی سوپ استعمال کرتے ہمیشہ مجاہدہ و ریاضت میں رہتے لوگوں کا کھانا نہ کھاتے اور خلق کی صحبت سے کنارہ کش رہتے کالے موزے پہنتے اور دستار دانشمندی کی طرح باندھتے شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے، گنٹی اچھی چلاتے، بے کار، مفت خور اور تن پرور کو پسند نہ کرتے، علم طب بیان کرتے، مجلس میں سبھی سے بات کرتے اور مجلس اور خانقاہ میں جب قدم رکھتے تو پہلے دایاں پاؤں رکھتے جب باہر آتے بایاں پاؤں رکھتے، کھانا دائیں ہاتھ سے کھاتے، برہنہ سر نماز نہ پڑھتے، نہ کھانا کھاتے، بلند آواز سے قراءت نہ کرتے اگر دن میں سو بار وضو ٹوٹ جاتا پھر وضو کرتے، ایک لمحہ بغیر طہارت نہ رہتے، مسجدوں، صحراؤں، محلوں، شہروں اور پہاڑوں میں بہت جاتے اور وہاں کے باشندوں اور ساکنوں کو چاہے وہ ترک ہوں یا تاجک، عرب، خواجہ، درویش، غلام، بازاری، گلہ بان، شتر بان، آشنا، اجنبی جو بھی ہوں سب کو فرائض، واجبات، سنن مستحبات، آداب حلال و حرام، مباح و مکروہ اور حیض و نفاس، استحاضہ و مستحاضہ، معاملات

خرید و فروخت بیان کرتے اور ان کو بقدر وسعت و طاقت سکھاتے، جس کسی سے چھوٹی سی نیکی دیکھتے دگنا عوض دیتے، ہمیشہ اپنے ساتھ کھجور، کشمش، نان رکھتے جس تک بھی پہنچتے اسے دیدیتے، اپنے شیخ کے سامنے بات نہ کرتے لوگوں کے کھیت سے نہ گزرتے، نماز لمبی نہ کرتے اپنے گھر کے کام خود کرتے (آٹا پسوانے) چکی خود جاتے بہار کے موسم میں بہت سیر کے لیے جاتے، صبح کی نماز اشراق اوابین تہجد اور استخارہ ترک نہ کرتے، شہید ہونے کو پسند فرماتے، صدقہ و زکوٰۃ دیتے، اعتکاف میں بیٹھتے، قربانی کرتے غلام آزاد کرتے، وعید سے ڈرتے رہتے اور وعدہ کے امیدوار رہتے، دلوں میں محبوب تھے اہل صدق و صفا تھے، بااخلاص، باحلم، اسخا اور خداوند تعالیٰ کے شکر گزار تھے، ہرگز خداوند متعال سے شکایت نہ کرتے، حق تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتے، ہمیشہ موت کے لیے تیار رہتے، تمام خلائق پر مہربان تھے۔ بزرگوں کی تعظیم کرتے اور نابالغوں کی دلجوئی کرتے، امانت کی خوب حفاظت کرتے۔ صلہ رحم بجالاتے اور ہر خطر میں خدا کی پناہ مانگتے۔ ہمیشہ آخرت کی طلب میں رہتے اور خدا تعالیٰ سے توفیق طاعت چاہتے، ہمسایہ کی رعایت کرتے، راستے کو موزیات سے پاک کرتے، اپنے ایمان میں شک نہ کرتے اور کہتے ”میں سچا مومن ہوں“، مسلمانوں کی جماعت کے خلاف نہ کرتے، نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ادا کرتے، کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہتے، چھوٹے بڑے کا جنازہ پڑھتے اور فرماتے نیکی بدی سب خدا کی طرف سے ہے، بادشاہ کے فرمانبردار تھے۔ فرماتے: ”ایمان خدا کی عطا ہے“، فرماتے: ”بندہ تمام کرامات و جلالت کے باوجود مخلوق ہی ہے“، فرماتے: ”قرآن خدا کا کلام ہے“، فرماتے: ”قبر کا عذاب حق ہے، نکیر و منکر کا آنا حق ہے“، فرماتے: ”زندوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت اور معراج حق ہے، فرماتے: ”اعمال نامہ کا پڑھا جانا اور صراط حق ہے،“ فرماتے: ”دس یار بہشتی ہیں کہتے کافر دائم عذاب میں ہوگا،“ فرماتے: ”جو خدا تعالیٰ چاہے اور کہتے مردہ کی ہڈی میں آگ ایسے ہے جیسے پتھر میں،“ فرماتے: ”خدا تعالیٰ کا دیدار حق ہے،“ فرماتے: ”انبیاء کی عقل اولیاء کی عقل سے برتر ہے،“ فرماتے: ”اولیاء کے کرامات حق ہیں،“ فرماتے: ”انبیاء کا مرتبہ اولیاء کے مرتبہ سے برتر ہے،“ فرماتے: ”مومنوں کی عقل کافروں کی عقل سے بہتر ہے حق تعالیٰ حقیقت سے دانا ہے اور قدرت سے توانا،“ فرماتے: ”مخلوق پانچ گروہ ہیں مومن کافر منافق گنہگار مشرک ایمان حقیقت ہے نہ کہ مجاز،“ فرماتے: ”توفیق فعل کے برابر ہے،“ فرماتے: ”ایمان دو جوارح میں ایک چیز ہے اللہ تعالیٰ کسی چیز سے نہیں ہے اور کوئی چیز اللہ کے بغیر نہیں اور کسب کرنا فریضہ ہے اور نیک عمل ایمان کی نشانی ہے اور ایمان طاعت ہے، ہر طاعت ایمان ہے نہ ہی ہر معصیت کفر، انبیاء، اولیاء مومنین، صالحین، گنہگار اور جبرائیل کا ایمان یکساں ہے،“ اور امام کے حدیث کو حدیث سمجھتے اور کہتے ”ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ اور محبوبوں پر سے محبت کے سبب حکم اٹھ نہیں جاتا“ اور خاتمہ کے خوف سے ہمیشہ ترساں رہتے اور فرماتے سنت وہی ہے جو امام زفر نے فرمایا ہے اور جماعت وہ ہی ہے جس پر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب چلے ہیں، فقر و فاقہ کو پسند کرتے، کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور آخر پر الحمد للہ کہتے اور فرماتے دھیان سانس پر رکھو، نظر قدم پر، سفر وطن میں اور خلوت انجمن میں (نظر بر قدم سفر در وطن و خلوت در انجمن) برادران صحبت کے ساتھ موافقت، خدمت کا شیوہ رکھتے، الحاح نہ کرتے، تمام خلق سے راضی رہتے، کسی سے حسد نہ کرتے، تو نگری سے ڈرتے کبھی کبھی یہ مبارک لفظ فرماتے: ”یہ باعظمت بادشاہ،“

لذت و حلاوت سے بے نیاز درویش ذکر قلبی سے سب جان لیتے ہیں۔“ فرماتے: ”نفس اور دل کی شناخت کے لیے کوشاں رہنا چاہیے“ فرماتے: ”اے عبد الخالق خاطر کی شناخت تمہارے حوالہ ہوا“ فرمایا: ”اپنے ظاہر کو انتشار ذہنی سے بچائے رکھنا“ فرماتے: ”جتنا ظاہر میں پریشان ہیں باطن میں اس سے زیادہ پریشان ہیں یہ اعلیٰ درجہ کی ہستیاں خوش گفتار اور نیک کردار ہوتے ہیں“ اور یہودی، مسیحی اور زردشتوں کے گھروں میں جاتے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بتاتے اور وعدہ و وعید کے بارے اتنا کچھ کہتے کہ وہ اسلام قبول کر لیتے اور اس کے بعد ان کے لیے چندہ جمع کرتے اور خود بھی کچھ ان کو دیدیتے ان کو شریعت کے احکام سکھاتے اور اصحاب سے کہتے کہ ان کی تعظیم کریں، کثیر تعداد اصحاب کے ساتھ جانا پسند کرتے۔ اور فرماتے: ”عقل کے موافق رہو اور نفس کے مخالف ہو جاؤ اور عقل و نفس ضد ہیں ایک دوسرے کی جو جمع نہیں ہو سکتے“ فرماتے: ”اطاعت میں فریفتہ ہو جاؤ اور دنیا کی زینت کی طرف مائل نہ ہوں“، اور نماز شیخ کے پیچھے پڑھتے، شیخ کے ساتھ میں کھڑے نہ ہوتے اور مسجد سے (نکلنے وقت) بائیں پاؤں جوتے میں رکھتے اور ایڑھی اٹھا رکھتے اور پہلے دایاں پاؤں پہنتے اور بعد میں بائیں پہنتے اور بعد نماز کے بیٹھ جاتے اور فرض ادا کرنے کے بعد جلد اٹھ جاتے اور آية الكرسي، آمن الرسول، اللهم مالک الملک پڑھتے۔ اور سنت پڑھنی شروع کرتے نماز وقت پر پڑھتے اور تاخیر نہ کرتے، بڑھاپے میں سردیوں میں تکیہ رکھتے تھے اور گرمیوں میں بوریا پر سو جاتے اور یہ مناجات کرتے الہی ہمیں ہم پر نہ چھوڑ اور اس دار میں جہاں تیری رضا ہے ہماری عاقبت بخیر فرما اور انسان شکل شیطان صفت افراد سے دور رکھ۔ اصحاب کو عزیز رکھتے جو بھی اصحاب میں غائب ہو یا حاضر جب ایک

دوسرے کی شکایت لاتا تو دوسرے کو بلا لیتے اور دونوں میں تصفیہ کرتے، کسی کی بات پر کسی سے ناراض نہ ہوتے اور جو کوئی کہتا کہ فلاں نے آپ کی توہین کی ہے کہتے ”میں اسی کے قابل ہوں“ اور قاضیوں، مفتیوں، حکام، ائمہ، مؤذنون اور مجتہدوں کی فضیلت بیان کرتے، ان کو حق کی طرف ہونے کو فرماتے اور ان کو ثواب کی طرف راغب کرتے اور سمرقند کے بزرگوں سے فرماتے فصیل بناؤ۔ ہانڈی پر رکھے چچ سے انہ کھاتے۔ بیماروں کی عیادت کے لیے جاتے قرض دیتے واپسی کا مطالبہ نہ فرماتے، شاہزادہ قشتم بن عباس کی زیارت کو جاتے، جب اصحاب میں سے کسی کا سنتے کہ وہ جنگ جتہ، توقماق یا اوروں میں مارے گئے ہیں نماز شروع کرتے۔ کسی (چیز کو یا کسی انسان) کو لعنت نہ کہتے، کسی کے لیے بددعا نہ کرتے۔

اصحاب کو زیادہ گوشت کھانے اور زیادہ باتیں کرنے سے منع کرتے خود بھی زیادہ باتیں نہ کرتے، ان کے کمرے میں سوائے ایک بوریا، کھیس، کیتل، چوغہ اور دو تکیوں کے کچھ نہ ہوتا، امیر کو درویش (فقیر) پر اس کی تو نگری کی بنا پر ترجیح نہ دیتے، ہمیشہ فقراء صحابہ کے سردار اور اغنیاء صحابہ کے متعلق گفتگو کرتے رہتے، اصحاب کو ان کی متابعت اور موافقت کرنے کا کہتے، فصد کرواتے اور حجامت کرواتے، درس دیتے ہمیشہ طہارت سے رہتے، باطہارت کھانا کھاتے، کاموں میں جلدی نہ کرتے، رنج و مصیبت میں صبر کرتے اور ہر کسی کو راز نہ بتاتے، اپنے وظائف ترک نہ کرتے اور اس کے فوت ہونے پر غمگین ہو جاتے، استغفار کرتے اور ہر رات اپنا محاسبہ کرتے، روزے بہت رکھتے، اصحاب کو جن و انس کی دشمنی سے خبردار کرتے اور فرماتے ”ان دشمنوں کا دفعیہ ذکر قلبی اور وضو کی مداومت سے ہے“ اور جو کچھ اپنے شیخ سے دیکھتے یا سنتے اپنے

اصحاب کو بیان کرتے، رفع حاجت کے لیے ہر جگہ کو استعمال نہ کرتے، خاص مقام اور خاص پودے ہی ان کی پسند ہوتے، پودوں کی جگہ پیشاپ نہ کرتے، حق کی بات بہت کرتے، کھانا اللہ کے ذکر کے بغیر نہ کھاتے اور فرماتے لقمہ کھانا بیچ بونا ہے اور بیچ سوچ سمجھ کر بونا چاہئے تاکہ اس سے قوت طاعت بن جائے، لباس کو پیشاب سے بچا رکھتے، جس سے وعدہ کرتے پورا کرتے ہاتھ، زبان کو مسلمان (کو نقصان پہنچانے) سے روکے رکھتے، جو کوئی ان سے کوئی حاجت طلب کرتا پوری کر دیتے۔ جب خوشبو سونگھتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ کا ورد فرماتے اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَآتُوبُ إِلَيْهِ اور کلمہ سُبْحَانَ اللَّهِ بہت کہتے اور آخر تک ہمیشہ دردسرسے پریشان رہتے ایک دن خواجہ حمید الدین ملتانی کے قیام گاہ میں فرمایا ”۴۳ سال سے یہ ورد عطا ہوا ہے اور یہ مبارک الفاظ ادا کیے کہ صحابہ میں بھی ایسے بزرگ تھے کہ ہمیشہ اس ورد میں مبتلا رہتے تھے اور خلق سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ بیوہ، غریب، یتیم اور مسافروں کا پوچھتے، ہمدان سے حضرت شیخ کے ساتھ جو گیارہ افراد آئے تھے ان میں پہلے ابو موسیٰ خادم دوسرے بندہ ضعیف عبد الخالق تیسرے امام یحییٰ غاتفری چوتھے خواجہ اسحاق پانچویں خواجہ رباط چھٹے برادر زادہ خواجہ زکریا (غزنی میں) ساتویں آدم شاد داری آٹھویں خواجہ محمد حکیم بلخی نویں خواجہ محمد جہلم دسویں خواجہ قریش گیارھویں بابا سلمان عارف ترک ہیں۔

ہمارے بزرگ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سمرقند آنے کا سبب یہ تھا کہ خواجہ حمید الدین ملتانی ولایت چلے گئے اور ۶ سال گذر گئے حضرت خواجہ خضر علیہ الرحمۃ ملاطبت میں تھے وہاں امام مالک کی نسل سے ایک مرد تھے ان کا نام عبد الجمیل ان کی

عمر ایک سو تیرہ سال ہوئی تھی، ان کی اولاد نہ تھی اور اللہ تعالیٰ سے فرزند چاہتے تھے القصد بادشاہ کا ایک دشمن آیا اور اس نے اس بادشاہ کو ملک بدر کر دیا، اس کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا، وہ بادشاہ ملاطہ کے پہاڑ، صحرا اور دشت میں در بدر پھرتا اس نے اپنے ابرو اور داڑھی تراشی ہوئی تھی قسمت سے وہ بادشاہ خواجہ عبد الجمیل کے گھر جا پہنچا کئی دن گزر گئے تھے کچھ کھایا نہ تھا سو چا کہ اس صاحب خانہ سے کہوں جب گھر کے دروازے پر پہنچا اسے آشنائی کی خوشبو محسوس ہوئی اس نے دیکھا ایک بوڑھا آدمی ہے اسے سلام کیا اور رومی زبان میں کہا۔ اس ملک کے لشکر میں سے ہوں کئی دنوں سے کھانا نہیں کھایا ہے خواجہ عبد الجمیل نے فرمایا گھر کے اندر آؤ جب بادشاہ اندر آیا اس کی بڑی تعظیم کی اور کہا بیٹھ جاؤ پانی لایا اور فرمایا طہارت کرو بادشاہ نے طہارت کیا اس کے بعد فرمایا شکرانہ کا وضو کرو بادشاہ نے شکر کا وضو کیا اس کے بعد ایک دسترخوان لایا طرح طرح کے کھانوں کا اور بادشاہ کے سامنے رکھا بادشاہ نے جتنا چاہا کھا لیا پھر فرمایا اس کے کپڑے دھوئے جائیں اور بال کاٹے جائیں اس کے بعد اسے فرمایا اب کچھ دیر سو جاؤ اور بادشاہ سو گیا جب بادشاہ نیند سے بیدار ہوا اسے رونا آیا اور وہ خوب رویا اتنے میں خواجہ عبد الجمیل گھر آئے دیکھا بادشاہ بہت رورہا ہے خواجہ نے اس سے پوچھا کیوں رورہے ہو بادشاہ نے کہا ”میں بتا نہیں سکتا“ خواجہ عبد الجمیل نے قسم دی کہ بتاؤ شرماؤ مت کیونکہ بادشاہ نے ان کا التفات دیکھا تھا کہا کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ فرمایا آپ ملاطہ کے بادشاہ نہیں ہیں؟ کہا ہاں! خواجہ عبد الجمیل نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنی بادشاہت دوبارہ حاصل کر لو؟ بادشاہ نے کہا کیوں نہ چاہوں میرے بال بچے سب پریشان حال ہیں پھر خواجہ نے فرمایا اگر تمہیں بادشاہت مل جائے اپنی بیٹی مجھے دیدو گے؟ بادشاہ نے قبول کیا

تب خواجہ نے فرمایا تم میرے پدر بزرگوار کی قبر پر جاؤ اور چلہ پورا کرو بادشاہ نے قبول کیا اور امام مالک کی قبر پر چلا گیا اس طرف اس بادشاہ کی کہانی ملاحظہ کریں کہ جس نے ملاطبت کی بادشاہت پر قبضہ کیا تھا وہ ظلم کرنے لگا چنانچہ مسلمانوں کے اموال و فرزند ان پر تصرف اور من مانی کرتا اس قوم کی طرف سے شور و فغان برپا ہوا اور وہ بے بس ہو گئے اور اب پہلے والے بادشاہ کو دھونڈ رہے تھے مگر وہ نہیں ملتا ولایت کے اکابرین خواجہ عبد الجمیل کے پاس آئے اور قصہ حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا کہ اس کے ساتھ ایک دل ہو کر رہیں اور جنگ کے لیے کوشاں رہیں مگر تم نے لا پرواہی کی اس کا بدلہ اب چکھ رہے ہو بزرگوں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں وہی بادشاہ چاہئے آپ اپنی باطنی طاقت لگائیں“ خواجہ نے فرمایا اچھا جب رات ہو جائے سب زرہ پہن کر اسلحہ اٹھائیں اور اس بادشاہ کو اور اس کے امراء کا محاصرہ کریں میں جا کر تمہارے بادشاہ کو لے آتا ہوں“ یہ کہا اور لوگوں کو بھیج دیا اور امام مالک کی قبر کی طرف رخ کیا جب امام کی زیارت گاہ کے قریب پہنچے بادشاہ کو دیکھا کمزور ہو چکا تھا جب بادشاہ کی نظر خواجہ پر پڑی اٹھا اور تعظیم کی بادشاہت کے متعلق پوچھا خواجہ نے فرمایا ہم نے بادشاہت تمہیں دے دی اٹھو اور سواری پر سوار ہو جاؤ، جب بادشاہ نے یہ بات سنی خواجہ سے کہا میری بیٹی کو قبول کیجئے۔ خواجہ نے ملک کے معززوں کو بلوایا اور بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور روم کا رخ کیا روم کے بزرگان اور اکابر استقبال کے لیے باہر آ گئے اور جیسا خواجہ نے کہا تھا ویسا ہی کیا گیا تھا اور منتظر تھے کہ بادشاہ کے آنے کی خبر ملی فوراً سب باہر آ گئے اور بادشاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور دشمنوں کو ایک ایک کر کے (باندھے ہوئے) ان کے سامنے پیش کیا اور بادشاہ کے کہنے پر سب کو ہلاک کر دیا پھر حکم دیا کہ شہر کو سجائیں اور

بیٹی کو خواجہ کے سپرد کر دیا۔ خداوند تعالیٰ نے خواجہ عبد الجمیل کو اس میں سے ایک بیٹا دیا
خواجہ عبد الخالق نام رکھا۔

میرے والد گرامی نے حضرت خواجہ خضر علیہ الرحمۃ کے متعلق بتایا کہ یہ نام
(عبد الخالق) خواجہ (خضر علیہ الرحمۃ) نے رکھا ہے پھر جب میں ۲۲ سال کا ہوا تو
حضرت خواجہ خضر علیہ الرحمۃ مجھے شیخ کی خدمت میں لے گئے اور شیخ بزرگوار نے خواجہ کی
موجودگی میں مجھے تلقین ذکر فرمائی اس کے بعد خواجہ خضر نے شیخ سے فرمایا کہ آپ کو
سمرقند جانا چاہیے اس کے بعد شیخ سمرقند آئے ان عزیزوں (بزرگوں) کے ہمراہ جن کے
نام پیچھے ذکر ہوئے۔ جب سمرقند آئے غاتفر کے محلہ خوشرود میں 3 ماہ رہے خواجہ حسن
انداتی اور خواجہ احمد یسوی ان کی خدمت میں رہے اور تلقین ذکر قلبی حاصل کیا اور ۹ ماہ بعد
خواجہ عبداللہ برقی آئے اور مرید ہوئے اور ان بزرگوں کے دور میں سمرقند اس طرح ہوا
تھا کہ دریائے آموی کے کنارے سے لیکر خواجہ کے شہر خوارزم تا بدخشاں کوئی بدعتی اور
گمراہ نہیں رہا تھا۔

حضرت شیخ قدس اللہ روحہ نے ۲۸ محرم الحرام بروز جمعرات وفات پائی ظہر
کی نماز ادا کی اور محراب کی طرف پشت کر کے اصحاب کو مخاطب ہو کر فرمایا پانی گرم کریں
اصحاب پر گریہ طاری ہوا۔ اس کے بعد خواجہ عبداللہ برقی، خواجہ حسن انداتی، خواجہ احمد
یسوی اور بندہ ضعیف عبد الخالق اور باقی اصحاب جو اس وقت موجود تھے، کی طرف رخ
کیا اور یہ مبارک الفاظ ارشاد فرمائے۔ ہم نے خواجہ عبداللہ برقی کو اپنا قائم مقام بنا دیا
ان کی موافقت کرنا مخالفت نہ کرنا اور جب خلافت تم تک پہنچے اچھی زندگی گزارنا اور
اصحاب سے کہنا کہ ذکر قلبی کریں اور اونچی آواز سے کریں اور جو کچھ آداب وغیرہ بادشاہ

سنجر بن ملک شاہ کے لیے لکھا ہے اپنے مریدوں اور اصحاب کو کہیں، اس کے بعد خواجہ احمد یسوی کی طرف رخ کیا اور فرمایا ”سورۃ فاطر، سورۃ یس اور سورہ والنازعات پڑھیں“ جب ختم پورا ہوا اس کے بعد یہ لفظ ارشاد فرمائے ”خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ ان کے جان دینے (کی کیفیت) کو سوائے خداوند کوئی نہیں جانتا“ پھر یہ بیت پڑھا

درکوائے تو عاشقاں چناں جان بدھند

کانجا ملک الموت نلنجد ہرگز

(تیرے کوچے میں عاشق اس طرح جان دیتے ہیں کہ ملک الموت کی وہاں

پہنچ ہی نہیں ہوتی۔)

اس کے بعد چہرے پر ایک تغیر آیا اور خواجہ عبداللہ برقی نے یارانِ طریقت کی طرف دیکھا اور فرمایا آپ باہر آئیں پھر شیخ نے فرمایا کہ ”مجھے اسی گھر میں دفن کرنا اور میری نماز جنازہ جامع مسجد میں پڑھنا اور بیٹی، سید شرف الدین کے بیٹے کو (نکاح میں) دینا“ اور شیخ سے چالیس روز پہلے ان کی اہلیہ فوت ہوئیں تھیں، ان کو چاکر دیزہ میں دفن دیا تھا۔ پھر فرمایا ”مجھے غسل خواجہ عبداللہ برقی دیں گے اور مجھے قبر میں خواجہ حسن انداقی اتاریں گے“ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ خضر، خواجہ الیاس، ابدال و غوث و قطب آئے اور ہر ایک نے حضرت خواجہ کو وداع کیا۔

پھر خواجہ خضر علیہ الرحمۃ نے دست مبارک دراز کیا اور ایک سفید سیب حضرت شیخ کو دیا جب ہمارے شیخ نے سیب کو سونگھا غوث کو دیا جب غوث نے سونگھا ہمارے شیخ نے ارشاد فرمایا ”اے دوستو نماز قائم کرو اور خلق خدا پر مہربان رہو اور غوث کو میرے پہلو میں دفن کر دو“ جب وصیت پوری کی ہمارے شیخ کی روح عالم بالا کی طرف پرواز کر

گئی اور ہمارے شیخ کے ساتھ غوث کے قالب سے بھی روح نکل گئی اس کے بعد بزرگان حاضر ہوئے اور شیخ کی وصیت کو بجایا یا انہوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی پھر قبر میں دفن کر دیا قالو انا للہ وانا الیہ راجعون اور حضرت غوث کو بھی گھر میں دفن کر دیا اور اس گھر کو کشادہ کیا اور صفہ تعمیر کیا، ہمارے حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت توجہ و ذہن حاضر کرنے کے بعد زبان کا کنارہ اوپر لگائیں اس طرح کہ حرکت نہ کرے اور اپنے تمام اعضاء کو برقرار رکھے اور سانس روک دے بغیر تکلیف کے کلمہ ”لا الہ“ کہتے وقت دائیں طرف اشارہ کرے اور ”الا اللہ“ کہتے وقت دل کی طرف اشارہ کرے اور سانس ٹوٹنے لگے تو ”محمد رسول اللہ“ کہے اس طرح سے ذکر کرنا انشراح صدر و اطمینان قلب کا ذریعہ ہے۔

بروز جمعہ ۴ شعبان سنہ ۶۰۰ھ تھا قدم بوسی کی سعادت حاصل کی خواجہ ناصح

الدین قلی اور خواجہ حمید الدین ناگوری کے بیٹے اور مولانا حمید الدین شاشی حاضر خدمت تھے ہمارے شیخ سے التماس کیا کہ ذکر قلبی کے شرائط کے باب میں کچھ بیان فرمائیں ہمارے شیخ نے یہ مبارک الفاظ القا فرمائے: ”ہر سالک جو اس راہ میں قدم رکھے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دل کو غفلت کے غبار اور زنگِ طبیعت سے صاف و پاک کرے اور مذموم صفات سے دل کو صاف کر لے، دل کا تصفیہ کلمہ طیبہ طاہرہ سے ممکن ہے مگر شرط یہ ہے کہ شیخ کامل کی تلقین و تعلیم سے پڑھے تاکہ اس راہ پر چلنا اس پر آسان ہو جائے۔“

ایک دن بابا سلمان عارف ترک نے پوچھا کہ شیخ برہان الدین قلیج کہتے ہیں کہ

ذکر کے لیے کتنی طہارتیں شرط ہیں؟ شیخ نے یہ مبارک الفاظ فرمائے: ”پانچ طہارتیں

(۱) طہارت چشم، کہ آنکھ نامحرم کو دیکھنے سے پاک رہے (۲) کانوں کی طہارت کہ کان

حرام آوازوں کے سننے سے پاک ہو، (۳) طہارت زبان، کہ زبان غیبت، جھوٹ،

فضول باتوں اور بہتان سے پاک رہے (۴) طہارت شکم، پیٹ پاک ہو حرام ماکولات و مشروبات و مشتبہ چیزوں سے (۵) غافلوں، کاہلوں اور جاہلوں کی صحبت میں نہ رہے کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جس کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اس سے اثرات لیتا ہے پس لازم ہوا کہ صحبت اہل معرفت کے ساتھ رکھے اور اپنے احوال کو نامحرم سے پوشیدہ رکھیں بلکہ محرم سے بھی اور کہا

رازِ خود با یار خود چند آنکہ بتوانی مگوی

باررا یاری بود از یار یار اندیشہ کن

(حتی الامکان اپنا راز اپنے یار سے نہ کہو۔ یار کے لیے یاری ہے یار سے ہوشیار رہو)“

پھر فرمایا ”اور چار چیزیں ہیں جو ذکر قلبی کے لیے شرط معتبر ہیں۔ (۱) اخلاص (۲) تعظیم (۳) مٹھاس (۴) حرمت، کیونکہ ذکر بغیر اخلاص ذکر منافقین ہے اور بغیر تعظیم کے ذکر بدعتیوں کا ذکر ہے اور ذکر بغیر حلاوت فاسقوں کا ذکر ہے اور بغیر حرمت کا ذکر شبہہ رکھنے والوں کا ذکر ہے۔ اور ایک اور شرط بھی بیان فرمائی کہ ”شیخ“ کو چاہئے کہ طالب کو اس راہ کی مشکلات سے آگاہ کرے اور اس کے منازل کی دشواریوں کو بیان کرے اور طریقت کے مہلکات و خطرات سے مرید کو باخبر کرے تاکہ اگر وہ ازراہ مجاز آیا ہو یا ہوائے نفس سے آیا ہو تو لوٹ جائے اور بعض نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ توقف کے ساتھ کہے تاکہ وہ ازراہ حقیقت آئے اور طریقت کی تکلیف کو دل و جان سے قبول کرے اور سچی ارادت سے ہاتھ دے۔

ماہ مذکورہ بالا تاریخ سنہ ۶۰۰ھ تھی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوا شیخ جمال الدین

ہانوسی مولانا ستمس الدین نبیرہ قاضی حمید الدین ناگوری اور خواجہ عین الدین حاضر تھے کہ کاشغر کا بادشاہ یوسف بن قراخان ایک مرید کے ساتھ آیا تھا شیخ سے سوال کیا کہ تو بہ نصوح کی علامات کتنی ہیں؟ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ چھ ہیں۔

(۱) غفلت کے سبب تلف شدہ عمر پر پشیمانی (۲) گناہ کی طرف واپس نہ جانے کا عزم (۳) فرائض کی ادائیگی جو اس کے اور اس کے خداوند کے درمیان ہیں (۴) لوگوں کے حقوق لوٹانا جتنا ممکن ہو سکے (۵) اس گوشت کو پگھلانا جو اس کے جسم پر حرام سے بنا ہے (۶) اپنے بدن کو مشقت چکھانا راہ طاعت میں اور نفسانی خواہش کی مخالفت کرنا جس طرح سے معصیت کی لذت چکھی تھی اب طاعت کی لذت بھی چکھے واللہ اعلم۔

مکمل ہو اور سالہ شریفہ صاحبیہ از مؤلف قطب الاقطاب خواجہ جہان خواجہ

عبدالخالق غجدوانی 'قدس سرہ بروز منگل ۴ صفر سنہ ۱۰۶۷ھ

مکاتیب

مکاتیب ڈاکٹر پرفیسر محمد مسعود احمد

بنام

محمد اقبال مجددی

راجع بہ تحقیقات امام ربانی

مکاتیب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم

بنام محمد اقبال مجددی

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کے چند مکاتیب اس سے قبل ارمغان امام ربانی کی جلد چہارم کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کر دیئے تھے۔

اب مزید مکاتیب ہم دست ہوئے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پہلے شائع ہو چکے ہیں لیکن انہیں یکجا رکھنے کی ضرورت سے یہاں دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے۔

اس سے پہلے کی ارمغان امام ربانی کی مجلدات میں حضرت شیخ ابوالحسن زید فاروقی (سابق سجادہ نشین درگاہ مظہری، دہلی اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کے خطوط جو احقر کے نام صادر ہوئے تھے اس لیے شامل ارمغان کئے گئے تھے کہ ان میں تمام تر مباحث کا تعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شخصیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر تھے، امید ہے اہل علم ان سے استفادہ کریں گے۔

مخلص

لاہور

محمد اقبال مجددی

۲۰/ اکتوبر ۲۰۱۷ء

بملاحظہ گرامی برادر م پر و فیسر محمد اقبال مجددی زید مجددہ
معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید عنایتہ۔

۵۵ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، مٹھی (ضلع تھرپارکر سندھ)

۱۰/ مئی ۱۹۷۵ء

۷۸۶

برادر مکرم زید مجدد کم

وعلیکم السلام۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ نظر نواز ہوا۔
یہ معلوم ہوا کہ اطمینان ہوا کہ حیات مظہری کے نسخے مل گئے۔ آپ اس کے تنقیدی نظر
سے دیکھیں اور جو غلطی ہو مطلع کریں۔

انشاء اللہ ایک نسخہ جناب سید شرافت نوشا ہی زید عنایتہ کے لیے بھیج دیا جائے
گا، اس وقت میرے پاس صرف ذاتی نسخہ ہے۔

اس حصہ کو دیکھنے کی زیارت کا اشتیاق رہے گا۔

آپ کے علمی کام اور ذوق و شوق کو دیکھ کر حسرت ہوتی ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں، محترم حکیم صاحب زید لطفہ اور دیگر احباب کو سلام کہہ

دیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر م پروفیسر محمد اقبال مجددی زید مجددہ

معرفت محترمی حکم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، مٹھی (ضلع تھرپارکر سندھ)

۴/نومبر ۱۹۷۵ء

۷۸۶

برادر م زید مجدد کم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ خیال تھا کہ تعطیلات میں فتاویٰ مسعودی مکمل ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ نہج شریف کے بارے میں عرض کروں گا۔

سخت افسوس ہے کہ آپ پنڈی سے لاہور تشریف لائے اور احقر ملاقات سے محروم رہا، کئی احباب سے ملاقات نہ ہو سکی جس کا سخت قلق ہو اس ہجر و فراق میں مولیٰ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی۔

سیرت حضرت مجدد الف ثانی مسنون کتابت کے مرحلے میں ہے۔ شائع ہوتے ہی پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

تشریف آوری کی خبر باعث مسرت ہے ممکن ہے کہ دسمبر کے آخر میں احقر کراچی میں ہو کیوں کہ موسم سرما کی تعطیلات ہی ان دنوں میں ہوتی ہیں، گمان غالب یہ ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتے میں کراچی ہوں گا۔ حیدرآباد سے مٹھی ۱۵۰ میل ہے۔ لیکن یہ

فاصلہ ۱۴ گھنٹے میں طے ہوتا ہے ورنہ آپ کو تکلیف دی جاتی۔

زیادہ کیا عرض کروں، محترم حکیم صاحب و دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



برادر مکرم محمد اقبال مجددی زید مجدہ

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید مدظلہ

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں

۷ / اگست ۱۹۷۴ء

۷۸۶

برادر زید مجدہ

سلام مسنون۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ استاد محترم سے متعلق جو مطبوعہ

مضمون ارسال کیا تھا۔ نہیں ملا انتظار ہے ایک صاحب اس کو کتابی صورت میں چھپوانا

چاہتے ہیں اس لیے ضرورت پیش آئی ورنہ تقاضا نہیں کیا جاتا۔

احقر نے جو خود نوشت حالات ارسال کئے تھے اس کی نقل بھیجنے کا بھی آپ

نے فرمایا تھا اگر ممکن ہو تو اس کی نقل بھی ارسال فرمادیں۔

اپنی علمی مصروفیات سے مطلع فرمائیں۔ احباب کو سلام کہہ دیں خصوصاً قبلہ حکیم

صاحب کو۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر مکرم محمد اقبال مجددی زید عنایتہ

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید مدظلہ

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں

۲۱ / جولائی ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر زید مجددہ

سلام مسنون۔ دونوں نوازش نامے ملے۔ محترم حکیم صاحب کا شکریہ ادا

کردیں اور سلام عرض کریں۔

۲۲ / جولائی سے کالج کھل رہے ہیں اس لیے یہ احقر آج واپس جا رہا ہے حکیم

صاحب سے فرمائیں کہ کتابت شدہ کاپیاں ٹنڈو محمد خاں کے پتے پر ارسال فرمائیں

تراشے اسی پتے پر ارسال فرمائیں۔

زیادہ کیا عرض کروں، تمام احباب کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: مولانا محمد مختار عالم صاحب و احقر نے نظر ثانی کے لیے ایک مقالہ بھیجا تھا اگر یہ

دورے سے واپس تشریف لے آئے ہیں تو ان سے فرمادیں کہ کالج کے پتے پر مقالہ

ارسال فرمادیں احقر کا سلام بھی عرض کر دیں فقط

☆☆☆

بملاحظہ گرامی برادر مکرم محمد اقبال مجددی
معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید مدظلہ
۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۵ / اپریل ۱۹۷۲ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے گشتی مراسلہ موصول ہوا۔
نوازش کرم کامنوں ہوں۔ دوری کی وجہ سے تعارفی اجلاس میں شرکت سے محروم رہا جس
کے معذرت بہر کیف یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ اہل علم نے اس تصنیف کی قدر کی۔
مولیٰ تعالیٰ آپ کی تحقیقات سے تشنگان علم کو بہرہ ور فرمائیں۔ آمین۔ محترمی حکیم
صاحب کو سلام کر دیں فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

برادرِ محمد اقبال مجددی زید عنایتہ
معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون۔ غم نامہ۔ محترم حکیم صاحب کی والدہ مرحومہ کی وفات کی خبر
وحشت اثر سن کر ہمیں افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت
فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ احقر نے آج تعزیت ارسال کر دیا ہے
یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ مسودہ مل گیا۔ ضیائے حرم مل گیا ہے۔ کراچی آتے
ہوئے۔ شمارہ ٹنڈو محمد خاں میں بھول آیا۔ انشاء اللہ واپسی پر تبصرہ پڑھوں گا۔
اپنی خیریت اور علمی سرگرمیوں سے مطلع فرما دیا کریں محترم حکیم صاحب اور
دوست برادرِ مسلم صاحب کو اسلام کہیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر مکرم محمد اقبال مجددی
معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید مدظلہ

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج،

ٹنڈو محمد خاں

۲۱/ جنوری ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادرم زید مجددی مکرم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے۔ پیر حسام الدین مجددی سے ملاقات
ہوئی۔ آپ کی طرف سے سفارش کر دی ہے۔ اب آپ ان کو میرے حوالے سے خط لکھ
دیں اور ساتھ ہی سارے کاغذ بھیج دیں۔ وہ بہت مصروف رہتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ
کے لیے لکھیں گے۔

محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملاحظہ گرامی برادر مکرم محمد اقبال مجددی زید مجدہ

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۰/ اپریل ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادرم زید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ یوحنا فریڈین کی تالیف شیخ احمد سرہندی کے افسانوں پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ نے تبصرہ تحریر فرمایا ہے جو اسلاک اسٹڈیز کے مارچ ۱۹۷۳ء میں شمارے میں شائع ہوا ہے اس میں آپ کی تالیف عبداللہ خویشگی قصوری کا حوالہ ہے۔

آپ نے اپنی تالیف میں جو عربی استفسار نقل فرمایا ہے اس سے تو محمد ہاشم جان مجددی مدظلہ العالی سخت ناراض ہیں، اس احقر سے بھی کچھ کبیدہ خاطر ہے کہ اس کا سب پر پیش لفظ لکھا ہے۔ احقر نے آپ کی طرف سے بھی صفائی کی کوشش کی مگر ان کی خفگی میں کمی محسوس نہیں ہوتی۔ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے احقر نے عرض کیا کہ جو مبیضہ میرے پاس آیا تھا اس میں ضمیمہ ثانی نہ تھا، فرمایا اس کا اندازہ مبیضہ کے مطالعہ کے بعد ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو تو یہ مبیضہ ارسال فرمائیں۔ ہمارے اس نیا ندان کے تبدیلی بر مراسم ہیں مولانا اس تصویر بڑی شفقت فرماتے ہیں لیکن اس کبیدگی نے احقر کو پریشان کر دیا۔ محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر محمد اقبال مجددی

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۱ / جنوری ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر مزید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ محررہ ۳
دسمبر ۱۹۷۳ء موصول ہو گیا تھا۔ کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس لیے یہ غیر معمولی تاخیر
ہو گئی ماہنامہ ارشاد کے متعلقہ شمارے بھیج دیئے تھے۔ امید ہے کہ مل گئے ہوں گے
محترم اسلم صاحب کے مقالے کے لیے آپ نے جو کچھ لکھا صحیح ہے عرصہ دراز
سے ان کا خط نہیں آیا، بیمار تو نہیں؟

احقر نے جو خود نوشت حالات ارسال کئے تھے اگر اس کی ایک نقل ارسال فرما
دیں تو ممنون ہوں گا احقر کے پاس اس کی کوئی نقل نہیں، جلدی نہیں اطمینان سے بھیج
دیں۔

امید ہے کہ محترم حکیم صاحب تشریف لے آئے ہوں گے ان کی خدمت میں
ہدیہ تبریک پیش کریں اور سلام کہہ دیں، دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

محترمی محمد اقبال مجددی

معرفت مکرمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

معرفت محمد رفیع رضا صاحب

-خوجک روڈ

کوئٹہ چھاؤنی

۳ ستمبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر م

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ احقر تبدیلی آب ہوا کے لیے ٹھٹھہ آیا ہوا ہے۔ آپ کا مبیضہ اس سفر میں میرے ساتھ ہیں مطالعہ کر رہا ہوں۔ جو باتیں عرض کرنی ہیں وہ نوٹ کر لی ہیں۔ کوشش کروں گا کہ یہ مبیضہ جلد ارسال کر دوں اس کے بعد اطمینان سے اپنی معروضات پیش کروں، یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کو زحمت انتظار نہ ہو۔

محترم حکیم صاحب برادر م محمد عارف رضوی کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام
نوٹ: برادر م محمد عارف صاحب سے کہہ دیں کہ آپ کا مکتوب مل گیا ہے، فاضل بریلوی اور ترک موالات شائع ہو گئی ہو۔ تو درج بالا پتے پر جلد از ۵ نسخے ارسال فرمائیں،
فقط

نوٹ: ۱۲ / ستمبر تک یہاں قیام رہے گا اس کے بعد ٹنڈو محمد خان واپسی ان شاء اللہ

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

برادرِ محمد اقبال مجددی
معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

(پنجاب پاکستان)

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

۲۰ / اگست ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون مرسلہ مبیضہ مل گیا ہے۔ عنایت و کرم کا ممنون ہوں۔ یہاں آ کر
کچھ بیمار ہو گیا۔ دعا کریں کہ طبیعت رو بہ صحت ہو جائے اور پھر مبیضہ پر نظر ثانی کر کے
تقریظ جلد پیش کر سکوں۔ ابھی سرسری طور پر دیکھا ہے، ماشاء اللہ خوب لکھا ہے جزا کم اللہ
احسن الجزاء، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر محمد اقبال مجددی

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

ٹنڈو محمد خاں

۳۰ / ستمبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون یہ احقر کو سٹہ جا کر بیمار ہو گیا اور اس حالت میں یہاں پہنچا۔ کافی کمزوری ہو گئی۔ سرچکراتا رہا آپ دعا فرمائیں۔

مراسلہ مبیضہ کے متعلق چند باتیں نوٹ کی تھیں جو غیر مرتبہ حالت میں ہیں۔

چاہتا تھا کہ مرتب کر کے ارسال کریں۔ لکھنے بیٹھا تو سرچکرا نے لگا، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت و قوت عطا فرمائے، والسلام

محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

احقر محمد مسعود احمد



بملا حظہ گرامی برادر محمد اقبال مجددی

معرفت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

ٹنڈو محمد خاں

۳۰ / ستمبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون یہ احقر کوٹھ جا کر بیمار ہو گیا اور اس حالت میں یہاں پہنچا۔ کافی کمزوری ہو گئی۔ سرچکراتا رہا آپ دعا فرمائیں۔

مرسلہ مبیضہ کے متعلق چند باتیں نوٹ کی تھیں جو غیر مرتبہ حالت میں ہیں۔ چاہتا تھا کہ مرتب کر کے ارسال کریں۔ لکھنے بیٹھا تو سرچکرا نے لگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت و قوت عطا فرمائے۔ والسلام
محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملا حظہ گرامی برادر محمد اقبال مجددی زید مجددہ

معرفت محترمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

۲۴ / اکتوبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

اخئی المکرم

وعلیکم السلام

مکاتیب موصول ہوئے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلسل علالت کی وجہ سے دو ماہ گزر جانے کے باوجود اپنی معروضات پیش نہیں کر سکا۔ جو کچھ لکھا ہے غیر مرتب حالت میں ہے۔ ترتیب کے لیے ذہن پر زور دینا پڑتا ہے۔ چونکہ آپ کو عجلت ہے اس لیے اسی غیر مرتب صورت میں ارسال کر دوں گا۔

مطلوبہ مبیضہ بند یورجسٹریڈ پارسل آج ارسال کر دیا ہے۔ وصول فرما کر مطلع کریں تاکہ اطمینان ہو۔ محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



بملا حظہ گرامی برادر محترم جناب اقبال مجددی

معرفت مکرمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲ / جولائی ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر محترم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ مل گیا تھا۔ عنایت کا ممنون ہوں۔

۸ جولائی سے تعطیلات ہو رہی ہیں۔ آئندہ مندرجہ ذیل پتے پر مراسلت

فرمائیں۔

فرحت منزل 2-N/44-ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر 29

امید ہے کہ قبلہ حکیم صاحب کابل سے واپسی تشریف لے آئے ہوں گے۔

احقر کا سلام کہہ دیں۔

انشاء اللہ تعطیلات میں آپ کی فرمائش پوری کر دی جائے گی۔ بشرط زندگی

احباب کو سلام کہہ دیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

بملاحظہ گرامی برادر محمد اقبال مجددی زید

معرفت محترمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور

این ۴۴/۲

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۶/ ستمبر ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر زید عنایتکم

سلام مسنون

نوازش نامہ اور پھر رجسٹری ملی۔ عنایت و کرم کا ممنون ہوں کہ تبصرہ غالباً مارچ

۱۹۷۳ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر معلوم کر لیں۔

برادر حکیم صاحب کا مضمون سرسری طور پر دیکھا ہے۔ انشاء اللہ شعبہ تاریخ

کے صدر اسلم صاحب سے یہاں ملاقات ہوئی تھی بڑی محبت اور خلوص سے پیش آئے۔

بڑی مسرت ہوئی۔ ملاقات ہو تو سلام کہہ دیں۔ مرسلہ کا پیاں اگر لاہور ہی میں مکرم

فاضل دیکھتے تو زیادہ بہتر تھا۔ تعطیلات میں بہت مصروف رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ

سے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا بیان کرنے سے قاصر رہا شرمندہ ہوں لیکن ان شاء اللہ کسی

نہ کسی دن یہ پورا ضرور ہوگا۔

۱۴ / شعبان کو حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کا عرس تھا۔ اس سلسلے میں
مصرفیات زیادہ ہو گئیں۔ انشاء اللہ عرس سے فارغ ہو کر کاپیوں کی تصحیح کر کے ارسال
کروں گا۔

سیلاب کی وجہ سے لاہور آنے کا ارادہ کر رہا ہوں، محترم حکیم صاحب کو سلام
کہہ دیں۔

احقر محمد مسعود احمد



گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں

۷ / فروری ۱۹۷۴ء

۷۸۶

برادر مکرم زید عنایتکم

سلام مسنون۔ نوازش نامہ محررہ ۱۲ / فروری موصول ہوا۔ امید ہے کہ محترمی
قبلہ حکیم صاحب مدظلہ العالی تشریف لے آئے ہوں گے۔ ہدیہ تبریک اور سلام مسنون
پیش کر دیں۔

محمد امین بدخشی کے متعلق احقر کو زیادہ معلومات نہیں۔ اگر کوئی حوالہ نظر سے
گزرے تو ضرورتاً تحریر کر دیا جائے گا۔

یہ معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ مرسلہ شمارے آپ کو نہیں ملے۔ اب اپنے ذاتی فائل
سے یہ دونوں قسطیں ارسال کر رہا ہوں۔ استفادے کے بعد واپس فرمادیں۔ علمی خدمات
سے متعلق جو قسط ہے وہ ماہنامہ ضیاء حرم میں اشاعت کے لیے بھیجنے کا ارادہ ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں اپنے حالات و کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔
پروفیسر محمد اسلم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر جو مقالہ شائع کیا تھا اس کی ایک کاپی
ارسال فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔ ان سے آجکل مراسلت نہیں، غالباً وہ احقر کی نئی تالیف
کو پڑھ کر چراغ پا ہو گئے ہوں گے۔ ان کے تاثرات کا علم نہ ہو سکا۔ والسلام اللہ تعالیٰ
انہیں خوش رکھے۔

احقر محمد مسعود احمد



۲/۴۴-این

پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۱۹/ جولائی ۱۹۷۱ء

۷۸۶

محترم المقام

سلام مسنون

مکتوب گرامی محررہ ۶/ جولائی موصول ہوا۔ احقر موسم گرما کی تعطیلات میں جون کے آخر میں یہاں آ گیا ہے۔ ۱۰/ اگست تک قیام رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نوازش نامہ ٹنڈو محمد خان سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔

احقر نے مقالہ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں جو کتابیات مرتب کی ہے اس میں آپ کے موضوع سے متعلق کچھ کتابیں ہوں گی مگر یہ ٹنڈو خاں میں ہے۔ واپسی پر کچھ عرض کر سکوں گا۔

سردست جو باتیں اس وقت ذہن میں آ رہی ہیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) بعض تذکروں اور تاریخوں کے مقدمے میں بھی متقدمین اور معاصرین کی

تالیفات کا ذکر ہوتا ہے۔ کتابیات کی تدوین میں ان کو پیش نظر رکھیں۔

(۲) جو تذکرے اور تاریخیں از سر نو مدون کی گئیں ہیں یا جن کے ترجمے کئے

گئے۔ مثلاً تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ اردو) وغیرہ، ان پر جامع اور مرتب کی

طرف سے بعض سیر حاصل مقدمے مل جاتے ہیں اس طرف بھی توجہ کریں۔

(۳) مختلف اشخاص کے حالات کے ذیل میں بھی ان کی تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں سے بھی مواد فراہم کیا جاتا ہے۔

(۴) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے حضرات مجددیہ کے بعض مجموعہ مکاتیب شائع کئے ہیں۔ شاید آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔

(۵) پنجاب یونیورسٹی اور پنجاب پبلک لائبریری میں دنیا کے مختلف کتب خانوں کی فہرستیں مل جائیں گی۔ مثلاً انڈیا آفس لائبریری، لندن، برٹش میوزیم، لندن، خدا بخش لائبریری، پٹنہ، سنٹرل اسٹیٹ لائبریری، حیدرآباد، دکن، آزاد لائبریری، علی گڑھ، وغیرہ وغیرہ یہ مجموعے تو غالباً آپ نے مطالعے فرمائے ہوں گے۔

(۶) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سے ملاقات فرمائیں وہ اس سلسلے میں کافی معلومات فراہم کر سکیں گے اور پیر حسام راشدی سے ہمارا سلام فرمائیں۔

محترم حکیم صاحب اور مکرمی محمد اسلم صاحب کی خدمت میں سلام نیاز پیش کریں۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد



گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۸ / نومبر ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادرِ مزید مجدکم

سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، خودنوشت حالات کے لیے آپ سے وعدہ کیا تھا جس کو ابھی تک پورا نہ کر سکا، بیحد قلق ہے، مصروفیات نے مہلت نہ دی، اب اس طرف متوجہ ہوا ہوں، آپ نے صرف دس صفحات کے لیے کاغذ فراہم کیا تھا، لیکن میرا خیال ہے کہ اجمال کے باوجود تیس چالیس صفحات ہو جائیں گے، بہر کیف آپ کے مطلوبہ سائز پر خیر بانڈ کاغذ پر حالات لکھ کر بھیج دوں گا اگر مزید اختصار مطلوب ہو تو پھر حاشیے پر مطلوبہ مواد و معلومات کے لیے نشانات لگا دیجئے گا، اسی کے مطابق دوبارہ، نقل کر کے بھیج دیئے جائیں گے۔

ان شاء اللہ اسی ہفتے یا پھر آئندہ ہفتے ارسال کر دوں گا، محترم حکیم صاحب کا نوازش نامہ آیا ہو تو مطلع فرمائیں ان کو احقر کا سلام لکھ دیں، برادرِ مظهر صاحب کو سلام کہہ دیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۷ / مارچ ۱۹۷۲ء

۷۸۶

برادر م زید مجد کم

سلام مسنون۔ تحفہ جاں نواز موصول ہوا باعث فرحت و انبساط ہوا، اس کرم نوازی کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ ظاہر و باطن دونوں ایک سے ایک بڑھ کر، جلد نظر نواز، سرورق دل نواز اور انتساب جاں نواز، مولوی شمس الدین مرحوم کی روح بھی خوش ہوگئی ہوگی۔

ضمیمہ ثانی نہایت اہم ہے آپ نے یہ کتاب لکھ کر اہل علم پر احسان فرمایا، اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور وہ شوق و ذوق عطا فرمائے جو کبھی سرد نہ پڑ سکے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی

اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

اس شاندار پیشکش پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، قبول فرمائیں۔

مکتوب گرامی آج ہی ملا ہے، شکریہ

محترمی حکیم صاحب سلام کہہ دیں والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۷ / نومبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون۔ تعزیت نامہ محررہ ۲۵ رمضان المبارک موصول ہو گیا تھا۔
ہمدردی اور غمخواری کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی رضا
پر راضی رکھے۔ آمین

محولہ بالا مکتوب گرامی سے پہلے دو مکاتیب گرامی ملے تھے۔ کوئی بات جواب
طلب نہ تھی اس لیے عریضہ ارسال نہیں کیا گیا۔

آپ کی معلومات افزا تالیف ”احوال و آثار سید شرافت نوشاہی“ موصول
ہوئی جزا کم اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ایسے محقق اور صاحب تصنیف بزرگ کا زندگی
میں تعارف کروادیا۔ اس تالیف نے اشتیاق ملاقات کو دو چند کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ شرف
ملاقات سے شرف فرمائے۔ آمین۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ احقر کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں

والسلام۔

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۳ / مارچ ۱۹۷۲ء

۷۸۶

اخئی المکرم دام مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۷ / نومبر ۱۹۷۲ء موصول ہو۔ یہ معلوم ہوا کہ مسرت ہوئی کہ آپ مآثر المعاصرین مرتب فرما رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں جہاں اسلاف سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں آپ کی یہ باخبری قابل صد تحسین و آفریں ہے، مولیٰ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

کیا خودنوشت حالات کا عکس شائع کرنے کا ارادہ ہے یا اس کی نقل شائع کریں گے؟ بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کو بیان کرنا خود ستائی سمجھا جاتا ہے ایسے حالات اگر مؤلف کے قلم سے لکھے جائیں تو زیادہ مناسب ہے بہر کیف جہاں تک تحدیثِ نعمت کا جذبہ ساتھ دے گا حالات عرض کیئے جائیں گے۔

صرف موٹی موٹی باتیں بیان کرنا ہیں جیسا کہ نوازش نامے سے انداز ہوتا ہے یا جزئیات کا ذکر بھی کر دیا جائے؟ فہرست تصانیف میں مطبوعہ مضامین و مقالات کا ذکر کیا۔ اگر حالات لکھ کر ٹائپ کروائے جائیں تو کوئی حرج تو نہیں اس طرح ایک نقل میں بھی رکھ سکوں گا۔

آج کل مصروفیت زیادہ ہے استاد محترم قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی

کے حالات لکھ رہا ہوں۔ مسودہ تیار ہو گیا ہے۔ فل اسکیپ سائز کے ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے انشاء اللہ تبیض کا کام جلد شروع کر دوں گا۔ ایک رسالے میں اشاعت کا وعدہ کر لیا ہے لیکن اگر یہ مقالہ کسی علمی ادارے کی طرف سے شائع ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ اس مقالے کی تبیض کی وجہ سے تاخیر کا امکان ہے غالباً آپ کو عجلت نہ ہوگی، اطمینان سے حالات کو پیش کر دیے جائیں گے۔

معاصرین میں علماء، ادباء، شعراء، اساتذہ وغیرہ سب کو شامل کیا ہے یا مخصوص حضرات کو؟ اس کے علاوہ یگانوں اور بیگانوں میں تمیز تو نہیں رکھی؟ جواب آنے پر چند حضرات کے اسماء گرامی اور پتے ارسال کروائے جائیں گے لیکن ان میں سے بعض کا اپنے حالات لکھ کر بھیجنا مشکل نظر آتا ہے تو پس ایسے معاصرین کو تذکرے میں نظر انداز کر دیا جائے گا؟

محترم حکیم صاحب، برادر مہربان پروفیسر محمد اسلم صاحب اور برادر مہربان محمد عارف رضوی صاحب کو سلام کہہ دیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۲ / جنوری ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر محترم

وعلیکم السلام نوازش نامہ محررہ ۳۰ / دسمبر ۱۹۷۲ء موصول ہوا، نہایت

مصروف ہوں، مولانا محمد حسن جان علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ ٹنڈو سائین داد کے باوجود

کام نہیں ہوا۔

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۵ / اپریل ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر مرزید عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نوازش نامہ باعث طماینیت ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ ایم۔ اے (تاریخ) کا امتحان دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ شاندار کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مدظلہ نے تبصرے کی ایک کاپی احقر کو عنایت فرمائی تھی، بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھ کر منگوا لیں۔

ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۰

اسلام آباد

خط میں احقر کا حوالہ دے دیں، مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ پر احقر کا مقالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اردو کی جلد نمبر ۱۰ کر اسہ نمبر ۵ میں شائع ہو گیا ہے، ایک کاپی حکیم صاحب کی خدمت میں ارسال کی ہے دریافت کر لیں، اور سلام عرض کریں، دوسرے احباب کو بھی سلام کہہ دیں۔

آپ اپنے مقالے کا مبیضہ ارسال نہ فرمائیں، آپ کا مکتوب گرامی ارسال کر دیا جائے گا تا کہ مولانا ہاشم جان مدظلہ کو آپ کی نیک نیتی کا حال معلوم ہو جائے گا اور آپ سے اور اس احقر سے جو بدگمانی ہے دور ہو جائے گی۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۹ / مئی ۱۹۷۲ء

۷۸۶

برادر محترم زید عنایت

سلام مسنون۔ عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ خدا نخواستہ دل آزاری کیوں ہوتی،
 محترم اسلم صاحب احقر کے دوست ہیں، اس تنقید کو کرشمہ محبت سمجھتا ہوں۔
 جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
 ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں
 جو مصنف حق و صداقت کا متلاشی ہے اس کو سخت سے سخت تنقید کے لیے تیار
 رہنا چاہیے اور کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ ان تنقیدات سے استفادہ کرنا
 چاہیے، احقر کو تنقید سے مسرت ہوتی ہے، مدلل و معقول ہو تو مسرت دو بالا ہو جاتی ہے۔ اپنے
 پچھلے خط میں جو رنج و غم کا اظہار کیا تھا وہ اس تنقید کی وجہ سے ہرگز نہ تھا بلکہ اس کی شدت سے
 جو بیگانگی محسوس ہوئی اس سے تکلیف پہنچی اور یہ محبت و یگانگ کا تقاضا تھا۔
 محترم اسلم صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہہ دیں اور مناسب سمجھیں تو احقر
 کی جانب سے یہ شعر سنا دیں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ

سردوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: اشتہار مل گیا، شکریہ

☆☆☆

گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۰/ مارچ ۱۹۷۴ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ عنایت پیہم کے ممنون ہوں۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے ملا ہوگا۔ آپ نے احقر کی معذوری پر تعجب کا اظہار فرمایا، اگر احقر کی مجبوریوں کا علم ہوتا تو شاید آپ کو تعجب نہ ہوتا۔ اپنی مجبوریوں کا اظہار نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ فرمائیں گے تو اظہار کر دیا جائے گا۔

شہر لاہور مرکز علم و فضل ہے، وہاں ایسے حضرات کی کمی نہ ہوگی جو حق پسند اور حق گو ہیں۔ یہ احقر کی لائن نہیں آپ حضرات کے حسن ظن نے کسی لائق بنا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ محمد اکرام کی تصانیف نے طلباء کے ذہن کو مسموم کر دیا ہے مگر اس کا صحیح علاج ایک ایسی تحقیقی تصنیف ہے جس نے شیخ مرحوم کی خیانت ظاہر ہو جائے۔ بحمد اللہ احقر نے اس سلسلے میں اپنی ہی کوشش کی ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے بھی شیخ مرحوم پر سخت تنقید کی ہے جو کتابچہ کی صورت میں عرصہ ہوا شائع ہو چکی۔ یہ کتابچہ منگا کر حاضرین میں تقسیم کر دیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۷/ مارچ کو حیدرآباد یاد فرمایا ہے۔ ان کے پاس ہونا ہے ۲۳ کو کراچی میں ہوگا۔ اس لیے ۱۱۔ نے سے وہ بھی معذور ہیں غالباً آپ کو جواب لکھ دیا ہوگا۔

آپ کے ذوق و شوق کی میرے دل میں بڑی قدر ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں جس کا مجھے قلق ہے حضرت صاحب دام مدظلہ اور محترم حکیم صاحب زید عنایتہ کو سلام کہہ دیں۔

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۴ / نومبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

محترمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ جو معلومات آپ نے فراہم کی ہیں ان کے لیے شکر گزار ہوں۔ طبقات شاہجہانی میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے متعلق اقتباس کی ضرورت تھی، اگر ممکن ہو تو کبھی نقل کر کے بھیج دیں۔

شواہد التجدید کا احقر کو علم نہیں، خواجہ محمد نقشبند ثانی کا سنہ وفات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی تالیف سے نقل کیا ہے جو اس وقت ذہن میں نہیں، ممکن ہے کہ ۱۱۴۱ھ صحیح ہو۔

”فاضل بریلوی اور ترک موالات“ کی بیس کاپیاں احقر کو ملی ہیں۔ کتابت تو اچھی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی بہتر استعمال نہیں کی گئی یا چھاپتے وقت لا پرواہی سے کام لیا ہے آفسٹ کی کاپیاں لیتھو کی پلیٹوں پر شاید نہیں لگائی جاسکتیں۔ اس کے لیے تو کاغذ اور روشنائی بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ بہر کیف مجھے بھی افسوس ہوا۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حکم صاحب اور برادر مسلم صاحب کو احقر کی طرف سے سلام مسنون کہہ دیں۔ اپنی خیریت اور حالات و کوائف سے مطلع کرتے رہیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(ضلع حیدرآباد سندھ)

۱۷ / دسمبر ۱۹۷۰ء

۷۸۶

صدیق محترم دام عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..... نوازش نامہ موصول ہوا کہ باعث مسرت ہوا۔ کرم فرمائی کا ممنون ہوں۔ یہ آپ نے صحیح فرمایا کہ جس نے معاندانہ جذبے کے تحت اعتراضات کئے ہوں شاہ غلام علی کا ارشاد اس پر صادق نہیں آتا مگر پھر بھی یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ فقیہانہ اور عارفانہ زاویہ نگاہ میں بڑا فرق ہے۔ دونوں میں امتزاج وہی پیدا کر سکتا ہے جو بیک وقت عارف و فقیہ تھے اس احقر نے عبداللہ خویشگی کی تصنیفات کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا، آپ کی تحقیقات سے استفادہ کیا جائے گا۔

مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی کے متعلق بھی علماء نے کہا تھا کہ انہوں نے معترضین کے رد میں ایک مختصر رسالہ تصنیف فرمایا تھا۔ البتہ یہ بات اس لیے قابل یقین ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اسی زمانے میں اختلاف فرمایا تھا۔ البتہ یہ بات کہ آپ نے محمد البرزنجی کا جواب لکھا سراسر غلط ہے۔ غالباً احقر نے یہ بات نہیں لکھی۔

عہد شاہجہانی کے جن محدثین کی طرف احقر نے ارشاد کیا تھا ان سے وہ مورخین مراد تھے۔ جنہوں نے شاہی نگرانی یا سلطنت کے زیر اثر کتب تاریخ مدون کیں۔ مجمع الاولیاء کا عکس راقم کے پاس محفوظ ہے بیشک اس میں مجدد الالف الثانی لکھا

ہے۔ طبقات شاہجہانی میں حضرت مجدد اور آپ کے صاحب زادگان کا ذکر ہو تو اقتباس نقل کر کے ارسال فرمادیں۔ یہ میری معلومات میں اضافہ ہوگا، جزاکم اللہ۔ نیز کلمات صادقین کا اقتباس نقل کر کے ارسال فرمادیں۔ یہ میری معلومات میں اضافہ ہوگا، جزاکم اللہ، نیز کلمات صادقین کا اقتباس اگر مختصر ہو تو نقل کروا کر ارسال فرمادیں۔

محمد البرزنجی کے فتاویٰ کفر اور اس کے جوابات پر مشتمل ایک قلمی مجموعہ احقر کے پاس ہے جو نہایت خستہ حالت میں ہے یہ نسخہ ۴ / شوال ۱۱۹۴ھ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حکم سے حضور اللہ نے نقل کیا تھا۔

ابتداءً ان سوالات سے ہوئی جو حضرت مجدد کے متعلق ہندوستان سے حجاز بھیجے گئے کل ۳۳ سوالات ہیں، محمد البرزنجی نے ان کے جوابات اور ۱۷ کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ آخر میں خود لکھتے ہیں:

وقد بينا ادلة ذلك كله مفصلة في رسالتنا قدح الزند وقدح الرند
في رد جهالات سرهند ودفع التعويل على نفع التاويل وغيرهما من رسالتنا۔
پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

والحمد لله قاله بفمه وكتبه بقلمه فقير رحمة ربه وراجي ثوابه
العظيم محمد بن عبد الرسول الحسيني الشهاوذي البازنجي المدني
الشافعي الخ

محمد البرزنجی کے جوابات پر ان علماء نے تصدیقات لکھی ہیں:

(۱) محمد عبداللہ القورسی المغربی المالکی

(۲) شیخ قاسم رضوی الرومی الحنفی

(۳) شیخ محمد ربی السوروی البہوی الحسنبلی

پھر اس فتوے کا مختصر رد شیخ محمد بیگ نے تحریر فرمایا ہے جس کے لیے جامع نے یہ عنوان قائم کیا ہے۔

هذا الجواب رد اجمالاً لكلام السيد محمد البرزنجی من الشيخ محمد بيك

اس مختصر رد کے بعد جامع نے شیخ محمد بیگ کا وہ رسالہ نقل کیا ہے جس کا احقر نے ذکر کیا تھا۔ یعنی ”عطبۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب“ اس پر دس علماء حجاز کی شاندار تصدیقات ہیں جو آپ کے علم میں ہوں گی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر ”دعویٰ نبوت“ کا الزام سراسر اتہام ہے۔ جس طرح مکتوبات شریف کی غلط تعبیرات سے لوگوں نے یہ مطلب نکالا کہ آپ نے ”دعویٰ تجدید دین“ فرمایا تھا (چنانچہ صاحب قاموس المشاہیر نے لکھا ہے کہ آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا) دعویٰ نبوت، کا الزام بھی مکتوبات شریف کے سطحی مطالعہ کا نتیجہ ہے بلکہ محمد البرزنجی کے سامنے تو مکتوبات کے محرب اقتباسات تھے۔ سیاق و سباق سے بے خبر۔ ایسی حالت میں جو کچھ لکھتا کون ٹوک سکتا تھا۔ مکتوبات شریف کی تینوں جلدات کا عربی ترجمہ بہت بعد میں ہوا ہے، ممکن ہے اس ترجمے کا ایک مقصد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو۔ معترضین کے اعتراضات پر بحث کرتے ہوئے۔ یہ حقیقت بھی سامنے کرنے میں رہے تو مناسب ہے کہ بعد مکالمات، بعد زماں اور بعد فکر و خیال کو صحیح رائے قائم نہ کرتے ہو بڑا دخل ہے۔

کاسر الخالفین کے مصنف کا احقر کو علم نہیں، رسالہ رد شبہات کا ذکر حضرت

مولانا محمد ہاشم جان سرہندی نے کیا، یہ رسالہ ان کے پاس ہے۔
 مکتوب گرامی کل موصول ہوا، فرصت میسر تھی اس لیے جواب پیش کر رہا
 ہوں۔ محترم حکیم صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ آپ حضرات سے ملاقات
 کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی علمی تحقیقات سے سب کو مستفیض فرمائے۔
 آمین۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد



حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ از محترم پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب طبع اول

ص ۷۲ ”غالبا“ بیل کام آخذ نظامی بدایونی کی قاموس المشاہیر ہے۔ نظامی نے جو

کچھ لکھ ہے بیل نے ہو بہو نقل کر دیا ہے۔“ ص ۷۲

ص ۱۰۳ جو اہر خمسہ قلمی نسخہ پشاور کے متعلق لکھا ہے۔

”ابوالمعارف عنایت اللہ نے خط نستعلیق میں اس پر جا بجا حواشی

بھی لکھے ہیں۔“

یہ محشی بزرگ معروف صوفی بابا بلھے شاہ قصوریؒ کے مرشد اور سلسلہ شطاریہ کے

پنجاب میں اصل مروج تھے حال عام متعارف کتابوں خزینۃ الاصفیاء نزہت الخواطر
وغیرہما میں مل جاتے ہیں۔

ص ۱۱۳ ”شاہ ولی اللہؒ نے جو اہر خمسہ کے اعمال کی اجازت اپنے استاذ محترم شیخ
ابوطاہر سے حاصل کی تھی بحوالہ رود کوثر“

آپ نے اس باب میں شیخ اکرام کی رود کوثر کا سہارا لیا ہے۔ شیخ اکرام نے لکھا

ہے۔

”آپ (شاہ ولی اللہؒ) کی اپنی تصانیف سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ

اس سلسلہ (شطاریہ) کے بعض اشغال اپنے محترم استاد شیخ ابوطاہر

مدنی اور شیخ محمد سعید لاہوریؒ سے سیکھے تھے۔“

اول تو شیخ اکرام نے شاہ صاحب کی کسی تصنیف کا حوالہ نہیں دیا ہاں انتباہ فی

سلول اولیاء اللہ میں شاہ صاحب نے اپنے ورود لاہور اور شیخ المعمر حاجی محمد سعید لاہوریؒ

سے جو اہر خمسہ کی اجازت کی سند نقل کی ہے۔

معراج نامہ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے کسی خطی نسخے کی آپ نے اطلاع نہیں دی ہے۔ اور نہ ہی بحر الحیات کے نسخوں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ معراج نامہ سے متعلق تو سر دست احقر کو معلوم نہیں البتہ بحر الحیات کے تین قدیم خطی نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ اور بحر الحیات آج سے قریباً اسی سال قبل دہلی سے شائع ہو چکی ہے۔ پیر محمد شاہ کی لائبریری احمد آباد میں بھی بحر الحیات کے خطی نسخے موجود ہیں یہیں اس کا مذکورہ مطبوعہ نسخہ بھی موجود ہے۔

کلید مخازن۔ کے بھی کسی خطی نسخے کا ذکر نہیں کیا گیا۔

احقر نے پنجاب پبلک لائبریری میں اس کا ایک عمدہ قلمی نسخہ عرصہ ہوا دیکھا تھا اس کا سال تصنیف ۱۸ / رمضان ۹۴۲ھ ہے ۹۳۲ھ میں پہلے پہل اس کی تصنیف کا خیال شیخ محمد غوثؒ کو ہوا۔ یاد آ رہا ہے کہ یہ خطی نسخہ محشی بھی تھا اور غالباً محمد غوثی نے اس شیخ بدرالدین سمرقندی جیلانی کے حواشی کا جو ذکر کیا ہے۔ وہ انہیں سمرقندی بزرگوں کے ہوں۔

شاہ وجیہ الدین گجراتی کے ملفوظات کا قلمی نسخہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں محفوظ ہے۔ نمبر ۱۳۴۳

ابتداء اس طرح سے ہے:

این چند کلمہ از ملفوظات بحر الحقائق و معدن جواہر اسرار الخ

ملفوظات مذکورہ کے ابتدائی جملہ کی نقل کا مقصد یہ ہے کہ آیا آنجناب نے اسلامیہ کالج پشاور کے جس قلمی نسخے کا ذکر فرمایا ہے یہ نسخہ وہی ہے یا اس سے مختلف ہے اگر نسخہ پشاور کا ابتدائی ورق کی نقل آپ کے پاس ہو تو مقابلہ کی زحمت فرمائیں؟ ان

ملفوظات کا جامع کون ہے؟

خواجہ محمد سعید لاہوری نقشبندیؒ نے اپنا سلسلہ شطاریہ اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ محمد سعید لاہوری مرید شیخ محمد اشرف شطاری لاہور کی آپ مرید بایزید ثانی اور آپ مرید فرید ثانی اور آپ مرید شاہ وجیہ الدین گجراتی“

اس شجرہ طریقت میں سے شیخ بایزید ثانی اور شیخ فرید ثانی رحمہما اللہ کے حالات احقر کو کہیں نہیں مل سکے اگر آجناب مدد فرمائیں تو بہت خوب ہے۔

آپ نے تکمیل الایمان سے شاہ محمد غوث کے خلفاء کی جو فہرست نقل کی ہے ص ۱۲۸ اس میں ایک شیخ ابوالحسن لاہوری کا نام بھی ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ پر تکفیر کے جو فتوے میری نظر سے گزرے ہیں ان میں ایک مفتی کا نام ابوالحسن لاہوری بھی ہے۔ کیا ان دونوں کے ایک ہی یا مختلف ہونے کے باب میں آپ کچھ مدد فرمائیں گے۔

آپ کی کتاب شاہ محمد غوث گوالیاری کے باب خلفاء میں بعض اہم حضرات کا تذکرہ شامل نہیں ہو سکا مثلاً شاہ عبدالحمید عرف قادر ولی متوفی ۹۷۸ھ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کے حالات پر ایک مستقل منظوم کتاب ہدیہ مرغوب مطبع شگوفہ اودھ لکھنؤ ۱۲۹۰ھ شائع ہو چکی ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کا ایک مقالہ بعنوان

The Shattari Saints and their Attitude
towards the State, Medieval India, Aligarh, oct.
1950.

میں شائع ہوا تھا جو بعض امور پر عمدہ طریقہ سے روشنی ڈالتا ہے۔ آپ یہ مذکورہ

مقالہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تمام معروضات ایک خط کی صورت میں پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی خدمت میں آج ۱۷/۱/۲۸ رسالہ کردی گئیں۔

محمد اقبال مجددی

۲۸/ جنوری ۱۹۷۱ء



گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(ضلع حیدرآباد سندھ)

۸ / دسمبر ۱۹۷۰ء

۷۸۶

محترم المقام دام زید عنایتکم

وعلیکم اسلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہو کر باعث فرحت و انبساط ہوا، یہ معلوم ہو کر مزید خوشی ہوئی کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مخالفین پر کام کر رہے ہیں، یہ احقر بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر تقریباً آٹھ سال سے مواد فراہم کر رہا ہے، دوسرے علمی کاموں کی وجہ سے اس طرف ہمہ تن متوجہ نہ ہو سکا، بہر کیف آپ سے بھی مدد حاصل لی جائے گی۔

عبداللہ خویشگی قصوری کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں شاید کوئی نئی بات مل جائے، حدائق الحنفیہ (فقیر محمد جہلمی)، ابجد العلوم (نواب صدیق حسن خاں)، نزہۃ الخواطر (عبدالحی لکھنوی) ہدیۃ العارفين و اسماء الموفین و آثار المصنفین (اسماعیل بغدادی)، عربی ادب میں ہندوستان کا حصہ (ڈاکٹر زبیر احمد)، تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) وغیرہ۔

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ نے جو بات شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے متعلق کہی ہے وہی عبداللہ خویشگی کے متعلق کہی جاسکتی ہے، انہوں نے

تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ بتحریر اعتراضات زبان بیصرفہ گویاں درطعن دلیر ساختہ، سخن بطور علماء ظاہر فرمودہ اند، کلام حضرت مجدد بطور علماء باطن است آں از عالمے دیگر و ایں از مقامے دیگر، اعتراض کجا است؟

غالباً مکتوبات شریف پر اسی قسم کے اعتراضات کے اندیشے کے تحت ۱۰۰۹ھ ام میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو رخصت کرتے ہوئے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا:

اگر سخن گوئید بطور علماء گوئید نہ بطور صوفیہ و اگر احياناً بطور صوفیہ گفتہ شود بہ اغلاقی بگوئید کہ جز مخاطب دیگرے نہ فہمد و ازاں جا چیزے فرانہ گیرد کہ موجب ذلت اونہ گردد۔

عبداللہ خویشگی کے آخری دور میں ۱۰۹۳ھ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے متعلق علماء حجاز کے سامنے ایک فتوے پیش کیا گیا، محمد البرزنجی نے خوب دل کھول کر کفر کے فتوے لگائے مگر شیخ محمد بیگ مکی نے ایک رسالہ لکھ کر مسکت جواب دیا، رسالے کا نام تھا ”عطیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطاء و الصواب“ یہ باتیں ضرور آپ کے علم میں ہوں گی، احقر نے احتیاطاً لکھ دیا ہے۔

مجھے اس کا صحیح اندازہ نہیں کہ اورنگ آباد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مخالفین کا مرکز تھا اگر دیکھا جائے تو مخالفین و موافقین ہر بڑے شہر میں موجود تھے مثلاً دہلی آگرہ، احمد آباد، لاہور وغیرہ یہ مخالفت مخلصانہ بھی تھی اور معاندانہ بھی مخالفت کی گئی تھی۔

تبادلے کی وجہ سے تمام کتابیں بند پڑی ہیں، ورنہ اس مسئلے پر تفصیل سے

عرض کرتا، کتابیں کھولنے پر ان شاء اللہ مزید کچھ عرض کر سکوں گا، احقر حال ہی میں کوئٹہ سے یہاں آیا ہے۔

چونکہ آپ مخالفین پر کام کر رہے ہیں اس لیے بعض چیزیں جو میرے علم میں ہیں عرض کر دوں ممکن ہے کوئی کام کی چیز نکل آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مطالعہ فرما چکے ہوں۔

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے خواجہ محمد یحییٰ، آپ کے پوتے خواجہ فرخ، اور عبدالاحد علیہم الرحمۃ نے بھی مخالفین کے رد میں تحریر فرمایا تھا، سندھ کے مشہور عالم مخدوم معین تتوی نے بھی شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے جواب میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے جو قلمی صورت میں مولانا محمد ہاشم جان مدظلہ کے پاس موجود ہے، پیر نظام الدین شکارپوری نے بھی ایک رسالہ بعنوان رد شبہات تحریر کیا تھا، مخالفین میں جو یہ لکھنے والوں میں ڈاکٹر اطہر عباس رضوی ہیں جنہوں نے اپنی انگریزی کتاب میں بہت کچھ لکھا ہے جس کا مسکت جواب مختصر اُمعارف میں شائع ہو گیا ہے، امریکہ سے بھی ایک صاحب کا مقالہ شائع ہوا تھا جس میں حضرت مجدد کو شیعہ سنی رقابت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی نے رد مخالفین میں ایک رسالہ لکھا تھا احقر کو جس کی تلاش تھی، اب تک نہ مل سکا اس کے علاوہ حضرت مجدد کی ایک تصنیف اثبات الواجب کی تلاش ہے اس کا ذکر اسماعیل پاشاہ بغدادی نے کیا ہے یہ بھی نہ مل سکی۔ آپ کے علم میں ہو تو ضرور مطلع فرمائیں، ایک بات اور دریافت کرنی ہے عہد شاہجہانی کے مورخوں نے صوفیہ و علماء کی فہرست میں نہ حضرت مجدد کا ذکر کیا ہے نہ آپ کے صاحب

زادگان اور خلفاء کا، بلکہ اگر کسی ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کا تعلق حضرت مجدد سے رہا ہے تو اس تعلق کو ظاہر نہیں کیا گیا، مورخین کی اس خاموشی کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی شاہجہاں کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا عقیدت مند بتایا جاتا ہے، یہ بات شہزادگی کے زمانے تک تو ٹھیک ہے لیکن دور شاہی میں یہ عقیدت نظر نہیں آتی گو اس وقت حضرت مجدد وصال فرما چکے تھے مگر آپ کے صاحبزادوں و خلفاء سے تعلق خاطر اس عقیدت کی توثیق کر سکتا تھا، اس کے برخلاف شیخ آدم بنوری کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ آپ کے علم میں ہوگا۔

آج ذرا فرصت تھی تو یہ طویل عریضہ پیش کر رہا ہوں ورنہ عدیم الفرستی کی وجہ سے تاخیر کا اندیشہ تھا، امید ہے کہ علمی راستے جاری رکھیں گے، مجھے خود آپ سے ملاقات اور آپ سے مکاتبت کا اشتیاق تھا، خدا نے یہ صورت پیدا کر دی، فالحمد للہ علی ذالک، احباب کو سلام کہہ دیں، فقط والسلام

احقر مسود احمد



۲/۴۴-این

پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۳/اگست ۱۹۷۱ء

۷۸۶

محترم المقام

وعلیکم اسلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۳۱/ جولائی موصول ہوا۔ عنایت و کرم ممنون ہوں، محترم حکیم صاحب کو اس احقر سے حسن ظن ہے اس لیے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے ورنہ احقر اس لائق نہیں کہ آپ کے فاضلانہ مقالے کو بنظر تنقید مطالعہ کرے، البتہ استفادے کے خیال سے یہ جی چاہتا ہے کہ ایک نظر دیکھ لوں، تقریظ لکھنے کی بھی اہلیت نہیں لیکن اگر آپ کی خواہش ہو تو ان شاء اللہ تحریر کر دی جائے گی اگر اپنے کچھ حالات اور علمی خدمات کے تعارف کے طور پر کچھ تحریر فرمادیں تو احقر ممنون ہوگا۔

کراچی میں ۱۵/ اگست تک قیام ہے، آج کل کچھ مصروفیت زیادہ ہے، اس لیے مناسب یہ ہے کہ جب احقر ٹنڈو محمد خاں پہنچ جائے تو اس وقت مبیضہ ارسال فرمائیں، لیکن اس طرح تعویق کا اندیشہ ہے، عجلت ہو تو پھر طباعت کرا لیں، ورنہ احقر ہر خدمت کے لیے حاضر ہے۔

ان شاء اللہ ٹنڈو محمد خاں پہنچ کر آپ کے مقالے سے متعلق بعض کتابوں کے نام تحریر کروں گا ممکن ہے کہ یہ آپ کی فہرست میں پہلے سے موجود ہوں۔

محترم حکیم صاحب اور مکرمی پروفیسر محمد اسلم صاحب کو سلام کہہ دیں، دوسرا مکتوب برادر محمد عارف رضوی صاحب کو عنایت فرمادیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

☆☆☆

گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۹/ مئی ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادر محترم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا، کرم فرمائی کا ممنون ہوں، رسالہ آستانہ پاک بھی مل گیا، آپ نے اپنے نوٹ میں جس طرف اشارہ فرمایا ہے احقر نے اپنی کتاب میں اس کا ازالہ کر دیا ہے۔

عدیم الفرستی کی وجہ سے حالات نہ لکھ سکا، موسم گرما کی تعطیلات میں کچھ فرصت میسر آئے گی تو ان شاء اللہ تحریر کر کے ارسال کر دوں گا، مطمئن نہیں۔

یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ کتاب ”فاضل بریلوی علماء حجاز کو نظر میں“ کاتب کے حوالے کر دی گئی ہے میں خیال کر رہا تھا کہ شاید کتابت ہو چکی ہوگی کیوں کہ ایک سال کا طویل عرصہ ہو چکا ہے خیر اس تاخیر میں خدا کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہوگی۔

عرصہ دراز سے جناب عارف رضوی صاحب کا خط نہیں ان کے متعلق تفصیلات سے ضرور مطلع کریں جواب دینے میں بہت مستعد تھے، اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

محترم حکیم صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں، فاضل بریلوی اور ترک موالات، کے چند نسخوں کی ضرورت ہے اگر باقی بچے ہوں تو ارسال فرمادیں۔ ممنون ہوں گا۔

زیادہ کیا عرض کروں احباب کو سلام کہہ دیں ہاں یاد آیا جناب اسلم صاحب نے لکھا تھا کہ انہوں نے وحید مسعود کی کتاب سید احمد کی اصلی تصویر، کا جواب لکھا ہے جو چھپ رہا ہے وہاں ان کو سلام کہہ دیں، یہ جواب شائع ہو گیا ہو تو ایک نسخہ ارسال فرما دیں، فقط والسلام

احقر محمد مسعود



روزانہ

روداد

محمدناظم بشیر نقشبندی مجددی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخاطب غیر مسلم نہیں تھے، مسلمان تھے آپ نے خود بھی لکھا کہ میں بغاوت نہیں کر رہا ہوں کیونکہ مسلمان حکومت ہے، حکومت کے مسلمان ہونے کا اعتراف بھی کر رہے تھے، جب جہانگیر کے خلاف مہابت خان نے بغاوت کر دی اور وہ کامیاب ہونے والا تھا تو شدت سے اسے منع کر دیا کہ اس کی اصلاح کی ضرورت ہے بغاوت کی ضرورت نہیں۔

ان خیالات کا اظہار ممتاز مذہبی سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ ۲۶ نومبر ۲۰۱۶ء بمقام ایوان اقبال لاہور میں صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس کا آغاز زینت القراء حافظ قاری محمد رفیق نقشبندی نے کلام الہی کی آیات بینات کی خوبصورت تلاوت سے کیا، اس کے بعد علامہ قاری نصیر شرقپوری نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں (فاضل البریلوی الشاہ امام احمد رضا خانؒ کے کلام سے منتخب) نعت شریف پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

تلاوت کلام مجید کے بعد مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر، روزنامہ جرأت / تجارت اور دی بزنس کے چیف ایڈیٹر جناب جمیل اطہر سرہندی نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔ آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی نے برصغیر میں دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور یہ واضح کر دیا کہ ہندو اور مسلم میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔ اسی فکر و فلسفہ سے شاعر مشرق متاثر ہوئے اور اس خطے کے لوگوں کو تعلیمات حضرت مجدد الف ثانی کی روشنی میں بیدار کرتے ہوئے فلسفہ خودی پیش کیا۔ افتتاحی کلمات کے بعد شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائسنز سے وابستہ ڈاکٹر محمد نوید ازہر نے ”حضرت مجدد کا فکری احیاء“ کے حوالے سے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد نے عوام اور علماء کو خود پسندی ترک کر کے خدا پسندی اختیار کرنے کی تعلیم دی اور دلوں کی کائنات کو آباد کر دیا۔ قَلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ كِى نَصِيحَتِ كِى طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور انہیں ذکر الہی کی لذت و حلاوت سے آشنا کیا، جب لوگوں کی فکر و نظر میں انقلاب برپا ہو گیا، تو انہیں نیت کی درستی اور اخلاص فی العمل کی نعمت میسر آگئی۔ ڈاکٹر نوید ازہر کی گفتگو کے بعد ملک کے ممتاز سکالر اور Lums University میں گورمانی مرکز زبان و ادب کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر معین نظامی نے ”حضرت مجدد الف ثانی کی ایک جماعت (جرگہ ممدان دولت اسلام) کی تشکیل اور اس کی خدمات کے نتائج و اثرات“ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے کہا حضرت مجدد الف ثانی کی جماعت جرگہ ممدان دولت اسلام یعنی اسلام کی حکومت کے لیے معاونوں کا ایک گروہ آپ کی بہت کامیاب تحریک ثابت ہوئی۔ محترم نظامی صاحب نے کہا کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کے کچھ تو دنیوی پیمانے ہوتے ہیں اور کچھ فکری اور کچھ علمی اور کچھ روحانی۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک میں یہ تمام پہلو با تمام و کمال دکھائی دیتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر وہ اخلاص اور وہ سوز و گداز جو کسی بھی

تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرتا ہے جتنا حضرت کے سینہ اقدس میں ودیعت کیا گیا تھا شاید کسی کو کیا گیا ہو۔ یہ سوز و گداز محبت رسول ﷺ کی وجہ سے کسی مصلح اور کسی مجدد کو عطا ہوتی ہے اور وہ حضرت مجدد الف ثانی کو عطا ہوا تھا، یہی وجہ ہے آج بھی پورے عالم اسلام میں ان کا چراغ جل رہا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائیز (مرید کے) کے پرنسپل ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے اپنے مقالہ بعنوان ”درگاہ حضرت باقی باللہ کا نظام تعلیم و تربیت“ کی تلخیص پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت باقی باللہ کے مقام و مرتبہ کو جاننے کے لیے آپ کے مریدین اور بعد میں آنے والے وابستگان کی سیرت و کردار سے پتہ چلتا ہے اور یہ کہ انہوں نے کیسے لوگ تیار کیے کہ جنہوں نے برصغیر کی تاریخ کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔

حضرت باقی باللہ کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے چند باتیں غور طلب ہیں ان میں یہ کہ آپ نے کوئی محاز آرائی قائم نہیں کی حالانکہ مغلوں دور عروج ہے، شریعت کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا جا رہا تھا، تصوف کے نام پر صوفیائے خام گمراہیاں پھیلا رہے تھے، ان حالات میں حضرت باقی باللہ نے کوئی مسلح جدوجہد کی کوشش نہیں فرمائی بلکہ انہوں نے معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ عدم تشدد کی تحریک کی جب بات کی جاتی ہے تو اس کے اولین بانی شاید حضرت خواجہ باقی باللہ ہیں، انہوں نے افراد تیار کیے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ نے اقتدار کو ہدف بنانے کی بجائے اہل اقتدار کو حذف بنایا اور ان کی اصلاح کے حوالے سے ارباب اقتدار تک پیغام کو پہنچانے کا منظم اور موثر طریقہ اختیار کیا اور اسی حکمت عملی کے نتیجے میں بالآخر احیائے اسلام ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا جن امراء و وزراء کا خطوط کے ذریعے رابطہ ہوا ان ہی امراء و وزراء سے ابتداءً حضرت باقی باللہؒ کا رابطہ تھا اور ان کے نام آپ کے خطوط بھی ملتے ہیں۔ ان کے بعد شعبہ عربی و اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے وابستہ ڈاکٹر افتخار احمد نے ”ارمغانِ امام ربانی جلد ششم اور جلد ہفتم“ کا تعارف پیش کرتے ہوئے ان میں شائع ہونے والے وُقع مقالات اور دیگر تحقیقات پر بہترین انداز میں فاضلانہ تجزیہ پیش کیا۔ ان کی گفتگو کے فوراً بعد حافظ محمد شاہد نے انتہائی خوبصورت آواز میں بدیہ نعت پیش کی، نعت شریف کے بعد عظیم روحانی و علمی شخصیت حضرت سید صفدر علی (برمنگم یو کے) نے اپنے خیالات عالیہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ابو جہل مر گیا ہے، یزید بھی مر چکا ہے، اکبر بادشاہ بھی دفن ہو چکا ہے لیکن اس کے مشن اور نظریات کو پھیلانے والے لوگ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں ان حالات میں ایسی تقاریب کا انعقاد انتہائی ضروری ہے تاکہ ان باطل قوتوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ قبلہ نے اپنی گفتگو کے اختتام پر پُر سوز دعا بھی فرمائی۔ ان کے بعد مجدد الف ثانیؒ سوسائٹی لاہور کے نائب صدر اور جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ کے عہدہ پر فائز ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے اپنے مقالہ بعنوان ”حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فقہی ذوق اور اس کے اثرات“ کے حوالے سے انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا (مفصل مقالہ زیر نظر کتاب میں مقالات کے باب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔

ترکی سے تعلق رکھنے والے اور ہمارے ملک کی معروف درس گاہ پنجاب

یونیورسٹی کے شعبہ اورینٹل سٹڈیز میں رومی چیئر پر فائز ڈاکٹر ڈر مش بلگر نے اپنے مقالہ بعنوان ”ترکی میں فکر مجدد کے اثرات“ اپنا واقع مقالہ پیش کیا۔

فخرالمحققین پروفیسر محمد اقبال مجددی نے کانفرنس کے موقع پر شائع

ہونے والی کتاب ”خلاصۃ المعارف“ کا تعارف پیش کیا جس کی تفصیلات زیر نظر کتاب

میں مقالات کے باب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ آپ کی گفتگو کے بعد ممتاز ریسرچ

سکالر ڈاکٹر مجیب احمد چیئر مین شعبہ تاریخ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد ”حضرت

مجدد الف ثانی یورپ میں“ کے عنوان پر اپنا واقع مقالہ پیش کیا۔ اس کے بعد محمد احمد

نقشبندی مجددی نے کلام اقبال بحضور حضرت امام ربانی انتہائی خوش الہانی سے پیش کیا

جس سے اہل مجلس کو خاص کیف و سرور حاصل ہوا۔ منقبت کے بعد جسٹس ریٹائرڈ نذیر

احمد غازی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی

تعلیمات کا نچوڑ جو ان کے مکاتیب کی روشنی میں اخذ کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے حضور سلی اللہ علیہ وسلم

کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے محبت رکھنا یہی اسلام

ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت یہی مجدد الف ثانی کا درس تھا۔ غازی

صاحب نے مقام مجدد کو واضح کرتے ہوئے ان خیالات کا بھی اظہار کیا کہ اگر مجدد الف

ثانی نہ ہوتے تو مولانا فضل خیر آبادی نہ ہوتے، اگر مجدد الف ثانی نہ ہوتے تو کفایت علی

کافی نہ ہوتے، اگر مجدد الف ثانی نہ ہوتے تو امام احمد رضا اس طرح جنگ نہ لڑتے۔

محترم نذیر غازی صاحب کے بعد ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب صدر مرکز

تحقیق فیصل آباد نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا اور آخر میں افغانستان سے تعلق رکھنے والی

عظیم روحانی شخصیت حضرت محمد لعل المعروف استاد صاحب مبارک مدظلہ العالی نے خاص انداز میں دعا فرمائی۔

اس تقریب سعید کے موقع پر امام ربانی پہلی کیشنز کی تازہ ترین مطبوعات ارمغانِ امام ربانی (جلد ہفتم) (جلد ہفتم) اور دو جلدوں پر مشتمل خلاصۃ المعارف کی رونمائی بھی کی گئی۔ سوسائٹی کی طرف سے فاضل مقالہ نگاران کو یادگاری شیلڈز اور مذکورہ بالا کتب بطور تحفہ پیش کی گئیں۔

ہال سے باہر مختلف ناشرین نے اپنے اپنے بک سٹالز بھی لگائے تھے جہاں بالخصوص تصوف کے موضوعات پر اہم کتب رکھی گئیں تھیں۔

آخر میں شرکائے مجلس کی تواضع کا اہتمام بھی تھا۔ اس طرح یہ علمی فکری اور روحانی تقریب بحسن خوبی پایا تکمیل کو پہنچی۔

{1}

نام مجموعہ مقالات: شیخ سرہند

ترتیب و تدوین: جمیل اطہر

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود تک	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمیِ احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اطہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرچپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ

۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

{2}

نام مجموعہ مقالات: افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۷۔ اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال

ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

۲۔	دوقومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اولین بانی	مجیب الرحمن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

{3}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جدول)

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال

ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔	جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہان امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کالاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادہ مجددیہ سے قائد اعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

{4}

نام مجموعہ مقالات: فکر امام ربانی

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس

ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
-----------	-------------	------------

۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجتہد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	دوقومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجتہد الف ثانی کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجتہد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

{5}

نام مجموعہ مقالات: نذر مجدد

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار

حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۔	مکتوباتِ امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف - نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدة الشہود گرہ کشائے وحدة الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوباتِ امام ربانی کے مآخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد خلیل مجددی
۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد

{6}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد دوم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش

لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دو قومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر و رسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجددہؑ - یاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد و وظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ تہلیلہ کا اسلوب نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سیدی
۱۲۔	مکتوباتِ امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

{7}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد سوم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۴ فروری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ان کے ثمرات	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	عوارف المعارف: مکتوباتِ امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

۳۔	لطائف المدینہ: حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے احوال کا ایک اہم ماخذ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۴۔	عمدة الاسلام: حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پسند فرمودہ کتاب	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۵۔	اصلاح باطن و تزکیہ نفس مکتوباتِ امام ربانی کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۶۔	اثبات النبوة کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۷۔	میر نعمانؒ کے نام خطوط میں تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہج و اسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۹۔	ایصال ثواب: مکتوباتِ امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر محمد عظیم فاروقی

مکاتیب

۱۰۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مکاتیب میاں محمد صادق قصوری کے نام
-----	---

۱۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مکاتیب صاحبزادہ بدرالسلام صدیقی کے نام
----	---

{ 8 }

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد چہارم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات، کمالات و احسانات	پروفیسر آغا پیرنثار احمد جان سرہندی
۲۔	دور حاضر میں صوفیہ کا کردار	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	ابن عربی مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	مجددی تحریک اور اس کے اثرات	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۶۔	مقام نبوت کا تحفظ: حضرت مجددی خدمات	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

۷۔	مقام صحابہؓ: حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۸۔	سماجی فلاح و بہبود	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
	حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	
۹۔	حضرت مجددؒ بحیثیت خادم قرآن	ڈاکٹر عبدالحمید عباسی
۱۰۔	رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار خان
۱۱۔	خان خانانؒ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

مکاتیب

۱۲۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام
-----	--

{ 9 }

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد پنجم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۵ جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
-----------	-------------	------------

۱۔	پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجددیہ کے احیاء کی ضرورت	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	مکتوباتِ امام ربانی کے درس کی اہمیت عصر حاضر کے تناظر میں	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۳۔	نقشبندی حضرات اور ترویج شریعت	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	حضرت مجدد الف ثانی اور عقائد اہل سنت	ڈاکٹر محمد شریف سیالوی
۵۔	مطالعہ فکر مجددی عصری اہمیت	علامہ رضاء الدین صدیقی
۶۔	مقام اہل بیت: حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۷۔	مبدأ و معاد: موضوعاتی جائزہ	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۸۔	نقشبندی سلسلے کے اصل مآخذ کی اشاعت اور اس کی ضرورت	محمد ناظم بشیر

مکاتیب

۹۔	مولانا ابوالحسن زید فاروقی کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)
----	---

۱۰-	پروفیسر محمد اقبال مجددی کے مکاتیب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے نام
۱۱-	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)۔

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد ششم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: 26 نومبر 2017ء بروز ہفتہ بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

۱-	کیا شیخ احمد سرہندی کو ان کی زندگی میں مجدد الف ثانی کہا جاتا تھا؟	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۲-	فقہی اجتہاد میں حضرت مجدد الف ثانی کا مرتبہ	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳-	العرف الندی لنصرة الشيخ احمد سرہندی	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۴-	فکر مجدد پر مولانا رومی کے اثرات	ڈاکٹر محمد درمش بلگر (ترکی)
۵-	حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ وحدۃ الشہور: پس منظر اور اثرات	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

محمد افضل سعید	عصر حاضر میں علماء کی ذمہ داریاں حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی روشنی میں	6-
مولانا جاوید اقبال مظہری	حضرت مجدد الف ثانی اور حقیقت نماز	7-
محمد ناظم بشیر	معارف امام ربانی سے احیاء میں پاکستان کا حصہ	8-

گوشہ تحقیقات محمد اقبال مجددی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	9
حضرت امام ربانی کے خلاف لکھے جانے والے رسائل	10-
حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں	11-
جامعین مکتوبات	12-
مکتوبات امام ربانی کے خطی نسخے	13-
مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب الیہم کے تراجم (ضمیمہ مکتوبات امام ربانی)	14-
ترکی میں منعقدہ حضرت مجدد الف ثانی پر پہلا بین الاقومی سیمپوزیم	15-
میر محمد نعمان بدخشی اولین خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی	16-
شیخ اسماعیل رشدی: کلیات خواجہ باقی باللہ کے جامع ومدون	17-

رودادیں

18-	رؤدار 36 ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس
19-	رؤدار تقریب افتتاح ذخیرہ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی
20-	پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ایک اہم لیکچر
21-	رپورٹ (سیمینار 2015)
22-	تعارف مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور
23-	سابقہ کانفرنسز میں پیش کئے جانے والے مقالات کے عنوانات

برائے رابطہ:

دفتر مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور، پاکستان

واقع

35-C کمرشل ایریا این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی، فیزر 1، لاہور

0300-4299321.....0323-9990970

nazim_bashir72@Yahoo.com

www.mujaddidway.com

ALL RIGHTS RESERVED WITH PUBLISHER

Title: Armagan-e-Imam-e-Rabbani(Vol-8)

Editor: Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams

Ph.D (B.Z. University Multan, Pakistan)

Post Doc. (University of Glasgow, U.K.)

Published by: Muhammad Nazim

Prof Reading: Shahid Hussain

Calligraphy: Ahmad Ali Bhutta

First Edition: November, 2017

Publisher: Imam-e-Rabbani Publications,
Lahore, Pakistan

Pages: 520

Contact:

- 35-C(1st Floor) NFC Housing Society Phase-1 Lahore Pakistan
- Office: Daily Juraat, Tijarat and The Business 14-Davis Road, Lahore
Cell: 0092300-4299321 0300-6659771
www.mujaddidway.com

297-4 Armagan-e-Imam-e-Rabbani edited by
Humayun Abbas

ARM

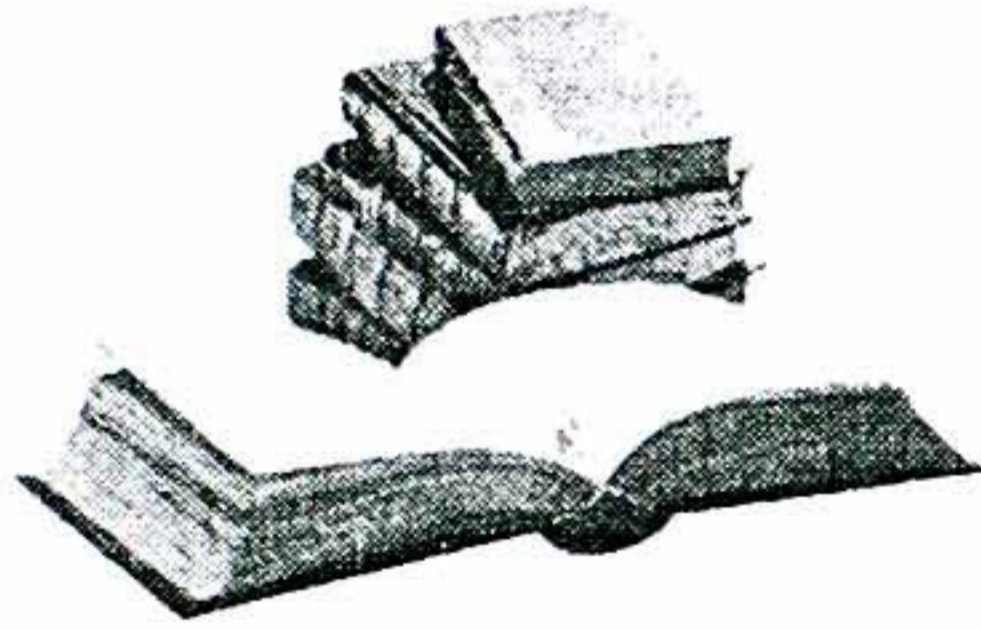
Lahore, Sher-e-Rabbani Publications, 2012

P 520

1. Sufiism

proceeding of
Imam-e-Rabbani
International Conference
held on 26th November 2017
at Awain-e-Iqbal , Lahore

Armaghan-e- Imam-e-Rabbani



EDITOR:

Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams

Vol-VIII

Published by

Muhammad Nazim

Publisher

Imam-e-Rabbani Publications

Lahore - Pakistan



ارمعان امام ربانی



ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباسی

باہتمام:

محمد ہاشم بشیر

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان